خاص شیعہ لوگوں کیواسطے

وکان حقا علینا نصر المؤمنین

درین زمان برکت توامان بحسن توفیق خالق سبحان کتاب

مستطاب در اثبات تعزیہ داری مسمیٰ بہ

نصر المؤمنین

در جواب

ہدایت المؤمنین

یکے از مصنفات جناب مولوی سید ریاض الحسن صاحب

دامت برکاتہ بفرمایش عالیجناب فیض مآب سید محمد اصغر صاحب

رئیس اعظم اوناؤ دامت حشمتہ بمقام لکھنؤ وزیر گنج ماہ شوال سنہ ۱۳۱۶

در مطبع اثنا عشری باہتمام عالم علی صاحب طبع شد

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

الحمد للہ درین ایام میمنت فرجام کتاب لاجواب من تصنیفات جناب مستطاب مولوی سید ریاض حسن صاحب ادام اللہ

مسمّیٰ بہ

نصر المومنین

در جواب

ہدایت المومنین

بمقام لکھنؤ بمحلہ فراشخانہ وزیر گنج در ماہ دسمبر ۱۸۹۵ عیسوی

در مطبع فیض منبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من الباکین علی مصاب من بکت علیہ السماء
والارض والملئکۃ المقربون وشہدت بعظمتہا الناطقون والساکتون
والصلوۃ علی صاحب ذلک العزاء محمد سید الانبیاء وعلی اوصیائہ
الشہداء ہم الائمۃ المعصومون **اما بعد** واضح ہو کہ درینولا ایک رسالہ
ہندیہ مسمی **بہدایۃ المومنین** مشعر عدم جواز تعزیہ داری و منع گریہ وزاری
مصائب امام حسین علیہ السلام پر نظر قاصر سے گذرا جسکے دیکھنے اور غور کرنے سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولف رسالہ مذکورہ نے ازراہ فریب و فساد کہ خمیر طینت
ارباب تعصب و عناد ہے عجب طرح کی سقیفہ سازی اور شعبدہ بازی ابتدائے
رسالہ مین کی ہے یعنے عنوان رسالہ مین بدعات و عادات جملہ مخلوقات پر عموماً
اعتراض شروع کیا بالتخصیص کسی مذہب معین کا نام نہین لیا تاکہ ناظرین رسالہ
یہہ سمجھین کہ بیچارہ مولف بلا تعصب و اکراہ حسبۃً للہ محض ازراہ درد دین و نصیحت
غافلین محدثات جمیع فرق اسلامیہ پر عموماً طعنہ زن ہے کسی خاص فرقہ سے
روی خطاب اور تعصب و عتاب نہین رکھتا لیکن چونکہ خبث باطن فاتہ لسان سے

ظاہر ہو جاتا ہے بعد چند سطور ہندی یہہ تحریر کی تمام ہے اور خاص شیعون ہی پر عنایت
اور توجہہ بنہایت اور تشنیع و توہین شعائر ایمان و اسلام ہے مین بکمال مبالغہ و اہتمام
ہے کہ قبائح عقلیہ و نقلیہ و شرعیہ و عرفیہ سب خاص مصائب مظلوم کربلا پر رونے
رولانے نقل تربت و ضریح مقدس بنانے مین بیان کی گئی اور تعزیہ داری ہی
العیاذ باللہ جملہ گناہون کی علت قرار دیگئی حضرات مقلدین اہلسنت مین تو اسقدر
تعصب سخت تعجب ہے مگر یہہ حضرت شاید فرقہ مستحدثہ وہابیہ سے ہین اور یہی
وجہ ہے کہ میلاد شریف کا ذکر ہر دو ایا تسلیمًا کہین نہین کیا ورنہ قلعی کھلجاتی المختصر
ہم اسی فکر و تردد مین تھے کہ دیکھتے دیکھتے نام نامی حضرت مولف بسلب شرف
سیادت و اضافت بنسبت سکونت **اولاد حسن قنوجی** نظر آیا مجیب سجدہ
شکر بجالایا کہ میرا تصور مقرون بتصدیق اور امر وہابیت مولف تحقیق ہوا
یہہ حضرت ہی بگڑے ہوئے وہابی ہین سو خوب جانے ہوئے ہین جیسے عمامے والے
انکی تسبیحین کمند و نکونہ بدنام کرین انکی مختصر **کیفیت** یہہ ہے کہ یہہ سادات
بخاریہ قنوج مین شامل اور مجیب کے طریقہ مذہبی سے خارج سلسلہ نسبی مین داخل
ہین یعنے جو قرابت ابوجہل کو حضرت پیغمبر صلعم سے تھی وہی حضرت مولف کو مجیب احقر
سے ہے انکے والدین ماجدین بلکہ اوائل مین یہہ خود شیعہ مذہب تھے پھر بغرض
تحصیل علم دہلی جاکر جو بگڑے تو بگڑتے ہی چلے گئے اسقدر در پے سر تابی ہوئے
یعنے شیعہ سے سُنی سُنی سے وہابی ہوئے پھر احمد پیرزادہ بریلوی اور اونکے مصاحبین
عبد الحی و اسماعیل دہلوی کی صحبت و ارادت مین حوصلے اور زیادہ ہوگئے اونکی
معیت مین سکھون کے ساتھہ آمادہ جہاد ہوئے مگر جب کڑی پڑی اور پیرزادے صاحب
مع دیگر جہلا کام آئے ہمارے حضرت پھرتی پھراتی ٹھوکرین کھاتے بحال خفت و ندامت
صحیح و سلامت گھر تشریف لائے بعد خرابی بصرہ یہہ سوجھی کہ بمقابلہ تیغ و سنان مین

جان کا خطر ہے وبائی جمع خرچ بلا ضرر ہے لہذا اپنی وہابیت اور قابلیت جتانیکو اس قسم کے رسائل مہملہ لکھنے شروع کیئے اور یہہ رسالہ خاص ممانعت تعزیہ داری مین تحریر کیا ہے اور بپناہ بخدا اوسکو بدعت وضلالت قرار دیا ہی ہرچند جواب اسکا بعض افاضل نے بزبان فارسی لکھا ہے مگر چونکہ حضرت مولف غیر مالوف عشیرہ راقم الحروف سے ہین لہذا بمفاد کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ بہ نسبت دروغگوئی یہہ کمترین اونکی ہدایت اور خدمت کیواسطے لائق تر ہے پس اگر سخت زبانی مولف لاثانی کا جواب بمقتضای حمیت وحمایت دین ترکی بترکی ہو تو نزد اہل انصاف یہہ عذر مجیب مقبول ہوگا لیکن جہانتک ممکن جسطرح مجیب اول نے لعنت وتہذیب سے بقدر مقدور درگذر نہاین کی انشاء اللہ یہ نحیف بھی بفحوای کریمہ وَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَیِّنًا ہرگز لینت قول سے نہ عدول ہوگا لیکن انہین حضرات کے بعض کلمات طیبات کی تصحیح وتوضیح مین اگر کچھہ دال مین کالا ہو تو وہ انہین کی بے تہذیبی ہی مجیب مجبور ہے اور اوسکے بیان مین بے قصور ہے اور چونکہ اس رسالہ مین ابتدا سے انتہا تک ہمارے حضرت نیم ملا خطرہ ایمان نے اپنی بدعت کو اسقدر زور دیا کہ آنکھہ بند کر کے بے سمجھے بوجھے عموماً ہر امر کو بدعت لکھدیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے فقط نام بدعت مثل ایک ہریل کیسی لکڑی پکڑ رکھی ہے اور ہنوز معنے بدعت اور اوسکے اقسام ممدوحہ اور مذمومہ سے بالکل اجنبی ہین لہذا قبل از شروع جواب ہم ایک مقدمہ خاص معنی بدعت اور اوسکے اقسام اور نیز اس بیان مین کہ اقسام مذکورہ مین سے کس کس پر اطلاق بدعت مصطلحہ مولف کا عند الفریقین ہوتا ہی اور کس کس قسم پر نہین ہوتا لکھتے ہین تاکہ اوسکے ملاحظہ سے ہر صاحب انصاف پر سنی ہو یا شیعہ امر حق واضح ہوجای اور پھر کوئی حضرت مولف بگلا بھگت کی بظاہر حقانی وبباطن پوچ ولایعنی تقریر وتحریر سے دہوکا نہ کہائی بقولہ تعالی وقوتہ

مقدمہ تحقیق معنی بدعت اور تفریق اقسام بدعت مین پس معنی بدعت سنئے کہ صاحب قاموس نے یہہ لکھی ہیں البدعة الحدث فی الدین بعد الاکمال اوما استحدث بعد النبی صلعم من الاھواء والاعمال یعنے بدعت حادث کرنا کسی چیز کا ہے دین مین بعد کامل ہونے دین کے یا جو چیز کہ بعد پیغمبر صلعم حادث ہوئی ہو خواہشون اور اعمال سے پس فقرہ اولی قاموس سے جو بعینہ صحاح جوہری مین بھی وارد ہے ظاہر اوہی حدث مراد ہے جس سے دین وشریعت حضرت خاتم المرسلین صلعم مین خلل اور تغیر واقع ہو اور اوس امر جدید کو اصل شرع سے کوئی لگاو نہو پس ایسی بدعت بالمعنی الاخص بلاشبہہ منہی عنہا اور حرام ہے اور حدیث کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ مین بھی بدعت خاص مراد ہو مطلق محدثات علی ای وجہ کانت کہ وہ باعتراف جمہور فرق مسلمین عموما داخل بدعت محرمہ نہین ہین والا ایسا امور مباحہ جو زمانہ حضرت شارع مین نہ تھے اور بعد آن حضرت وقتا فوقتا بتقاضای ضرورت حادث ہوگئے اور اصل شرع سے اونکا رجحان یا اباحت وغیرہ ظاہر ہے اور اہل اسلام مین عموما خلفا عن سلف اونکا جواز واستحسان پایا جاتا ہے اور کسی نے اونکا انکار نہین کیا ہے وہ سب امور داخل بدعت منہی عنہا ہوجائیگی اور اسمین ہمارا ضرر تو کم ہے لیکن خلافت مابعد النبی پر آفت آنے سے حضرت مولف کا بہت بڑا نقصان ہوگا بشرطیکہ وہ سنی نہین وہابی ہی سہی اور اگر وہابیت مین بھی ثابت نہین ہین تو کچھہ بھی نقصان نہین جب اسلام کے کسی فرقہ مین نہ ٹھہرے تو جسکو جو جی چاہے کہین ہمتو عند التحقیق شیعہ سنی سب مین اقسام بدعت کی تفریق پاتے ہین چنانچہ **تفریق اقسام بدعت مین** منجملہ ہمارے علما کے شیخ شہید علیہ الرحمہ قواعد مین فرماتے ہین محدثات الامور بعد عہد رسول اللہ صلعم

اقسام لایطلق اسم البدعة عندنا الا ما هو محرمة الاول الواجب
کتدوین القران والسنة اذا خیف علیہما والثانی المحرم وھو کل
بدعة تناولھا قواعد التحریم والثالث المستحب کبناء المدارس
والربط مما تناولہ ادلة الندب والرابع المکروہ مما اشتملتہ ادلة الکراھة
والخامس المباح وھو داخل تحت ادلة الاباحة انتہی یعنے جو امور
کہ بعد عہد حضرت رسول خدا صلعم حادث ہوے وہ چند اقسام ہین اور اسم
بدعت کا اطلاق ہمارے نزدیک بجز بدعت محرمہ کے اور اقسام پر نہین کیا
جاتا اول وہ امر محدث واجب مثل تدوین قرآن واحادیث جب خوف
اونکے ضائع ہونے کا ہو دوم حرام اور وہ ہر بدعت ہے جسکو قواعد تحریم
شامل ہون سوم مستحب مثل بناے مدارس وکاروان سرا وغیرہ وہ چیزین
جسکو ادلہ ندب شامل ہون چہارم مکروہ جنکو ادلہ کراہت شامل ہون
پنجم مباح جو تحت ادلہ اباحت داخل ہون اور علماے حضرات اہل سنت
مین سے صاحب بحر المذاہب نے آخر کتاب قواعد مین اسکی تصریح اسطرح
فرمائی ہے البدعة منقسمة الی واجبة ومحرمة ومندوبة ومکروھة
ومباحة والطریق فی ذلک ان تعرض البدعة علی قواعد الشرع
فان دخلت فی قواعد الایجاب فھی واجبة او فی قواعد التحریم
فمحرمة او فی الندب فمندوبة او فی الکراھة فمکروھة او فی الاباحة
فمباحة یعنے بدعت منقسم ہوتی ہے واجب اور محرم اور مندوب اور
مکروہ اور مباح کیطرف اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ عرض کیجاے بدعت قواعد
شرع پر پس اگر قواعد ایجاب مین داخل ہو تو وہ واجب ہے یا قواعد تحریم
مین داخل ہو تو وہ بدعت محرمہ ہے یا قواعد ندب مین داخل ہو تو وہ مندوب

ہے یا قواعد کراہت مین داخل ہو تو وہ مکروہ ہے یا قواعد اباحت مین داخل ہو تو وہ مباح ہے انتہی۔ اس عبارت کو مولوی فضل رسول صاحب بدایونی نے اپنے رسالہ بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ مین بھی جو فرقہ ضالہ وہابیہ کی رد مین ہے نقل کیا ہے اور بعین تتمہ اس عبارت کا جسمین تفصیل ان اقسام خمسہ کی ہے وہ بھی مذکور ہے پھر بتفاوت یسیر حضرت امام شافعی کا یہہ قول بھی بیان کیا ہے وقال الشافعی رح وما احدث یخالف کتابًا او سنۃ او اجماعًا او اثرًا فھو البدعۃ الضالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئًا من ذلک فھو البدعۃ المحمودۃ انتہی۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ جو احداث مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے ہو تو وہ بدعت ضالہ ہے اور جو احداث خیر سے ہو اور امور مذکورہ مین سے کسی امر کے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ ہے انتہی۔ علی ہذا اور اکابر اہل سنت کے مصنفات مین بھی یہ تفصیل و تفریق مذکور ہے اور کیونکر نہو کہ تحقیق معانی صحیحہ کا لغت پر دار مدار ہے لہذا حضرت مولف ایک آخری حجت اور سن لین پھر اونکو اختیار ہے صاحب مجمع البحرین نے معنی بدعت کے اسطرح توضیح کی ہے البدعۃ بالکسر والسکون الحدث فی الدین وما لم یکن لہ اصل فی کتاب وسنۃ فما دل علیہ الشرع ولو بالعموم خارج منہ فمن شرع فاحل حرامًا او حرم حلالًا او کرہ ما لم یکرہ کان مبدعًا خارجًا عن الشریعۃ انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بدعت کے معنی حدث فی الدین ہین لیکن نہ علی الاطلاق بلکہ وہ حدث خاص جسکے واسطے کتاب و سنت مین کوئی اصل نہو پس جس حدث پر شرع دلالت کرے اگرچہ یہہ دلالت بالعموم ہو وہ بدعت منہی عنہا سے خارج ہے بدعت محرمہ وہی ہے جو باعتبار معنی

اخیر بطور تشریع پیشانی کے ہو کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام اور غیر مکروہ کو مکروہ کرتا باقی دیگر محدثات جنکو اصل شرع سے کسی قسم کا لگاو ہے وہ بدعت محرمۃ ضالہ کیسی اطلاق بدعت ہی سے خارج ہین لیجئے اسکا یہی مآل کار وہی ہے جو اکابر فریقین سے ہم نقل کرچکے ہین اب غور کرنا چاہیئے کہ ہرگاہ باجماع اہل اسلام یہہ قاعدہ مسلم الثبوت اور معمول بہا ہے کہ محدثات امور بعد آن حضرت صلعم قواعد شرع سے مطابق کرکے حکم بوجوب یا حرمت یا ندب یا کراہت یا اباحت کیا جاتا ہے پس بنا بر اسی قاعدہ مسلمہ کے ہر مسلمان دیندار کو جیسے خدا اور رسول کی محبت واطاعت فرض ہے اور خدا نے بموجب آیہ کریمہ عظیمہ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ محبت اہل بیت نبوت اور خاندان رسالت کو اوسپر لازم کردیا ہے بلکہ اس متاع گرانمایہ کو اجر رسالت قرار دیا ہے لازم ہے کہ آنحضرت صلعم کے ایام ولادت اور اوقات خوشحالی اور مسرت مین علی ہذا حضرات اہلبیت کے ان ایام متبرکہ مین اظہار سوز وسرور اور ان بزرگوار ونکی زمان وفات اور مصیبت وشہادت مین اعلان رنج وغم موفور کرے کہ یہہ محدثات بسبب رجحان شرعی خالی از اجر وثواب نہین ہین یہی وجہ ہے کہ مسلمانان دیندار روز ولادت باسعادت حضرت رسول مختار جلسہ میلاد شریف بکمال زینت وتکلف کرتے ہین اور اوسکو امور مباحہ ومستحسنہ سے جانتے ہین چنانچہ بوارق محمدیہ مین بحوالہ شیخ ابوشامہ سے منقول ہے ومن الحسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلعم من الصدقات والمعروف واظہار الزینۃ والسرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبتہ صلعم وتعظیمہ وجلالتہ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ ہمارے زمانہ مین جو یہہ امر احداث ہوا ہے کہ ہر سال بروز مطابق روز مولد آن حضرت صلعم صدقات خیرات اور

اظہار زینت و سرور کرتے ہین یہہ سب حق اور درست ہے اسلیئے کہ یہہ امر خیر با وجود
اسکے کہ اسمین فقرا و مساکین مسلمین کے نسبت احسان ہے مشعر بہ محبت و تعظیم و جلالت
آن حضرت صلعم ہے اسیطرح روز شہادت و یوم مصیبت آن حضرت و اہلبیت
آن حضرت اظہار غم و الم کرنا مشعر کمال اخلاص و محبت آن حضرت و اولاد آن حضرت
ہے خصوصًا مصیبت و شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام جنکی شہادت
بشہادت سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و تحریر سر الشہادتین
شاہ سلامت اللہ صاحب قائم مقام شہادت آنحضرت صلعم اور جنکے غم مین
بموجب روایت حضرت ام سلمہ رض مرویہ شاہ صاحب سر انور و ریش مبارک
آن سرور خاک آلودہ ہوئے پس ایسے مظلوم کے غم مین جو فدیہ رسول خدا ہوا اور
آن حضرت کا عالم مثال مین اوسکے غم مین خود یہہ حال ہوا ہو انصاف سے کہو کہ
اوسکی مصیبت مین رونا رولانا اور بغرض اعلان سانحہ عظیمہ لوازم عزاداری درست کرنا
اور بنانا کسقدر مشعر محبت حضرت رسول مقبول و رضای آن حضرت کہ عین رضای
حضرت احدیت ہے ہوگا پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ مثل دیگر محدثات لوازم
عزای جگر گوشہ سید کائنات کو بھی اونہین قواعد پر منطبق کرے اور تدبیر و تامل
صحیح کو عمل مین لائے مثل حضرت مولف شدت بغض و عناد سے یزید و ابن
زیاد کا ساتھ نہ پہنچاوے تا حقیقت حقیت عزاداری امام مظلوم بخوبی اوسپر
منکشف ہو جاے کہ وہ بھی مانند اقسام محدثات مذکورہ منقسم بچند اقسام ہے
اول ذکر فضائل و مصائب عظام حضرت امام و دیگر اہل بیت کرام تواریخ و
احادیث معتبرہ و مراثی معتبرہ سے اور رونا رولانا مصیبت عظیمہ اور واقعہ ہائلہ
نوامیس آل عبا اور دیگر شہدای کربلا اور نہب و غارت خیام مطہرہ و اسیری
حرم محترم سید دوسرا پر یہہ سب امور شرعًا جائز و مسنون بلکہ موجب اجر بے اندازہ

اور باعث رضای الہی اور حضرت ختمی پناہی ہین اسلیے کہ خود آن حضرت صلعم نے بنفس نفیس قبل از وقوع واقعہ شہادت دنیای پر اختلال ہین اور بعد از وقوع عالم مثال مین اپنے فرزند قرۃ العین حضرت امام حسین کی مصیبت پر مع دیگر اہلبیت غم والم اور حزن و ماتم کیا ہے اور قرآن مجید مین مابکت علیہم السماء آیا ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فرمایا ہے پس تعجب ہے کہ حضرات انبیاء اور اولیاء و ملائکہ و جن اس رونے رلانے مین آن حضرت کے پیروی کرین اور اس مصیبت مین آپکا ساتھ دین اور ہم جو خاص آپکی امت اور مخاطب بخطاب پیروی حسنہ آن حضرت ہین ایسی سخت مصیبت مین آپکی پیروی سے ہاتھ اوٹھا ئین اور آپکا ساتھ چھوڑکر الگ ہوجائین سبحان اللہ یہہ ستم ہے ہوا ہے نہ کبھی ہوئیگا جو مسلمان ہے وہ حضرت کیطرح روئیگا۔ اللہ اکبر جس مصیبت مین خود حضرت شارع علیہ السلام صاحب عزا ہوں وہ اور والی اپنے اہلبیت مین رسم تعزیت برپا فرماوین اوس عزاداری کی شرعی ہونیمین کیا کلام ہے بلکہ جملہ امور مین آن حضرت کی پیروی کرنیکا نام اسلام ہے پس جو شخص اسکو بدعت محرمہ سمجھا اور اسپر استہزا کرے اوسنے بالتبعیہ حضرت پیغمبر اور دین پیغمبر پر استہزا کیا واللّٰہ یستھزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون دوم وہ امور جو اصل شرع سے مباح ہین جیسے مجلس عزا منعقد کرنا مومنین کو شریک عزا کرنا غربا و مساکین سے باخلاق تمام و احسان و اطعام پیش آنا زیادتی مصیبت و لوازم عزا اور اسباب گریہ و بکا کے واسطے ضریح و تعزیہ و تابوت و علم بنانا علی ہذا اور امور جو اصل امر شرعی بکا و ابکا کے معین ہون جنکی اباحت اصل شرع سے بموجب ارشاد حضرت شارع کل شیء مطلق ای مباح حتی یرد فیہ النہی پای جاتی ہے یعنے ہر چیز مباح ہے تا اینکہ نہی اسمین وارد ہو اور ظاہر ہے کہ نہی شارع علیہ السلام

غرضیکہ تصاویر ذوی الارواح ہے تصویر غیر ذی روح عند الفریقین نہی سے مستثنے ہے چنانچہ اہل سنت سے فاضل ابن حجر نے ناقلاً عن شرح مسلم بیان کیا ہے واما تصویر صور الشجر ونحوہا مما لیس فیہ حیوان فلیس بحرام یعنے صورتین شجر وغیرہ کی بنانا جو غیر ذی روح ہوں حرام نہین ہین اسیطرح بخاری نے ابن عباس سے زجر و توبیخ ایک شخص کی جو تصویر جاندار بناتا تھا نقل کی ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ ابن عباس نے اوس سے کہا کہ اگر تیری معیشت تصویر سازی ہی پر منحصر ہے تو تصویر درخت وغیرہ غیر ذی روح کی بنایا کر اور تصویر ذی روح کی بنانا چھوڑ دے کہ مین نے آن حضرت صلعم سے سُنا ہے کہ جو شخص تصویر جاندار بناتا ہے خدا اوسکو عذاب کریگا کہ اسمین روح پھونکے اور وہ کبھی نہ پھونک سکیگا انتہی۔ اور امامیہ سے کلینی رح نے بواسطہ ابن عباس صادق آل محمد صلعم تفسیر کریمہ یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا واللہ ماھی تماثیل الرجال والنساء ولکنہا تماثیل الشجر وشبہہ یعنے بخدا یہہ تصویرین مردون اور عورتونکی نتھین بلکہ درخت وغیرہ غیر ذی روح کی تھین اسیطرح محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ مین نے حضرت صادق علیہ السلام سے تصاویر شمس و قمر کو پوچھا آپنے فرمایا جبتک تصویر حیوان کی نہو کچھہ خوف نہین ہے انتہی پس ہرگاہ بنانا تصاویر غیر ذوی الارواح کا بموجب شرع عند الفریقین جائز ہوا تو تعزیہ اور ضریح اور تابوت و علم وغیرہ بنانا سب بلا نکیر جائز و مباح ہین بلکہ اگر صورت کے معانی ذوات الارواح وغیرہ سے عام بھی لیئے جائین جیسا کہ معرب مین ہے کہ الصورۃ عامۃ فی کل ما یصور تشبیہاً لخلق اللہ تعالی من ذوات الارواح وغیرہا جب بھی ضریح و تعزیہ و تابوت و علم وغیرہ

مستثنی ہو گئے اسلیئے کہ شبیہ مخلوقات خدای تعالی نہین ہین بلکہ نقل روضۂ منورہ اور ضریح مقدس خامس آل عبا و نقل نشان کرامت نشان حضرت پیغمبر خدا ہین اور انمین کسیطرح ممانعت نہین بلکہ صریح اباحت ہے اور باوجود اباحت چونکہ سعین قسم اول ہین تو بنانا انکا فوراً علی نور اور بنانیوالا اور تعظیم کنندہ انکا لاریب مثاب و ماجور ہے قال اللہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب پس بمفاد آیۂ کریمہ جسطرح تعظیم نقل کعبۂ معظمہ در وضۂ منورۂ آن حضرت صلعم و دیگر مشاہد مشرفہ و کوہ صفا و مروہ بلکہ نقل نعلین مبارک حضرت سید کونین جمہور اہل اسلام اور تمامی امت خیر الانام پر واجب و لازم ہے اسیطرح تعظیم ضرایح و اعلام وغیرہ منجملہ شعائر اسلام ہے اور تعظیم انکی خاص و عام پر لازم بلکہ منجملہ حقوق امام علیہ السلام ہے اور اہانت و استخفاف اسکا اہانت حضرات کرام اور بفحوای من اہان اولادی فقد اہان اللہ اہانت سید انام ہے قسم سوم وہ امور جو عزاداری مین بطور رسم کیئے جاتے ہین وہ مباح محض ہین یعنے نہ انکے واسطے شریعت مین بالخصوص ممانعت ہے اور نہ کوئی رجحان شرعی اونمین پایا جاتا ہے جیسے ضریح و تعزیہ کے آگے قرآن مجید وغیرہ رکھنا ترک زینت و لذات وغیرہ کرنا لباس ماتمی پہننا مگر سیاہ مکروہ اور سبز وغیرہ محمود ہے علی ہذا اور امور بشرطیکہ تشبیہ کا اونمین لگاو نہو والا قسم اخیر محرم مین داخل ہو جائینگے چہارم وہ امور جو خلاف شرع اور منجملہ منہیات ہین اور اکثر اونمین سے بطور خلطوا عملاً صالحاً واخر سیئاً عوام سے سرزد ہوتے ہین جیسے تصاویر ذوات الارواح مثل تصویر براق و ذوالجناح و ملک و جن و پری وغیرہ بنانا تاشا ڈہول بوق سنہنا وغیرہ بجانا و ذوات مقدسہ حضرات کو حاجت روای مستقل جانکر خاص اونہین سے

حاجت طلب کرنا اگر بواسطہ اُن حضرات کے حاجت اپنی خدای عز وجل سے طلب کرے تو اسکا مضائقہ نہین اور سب سے بدتر سجود لغیر المعبود ہے پس تعزیہ وضریح کو خاص سجدہ کرنا موجب شرک ہے اور چونکہ خواص شیعہ اس قسم اخیر سے محترز ہین اور اسکو بدعت و شرک جانتے ہین لہذا افعال جہلا و عوام پر الزام مواخذہ نہین ہو سکتا کہ ہر فرقہ کے عوام کچہہ نکچہہ ایجاد بندہ خالی نہین ہوتے بعد اس تفصیل کے ظاہر ہوگیا کہ اقسام عزاداری سے فقط قسم اخیر منہی عنہ اور حرام ہے اور اطلاق بدعت کا خاص اسی قسم اخیر پر کیا جائیگا نہ اور اقسام پر کما لایخفی علے المتاملین فلا تکن من الغافلین ہر چند جو کچہہ اس مقدمہ مین بیان ہوا منصف غیر متعسف کیواسطے اسیقدر کافی و وافی ہے اور جواب جملہ ایرادات ناصواب حضرت مولف اسی مختصر سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن بمقتضای مثل مشہور جہوٹے کو گہر تک پہونچانا ضرور ہے لہذا حضرت مولف کے ہر قول کا رد بہی بقدر ضرورت لکہے دیتا ہون تاکہ مرد عاقل و منصف بعد ملاحظہ ہدایت المومنین اس رسالہ مسمی **بنصر المومنین** کو بہی دیکہے اور بشرط پسند انصاف اور درصورت لغزش و خطا معاف کرے فانتقمنا من الذین اجرموا و کان حقا علینا نصر المومنین۔

قال المولف الرسالہ قبل شروع کتابکی جو جہنا مقدمہ کا ضرور ہے تا حقیقت حال بخوبی ذہن نشین ہو

اقول لرفع الضلالہ وای بر فردی کہ سر دفتر بود۔ یہہ مقدمہ کیا ہے یادر زنکا وعظ اور سرے ہی سے دین برحق پیغمبر پر اعتراض ہے چنانچہ تفصیل اسکی آتی ہے ساری قلعی کہلی جاتی ہے۔

قال اسکو سُننا چاہیے کہ ہمارے پیغمبر کے پہلے خلقت شرک و گمراہی مین گرفتار تہی اور جاہل لوگ اپنے باپ دادا کی بری راہ پر اڑی تہی حضرت نے تقریر زبانی اور تلوار کے زور سے اونکو مسلمان کیا اور دین حقکو سمجہایا اور رسومات جاہلیت کو اوٹہایا

اقول ماشاالله کیا حسن تقریر اور طرز تحریر ہے منکران دین اسلام و نبوت
حضرت خیر الانام کا بعینہ یہی کلام ہے کہ معاذ الله آپکا دین حق نتھا فقط تقریر زبانی
اور محاربہ سیفی و سنانی سے آپنے لوگونکو مسلمان کیا اور زبردستی بزور شمشیر اپنے
دین کو رواج دیا چنانچہ ایک روز لکھنؤ مین ایک پادری نے بیان کیا کہ اگر محمدؐ
صاحب کا دین سچا ہوتا تو فقط تقریر زبانی پر اکتفا فرماتے مثل انبیای سابقین
کوئی معجزہ بین ایسا دکھلاتے جس سے لوگ گرویدہ ہوکر خود ہی ایمان لاتے برخلاف
اسکے حکم جہاد دیا تب مجبوری لوگون نے آپکا دین جان کے خوف سے اختیار کیا
حالانکہ یہہ شبہہ انکا محض تعصب سے ہے ورنہ مورخین علیسا خوب جانتے ہین کہ جس
پیغمبر کے وقت کے لوگ جس فن مین کمال رکہتے تہے عقلا لے اوس پیغمبر کو اوسی قسم کا معجزہ
عطا فرماتا تہا اور اہل فن عاجز ہوکر سمجہ لیتے تہے کہ یہہ امر فوق طوق بشر ہے چنانچہ
حضرت موسے کے زمانہ مین سحر کا بڑا چرچا تہا آپکو معجزہ عصا ملا حضرت عیسیٰ کے وقت
مین فن طبابت اور امر علاج امراض صعبہ مین کمال تہا آپکو احیای اموات کا معجزہ
دیا گیا ہمارے حضرت کے عہد دولت مین فن فصاحت و بلاغت مین غلو تہا آپکو
ایسا معجزہ بین یعنے قرآن مبین عطا کیا گیا کہ جس سے بڑے بڑے فصحا و بلغا و عرب
عرب کے مقابلہ مین فاتوا بسورۃ من مثلہ کا دعوی بالاعلان کیا گیا جسکے جواب مین
بڑے بڑے مدعیان فصاحت اور گردن کشان جاہلیت نے لیس ھذا من الکلام
البشر کہکر از راہ عجز اپنی گردنین جہکا لین چنانچہ کتاب تنزیہہ الفرقان مین مذکور
ہے کہ کسی سے کچہہ جواب نہ آیا بلکہ اکثر اونمین لطف فصاحت سے بیخود ہوکر ایمان
لے آئے اور بعضون نے اگرچہ باغراض نفسانیہ ضبط کیا مگر نکر سکے اور غال غال جو دام
شیطان مین پہنس گئے وہ ایسے عاجز ہوے کہ اونہون نے تلوار سے لڑنا اختیار کیا جان و
مال کا تلف گوارا کیا مگر قرآن کے مقابلہ اور معارضہ مین اونسے ایک فقرہ بہی نہ لکہا گیا

اور نہ اوسکے فصاحت سے انکار کیا گیا انتہی پس جب باوجود عاجز ہونے کے بہی ایمان
نہ لائے اور حجت الہی تمام ہو گئی اوسوقت حکم جہاد صادر ہوا نہ پہلے ہی سے جیساکہ منکرین
نبوت آنحضرت باتین بناتے ہین اور ہمارے پادری صاحب اونکی ہان مین ہان ملاتے ہین
قال بعد انتقال حضرت کے خلیفون نے بہی خوب دین کو قائم فرمایا۔
اقول یہہ فقرہ تو شاید آپنے حضرات اہل سنت کے خوف سے لکہا ہے ورنہ جب
محدثات ما بعد النبی کو آپ عموماً بدعت منہی عنہا کہتے ہین تو خلافت خلفا جو ما بعد
آنحضرت منعقد ہوئی وہ بہی آپکے زعم ناقص مین ایسی ہی ہوگی اب ہمکو آپ سے
بحث کرنی اور آپکو عاجز کرنے کا پورا موقع ملا بس اب میدان مین آئیے اور سوچ سمجھکر
فرمائیے کہ حسب تصریح حضرات اہل سنت نہ خلافت کے بارہ مین کوئی نص آنحضرت
تہی نہ استخلاف بلکہ اوسکا دار و مدار بعد آنحضرت صلعم اجماع اہل حل و عقد پر
ہوا پس اگر بعد آنحضرت مطلق احداث علے ای وجہ کان بدعت محرمہ اور قبیح
ہے تو پہر حضرت سلامت خلافت خلفاے اربعہ کیونکر صحیح ہے پس خلافت خلفا از
رخنہ نکالکر آپ شیعہ سنی دونون دین سے گئے نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے اور اگر
خلافت خلفاے راشدین اور اون حضرات کے اقامت دین کے آپ بہی معتقد ہین
تو پہر یہ کی لکڑی یعنے ہر محدث کو بدعت ضالہ کہنے سے ہاتھہ اوٹھائیے اور ارشاد
حضرت خلیفہ ثانی دربارہ تراویح بنص صحیح نعمت البدعة هي کو ملاحظہ
فرمائیے علماے اسلام تو بدعت حسنہ کہتے ہین پس اگر آپ بہی تراویح پڑہتے
ہین تو یقیناً اسکو حسنہ ہی جانتے ہونگے بدعت سیئہ جانتے تو کاہیکو پڑہتے
اپنے موہنہ سے آپ ہی قائل ہوے اور اگر اسکو بہی بدعت محرمہ سمجھکر نہین
پڑہتے اور خلیفہ کا ارشاد نہین مانتے تو آپ مسلمانون کے کسی فرقہ مین نہ رہے
بلکہ غیر ملت اسلام کی طرف مائل ہوکر چلے ستے ہو ئے اس سے بہتر کوئی آپکی

سگلو خلاصی کی سبیل نہین آپ مسلمانون کو کچھہ آپسے قال وقیل نہین سے اگر دریافتے
بہر دانشت بوس ٭ وگر نشناختی افسوس افسوس۔

قال جب زمانہ خلافت کا آخر ہوا اور حکومت بنی امیہ کے ہاتھہ آئی تو عجب طرح کا
فساد اسلام مین برپا ہوا کہ اہل بیت پیغمبر کے قتل تک کہ مانع بدعت تھے نوبت پہونچی
اقول گستاخی معاف آپ ایسے نامقید ہین کہ جو مونہہ مین آیا بلا قید کہہ
بیٹھے ہین یہہ عموماً بنی امیہ کی حکومت پر کیون آپنے طعن کیا کچھہ امیر معاویہ
سے بہی خفا ہین صاحب سمجھہ بوجھہ کے بات کیا کیجیے کیا آپکو اسکی خبر نہین کہ
بعد صلح حضرت امام حسن اونکی خلافت بہی مان لی گئی ہے اہل سنت پر تو
مارے ڈر کے آپ کوی بات بصراحت مونہہ سے نہین نکالتے فقط اشارے
وکنایے پر ٹالتے ہین پہلے خلافت مین جھگڑا ڈالا اب امیر معاویہ کو زمرۂ خلفا
سے نکالا یک نہ شد دو شد مگر شیعونپر آپ بہت کہل کہیلے ہین کہ اونکی تعزیہ داری
کرنے تعزیہ و علم بنانے رونے رولانے پر کوی دقیقہ تہجین و توہین کا آپنے
اوٹہا نہین رکہا خیر یہہ بہی غنیمت ہے سے رتبہ دیکھو میرے کینہ کا کہ اونکے
دل مین ہے۔ اور اہل بیت پیغمبر کیا واجب القتل ہی تہی جو شہید کا لفظ اونکی
نسبت آپکے مونہہ سے نہ نکلا جب آپ نے یہہ بہی کہا ہے کہ وہ مانع بدعت تہے
پہر آپکو شہید کہنے مین کیا عذر تہا خیر بہول چوک معاف ہے اب فرمایئے کہ حضرات
اہلبیت کونسی بدعت کے مانع تہے آیا خاص اوسی بدعت محرمہ کے یا مطلق محدثات
کے بر تقدیر اول آپ کیون اون حضرات کی پیروی نہین کرتے کہ ہر محدثہ کو
بدعت محرمہ مین شمار کیئے جاتے ہین کیا وہ احد الثقلین نہین ہین یا اونکی پیروی
بہی آپکے نزدیک معاذ اللہ بدعت محرمہ ہے اور بر تقدیر ثانی یہہ آپکا اہلبیت پہ
افترا ہے وہ حضرات کبہی محدثات حسنہ کو بدعت نہین جانتے تہے کیا وہ اپنے

جد امجد حضرت پیغمبر خدا کے روضہ منورہ کی زیارت نہین کیا کرتے تہے جس روضہ مقدسہ کی اہانت پر آپ لوگ مرتے ہین پناہ بخدا اوسکو تعبیر چشم اکبر کرتے ہین کبرت کلمة تخرج من افواههم

قال اوسوقت مین بادشاہ اور لوگ قدیم رسومات جاہلیت اور کفر کی محبت رکہتے تہے فرصت غنیمت جانکر کہیل کہیلے اور اسلام مین رسومات جاہلیت اور عجیب نکالنے شروع کئے

اقول یہہ صفت تو بعض سلاطین بنی امیہ مین خصوصاً آپکے پیر و مرشد یزید کی تہی وہ ان سب منہیات مین البتہ کہیل کہیلا تہا یا اب اوسکے بعض چیلے اپنی بدعت مین کہیل کہیلے ہین مگر حضرت امام حسین نے اپنی جان عزیز کا دینا قبول کیا اور اوسکی بیعت کرنا نہ قبول کیا تاکہ بدعتین اوسکی اسلام مین مستند نہو جائین اور دیندار لوگ سمجہہ لین کہ ایسے بدعتی فاسق ظالم کی بیعت جائز نہین ہے اور نہ اوسکی اطاعت جائز ہے

قال چند مدت مین وہ بدعتین اور رسمین ایک عالم مین پہیل گئین اور پچہلون نے اگلون کی سنت سمجہکر اور مرغوب نفس پاکر اونکا کرنا اپنے اوپر فرض و واجب جانا

اقول جو لوگ دیندار تہے وہ خود یزید ہی کو اوسکی بدعتون پر سرزنش کرتے تہے اوسکی سنت کیا قبول کرتے چنانچہ جب یزید پلید نے چوب خیزران حضرت امام حسین کے لب و دندان مبارک پر رکہی تو بعض صحابی حضرت رسول جو اوسوقت یہہ سانحہ دیکہہ رہے تہے بیتاب ہوکر کہنے لگے کہ اے یزید اوٹہالے چہڑی لب و دندان حسین سے کہ مین نے بچشم خود دیکہا ہے کہ حضرت رسول خدا ان لبونکی بوسے لیتے تہے اور چوستے تہے ہان جو نامسلمان بطمع زخارف دنیا اوس فاسق کی اطاعت کرتے تہے وہ البتہ اوسکی سنت پر چلتے تہے اور اب بہی مثل آپکے جنکو یزید پلید سے محبت اور حسین شہید سے عداوت ہے وہ اگر یزید کے وقت مین ہوتے تو ضرور اوسکا ساتہہ دیتے عون حسین پر شریک ہوکر جائزہ و انعام لیتے مگر چونکہ اوسوقت مین امام حسین

ہاتھین ہین مجبوری یزید کی روح خوش کرنیکو حضرت کی مصیبت پر رونے رولانے اور آپکی عزاداری مٹانے پر جان دیئے دیتے ہین تاکہ واقعہ شہادت اور آپکے مصائب اور یزید کے معائب کا اعلان نہو کہ اسمین اونکے مرشد کی سخت رسوائی ہے پس یہہ آپکا کہنا آپ ہی پر صادق آتا ہے کہ پچھلون نے اگلو نکی سنت سمجھکر اور مرغوب نفس پاکر ادا کرنا اپنے اوپر فرض واجب جانا۔

قال جو علماے دیندار ہوتے گئے جہانتک مقدور اور میسر ہوا دفع رسوم اور عقائد باطلہ کا کرتے رہے۔

اقول واقعی جو علماے دیندار ہین اونکا ہر زمانہ مین یہی شعار رہا ہے کہ بقدر امکان دفع رسوم فاسدہ اور عقائد باطلہ کا کرتے رہے ہین چنانچہ ہمنے اس رسالہ کے مقدمہ مین بیان کیا ہے کہ علماے دیندار فریقین سے معنی بدعت مین کسقدر توضیح و تفصیل کی ہے اور بدلائل ثابت کر دیا ہے کہ وہ احداث جو بطور تشریع کے ہو یا اوسکو اصل شرع سے کچھہ لگاو نہو وہ البتہ بدعت ضلالہ و محرمہ ہے نہ مطلق محدثات جنمین بموجب انطباق قواعد شرع کوئی واجب کوئی سنت کوئی مباح کوئی مکروہ ہے اونکو بدعت ہی نہ کہنا چاہیئے مگر جب میان محمد فاضل ایسے کٹھہ ملا سے بدنام کنندہ نکونامی چند۔ نہ مانین اور اپنی ہی کج فہمی کی پیروی واجب جانین تو اسمین کیا اختیار ہے خدا کا کلام برحق ہے وہ فرماتا ہے انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا

قال قسپہہ ہزارون رسمین اور عقیدہ کفر و جہالت کی جہان مین قائم ہو گئی

اقول کیونکر نہ قائم ہوتی کہ کٹھہ ملا وٴن نے عالمون کی ضد اور اپنی گرم بازاری کی غرض سے جاہلون کو ہموار کرکے جو چاہا سو ایجاد کر دیا اور سادہ لوحون نے ملا مقتدا سمجھکر انکا کہنا مان لیا مناسب مقام ایک نقل یاد آئی کسی قریہ میں ایک ناخواندہ ملا صاحب وارد ہوئے سوجھی یہہ لوگ جاہل ہین خوب گذریگی اتفاقاً اونکو تھوڑے ہی

دنو ہمین خوب رام کیا جناب مولانا صاحب کہلاے اخذ وجبر کا قرار واقعی موقع جمایا تو سب
چپکے بیٹہے اوڑاے اتفاقاً ایک عالم ہی اوس قریہ مین وارد ہوئے اونہون نے جو
ان بیچارے جاہلونکا حال دیکہا تو بمقتضاے درد دین وشفقت علی المسلمین
چاہا کہ اونکو عقائد اسلام اور شریعت کے احکام بقدر ضرورت تعلیم کرین یہہ
دیکہکر پہلے کٹہہ ملا صاحب گہبرائے پہر سوچکر اپنی تقریر سرا پا تزویر اہل
قریہ کو فریب مین لائے کہ یہہ عالم نہین بلکہ جاہل ہین لفظ مار تک نہین لکہہ جانتے
اگر تمکو یقین نہو تو اونکا اور میرا دونون کا امتحان لو یہہ سنکر وہ عالم کے خدمت مین
حاضر ہوئے اور مار کے لکہنے کا اصرار کیا مرد عالم نے پہلے تو یہہ سوال مہمل سمجہکر
تامل کیا بالآخر اونکی خاطر سے مار لکہدیا پہر پہلے ملا کی نوبت آئی اونسے سانپ
کی شکل بنائی اور اون جاہلونکو دکہاکر کہا کہ صاحبو انصاف کرو مار کی یہہ صورت
ہے جو مین نے لکہی ہے یا وہ ہے جو ان صاحب نے لکہی ہے یہہ دیکہکر سب اپنے
ملا کی قابلیت کا ایمان لائے اور بیچارے مرد عالم چلتے پہرتے نظر آئے۔

قال اور ضعف اسلام اور موقوف ہونے جہاد کے اور مصاحبت کفار کی ہر ملک
مین ہر فرقہ نے اپنی خواہش کے موافق جو چاہا سو تراش لیا۔

اقول سچ ہے اگر ضعف اسلام ہوتا اور علماء اسلام کو احکام اسلام کی اشاعت
مین اقتدار تام ہوتا تو دین اسلام مین رخنہ ڈالنے والے اوسیطرح جنسے رونق
اسلام زیادہ ہوتی ہے بعثت محمدیہ جاننے والے کب کی سزا پا گئے اور راہ راست پر
آگئے ہوتے ہر ملک مین ہر فرقہ نے فرقہائے اسلام سے تو کچہہ بہی نہین تراشا
مگر قنوج کے بعضے بہمنون نے اپنی خواہش کے موافق معاذ اللہ ایک صنم اکبر تراشا
ہے جو دینداروں کے نزدیک لائق عبرت وحاشا اور نا سمجہون کے نزدیک تماشا
کہیل اور تماشا ہے اور موقوفی جہاد کا فقرہ شاید ترغیب مسلمانون کے لیئے اونہون نے

تراشا ہوا ہے جب سکہون کے ساتہہ قصد جہاد تہا پہر کاش غازی ہی نہین ہوتے تو
تو شہید ہی ہو جاتے جان بچا کر گہر تو نہ بہاگ آتے جہاد سے بہاگنا علاوہ
ارتکاب کبیرہ سبب قوی ضعف اسلام ہے اب بہت نازنہ کیجیے کہ آپکی
تہس کی تمام ہے۔

قال اور اسلام و کفر کہچڑی ہو گیا۔

اقول سچ اسلام و کفر مین تو نسبت تضاد ہے وہ تو کفر کے ساتہہ کہچڑی
ہو نہین سکتا ہان اسلام برائے نام اگر کفر سے ملکر کہچڑی ہو جائے تو کچہہ
عجب نہین جیسے پہلے آپ شیعہ تہے پہر سُنّی ہوئے پہر وہابی ہو گئے اب
وہابیت مین بہی بٹہ لگا یا کہ ہر بابی ہو گئے پس آپ ہی کا اسلام اجزائے
مختلفہ سے ملکر کہچڑی نہین بلکہ کہچڑا ہو گیا چلئے مبارک ہو۔

قال خصوصًا ہندوستان مین یہانتک نوبت پہونچی کہ ادہر کلمہ بہی کہتے
ہین ادہر بت بہی پوجتے ہین اور جو اونمین ذرا قابل ہوئے اونہون نے
بعینہ جب رسوم ہنود کے کرنا مناسب نہ دیکہا اور مطلق چہوڑنا بہی خواہش
نفس کے خلاف پایا سواسواسطے وہی رسمین اپنے گہر صورت و نام بدلکر مقرر کرلین

اقول ہندوستان مین اون لوگونکی البتہ یہانتک نوبت پہونچی جو محض دیہاتی
گنوار جہالت کے پتلے ہین اور اونکی معاشرت ہمیشہ کفار سے رہی اور آنکہہ کہولکر
اونہین کے رسوم اور عادات کو دیکہا اور ابتدا ہی سے اوسی کے خوگر ہوئے
پس اون گنوارونمین یہہ قابلیت کہان کہ وہ رسوم ہنود سے تفرقہ
اور تمیز کرنیمین یہہ تراش و خراش کرین آپ ایسے قابل البتہ ایجاد بندہ
کر سکتے ہین چنانچہ اپنی قابلیت سے جس مطلب کیواسطے آپنے یہہ تمہید
اوٹہائی ہے وہ آپکی تانت بولتی ہی ہم یہہ راگ سمجہہ گئے اور اسکا دفع دخل ہم اوسی

قاعدہ کلیہ مذکورہ بالا سے یہان بھی کہئے دیتے ہین کہ جن امور مین اجازت شارع علیہ السلام کی ہو یا اونمین ولو بالعموم کچھ شرع کا لگاؤ ہو وہ بلا دغدغہ جائز ہین گو نظر ظاہری مین وہ مشابہ بعض رسوم مذموم کفار معلوم ہوتی ہون اور جن امور مین اجازت شارع یا شرع کا لگاؤ نہو وہ بلاشبہہ ناجائز ہین خواہ اونمین مشابہت کفار کی ہو یا نہو اس قاعدہ کو یاد رکھیئے گا کہ آگے کی اعتراضون مین بہت کام آئیگا۔

قال مثلاً ہنود جو بیاہ مین مور باندہتے ہین یہہ لوگ سہرا اور مقنع باندہتے ہین

اقول ان جزئیات کا تعرض سنت مین ہماری نظر سے نہین گذرا ایسا اگر شارع کیطرف سے اسمین بھی نہی وارد ہوئی ہے تو مباح و جائز والا ناجائز ہین

قال اور جو وہ اپنے مردون کے دن کرتے ہین یہہ بھی تیجا اور دسوان اور چالیسوان اور برسی مثل فرض و واجب کے کرنے لگے۔

اقول چونکہ ماحصل حدیث شریف کا یہہ ہے کہ اپنے موتے کے امور خیر اور صدقات سے اعانت کرو چونکہ ایام مذکورہ مین تلاوت قرآن مبین اور صدقہ و خیرات و اطعام غربا و مساکین کیا جاتا ہے اور ثواب اسکا روح میت کو بخشدیا جاتا ہی اور اصل شرع سے اوسکو لگاؤ ہی بدین وجہ خالی از رجحان شرعی نہین ہے مگر آپکی عقیدہ غیر سدیدہ مین اموات کو اعمال غیر سے کچھ نفع نہین پہونچتا اسی بنا پر آپنے اسکا تعرض کیا حالانکہ یہہ آپکا خیال خام اور منجملہ وساوس و اوہام ہی جسکی رد مین علماء فریقین کی کتب و رسائل مع حجت و دلائل موجود ہین افسوس کہ آپکو واسطے یہہ ثواب مفقود ہی بنا بر مثل مشہور فاتحہ ندرود ہے

قال اور جو وہ بتونکی اور پرستہ بناکر پوری کچوری پان وغیرہ چڑہاتی ہین یہہ بھی اپنی قبر وغیرہ گنبد بناکر ملیدہ پوری اور گنڈہ اور چادر وغیرہ چڑہانے لگی اور جو اونکی مشہور مندر اور گشائین اور انکے ساتھ رہتے ہین انکے یہان بھی گنبد وغیرہ مین خادم اور مجاور اور پیرزادی مقرر ہوئی۔

اقول جملہ اہل اسلام تو اپنی قبرون پر گنبد نہین بناتے یہہ آپکا محض دعوی بے برہان جو لوگ اہل سلوک اور ریاضت اور صاحبان کشف و معرفت است آن حضرت سے ہین اور نفوس قدسیہ اونکی علائق دنیویہ سے پاک اور استغراق جلال سرمدی مین فانی اور خاک ہورہے ہین یہہ خاک بچشم صاحب ادراک بہتر از اکسیر ہے اور سونا طلا بنتا ہے اسمین بمضمون کریمہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ولاکی تاثیر ہے ایسے اکابر کے قبور متبرکہ پر البتہ گنبد بنلاتے ہین خادم اور مجاور بٹھلاتے ہین اونکی فیضان روحانی کے واسطے سے دعائین اہل غرض کی جناب احدیت مین مستجاب ہوتی ہین خدا سے مرادین پاتے ہین غرض نکلنے کے بعد نذر و نیاز چڑہاتے ہین یہہ بہی بعد انتقال اون بزرگون کا تصرف اور فیض ہے کہ سبب سے بعض بندگان خدا مانند خدام و مجاورین وغیرہ مستفید ہوتے ہین علاوہ اسکے گنبد بنانے اور خدام وغیرہ رکہنے سامان ظاہری سے ایک شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے کفار کے دلونمین رعب چہاتا ہے جنکی امت کے لوگ ایسے ہین وہ برگزیدہ پیغمبر کس عظمت و جلالت اور کسقدر خدا کے محبوب اور مقرب بندہ ہونگے اسمین تو سراپا اونکی تذلیل اور اونکی مذہب فاسد کے بطلان کی دلیل ہے آپ اپنی خوش فہمی سے اسکو اونکی بدعات کی مشابہت سمجھتے ہین سہ برین عقل و دانش بباید گریست۔

قال اور جو وے گنگا جی کی جے اور بم مہادیو بولتے ہین تو یہہ بہی نعرہ یا حسین اور دم مدار کہنے لگے۔

اقول اب آپکا وسوسہ شیطانیہ منجر بجنون ہونے لگا یزیدیون کی تیغ و سنان اور آپکے جراحات زبان نے اہل بیت کا خون ہونے لگا پس جسطرح حسین مظلوم نے یزیدیون کے مظالم پر صبر کیا اوسیطرح ہم بہی اس زمانہ کے مرید

کی بدزبانی پر صبر کرتے ہین یہہ کہان توفیق ہوئی ہوگی کہ کبھی بھولے سے مقاتل حسین جو مصنفات فریقین سے ہین ہاتھہ مین لیکر ایک نظر دیکھتے تو آنکھین کھلجاتین کہ مخدرات عصمت و طہارت بعد شہادت امام مظلوم اپنی بیکسی اور بے بسی اور کربت و غربت پر روتین اور روا تین ادریہم وا محمداہ وا علیاہ واحسناہ واحسیناہ فرماتی تھین پس جنکے گھر سے اسلام جاری ہوا شرع نے رواج پایا اونکی کلام پاک کو ہذیانات کفرہ سے تشبیہہ دینا شیطان کا کام ہے یا مسلمان کا تم آجتک ہوئے نہ اس سے آگاہ ؎ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

قال اور جیسے وہ ہر ہر کہتے ہین یہہ بھی علی علی پکارنے لگے۔

اقول اب پورے سڑی ہوگئے اگر بیہودہ بکنے کی یہی صورت ہے تو چوبند کی کھولنے کی ضرورت ہے اگر جنون سے افاقہ ہو اور اہلبیت نبوت خصوصاً نفس نفیس حضرت رسالت سے کچھہ علاقہ ہو تو حدیث شریف مین دیکھو ذکر علی عبادت ہے اور سچے مسلمانونکو ہر عبادت کی عادت ہے پس علی کہنا ثواب سے خالی نہین مگر اونکی نزدیک جو مثل آپکے لا ابالی نہین۔ دوسری حدیث مین آیا ہے آنحضرت صلعم نے انا و علی من نور واحد فرمایا ہے پس بلحاظ ان خصوصیات کے علی کہنا ویسا ہے جیسے رسول اللہ یا محمد صلعم کہنا اگر آپ اس نام مقدس کے ذکر کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہون گے گو مسلمانونکی خوف یا اپنی منافقت چھپانیکو اسکا اظہار نہ کرین مگر یہہ ممکن نہین کہ کوئی یارسول اللہ آپکے سامنے کہے اور آپ حجت و تکرار نہ کرین ارے بندہ خدا مسلمان کہلا کر کیون طریق جہالت و ضلالت پر اڑے ہو اور کیون حضرت رسول اور خاندان رسول کے پیچھے پڑے ہو ارے میان ابتو یزید بھی نہین جو تمہاری ان باتون

خوش ہوکر تمکو جائزہ و انعام دیگا کہ بلا سے دین بگڑا تہا تو دنیا ہی کچھہ ملتی الغرض بجز
خسران دنیا و آخرت اور کچھہ حاصل نہین آئندہ بچا تم جانو اور تمہارا کام واللہ عزیز
ذو انتقام۔

قال اور اگر اوسکے یہان گیا اور متہرا اور کاشی جاتی ہین یہان بہی کمن پور دہراہج
واجمیر کو تیار ہوگئے اور جو وے وہان سے پرشاد لاتے ہین تو یہہ بہی ریگ اور صندل
لانے لگے اور جو وے جگنناتہہ کا بہات دور دور لیجاتے ہین یہہ بہی کمن پور کے
چانول سنر لون پہونچانے لگے اور جو وے مہادیو اور ہر دیو کی جہنڈیان بناتے
ہین یہان بہی مدار سلار کے نام کی چہڑیان اور نیزے چڑہانے لگے اور جو اونکے
یہان ہر دیو وغیرہ کے چبوترے ہین یہان بہی امام کے نام کے سینکڑون چبوترے
بن گئے اور جو اونکے یہان سال بہر پیچھے دت کاندو دہوم دہام سے نکالنا
ضرور ہے تو یہان بہی ہر سوین دن تعزیہ بنانا واجب اور فرض ہوگیا اور جو
وہ لنکا بناتے ہین تو یہہ بہی اپنے یہان کربلا بنانے لگے اور جو اونکا ٹہاکر دوارہ ہے
تو انکا امام باڑہ ہے۔

اقول آپ سودے کا اسقدر زور ہوا کہ سواد و بیاض روز روشن و شب
دیجور ظلمت و نور مین کچھہ فرق نہ رہا خوب گہال میل کیا آیہ کریمہ خلطوا عملا صالحا
و اخر سیئا کا مفہوم اچہی طرح ظاہر کر دیا میان بگڑے بخاری آپکے خرافات کا
جواب پیر بخارا ملے خوب دیتے وہ بخار نکالتے کہ آپکی دماغ کے ابخرہ سوداوی
سب دور ہوجاتے بالکل ہوش مین آجاتے اور علمار کی یہہ شان نہین ہے
کہ آپکو طرف مقابل بنائین اور آپکے مہملات کا جواب لکہین لیکن بنظر حفظ
عقائد مسلمین کچھہ دفع دخل کرنا ضروری تہا بریں وجہ بقدر ضرورت کچھہ لکہنا
پڑا پہلے تو یہہ فرمائیے کہ اگر کوی قایل اہل ہنود میں آپ پر یہہ طعن کرے کہ آپکا اسلام

نیابسی نام ہے جیسی ہماری مذہب کی رسمین ہین ویسی رسمین آپنے بہی اپنی یہان صورت و نام بدل کر مقرر کر لی ہین ہم شاستر پہ چلتے ہین تمنے شرع نکالی ہم ہیونری کرتے ہین تم نکاح ہم سنکہ بجاتے ہین تم اذان کہتے ہو ہم پوجا پاٹ کرتے ہین تم نماز پڑہتے ہو ہم مالا جپتے ہین تم تسبیح پہیرتے ہو ہم ہر سال تیرتھ کرتے ہین تم ہر سال حج کو جاتے ہو ہم تیرتھ مین سر منڈاتے ہین تم حج مین حلق و تقصیر کرتے ہو ہم تیرتھ سے پرشاد لاتے ہین تم مکہ سے آب زمزم کی کپیان خانہ کعبہ کا کپڑا مکہ کی کہجورین عقیق البحر کی تسبیحین لاتے ہو ہم پکرما کرتے ہین تم صفا و مروہ مین سعی کرتے ہو ہم مندر و ٹہاکر دوارے پہرتے ہین تم خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہو ہم بتون کی ڈنڈوت کرتے ہین تم حجر اسود کو چومتے ہو ہم بتون پر بکرا چڑہاتے ہین تم منی مین قربانی کرتے ہو ہمارے ملنگ مٹہون مین ایک ٹانگ سے کودتے چلتے ہین تم ہرولہ کرتے ہو ہم ہر ہر پکارتے ہین تم لبیک اللہم لبیک کا غل مچاتے ہو ہمارے بتخانے ہین آپکی مسجدین اب انصاف سے کہیئے اس فلتہ لسانی قائل اور اوسکی تقریر لاطائل کا آپکے پاس کیا جواب ہے ہمتو جانتے ہین کہ آپ سے کچہہ جواب دیتے نہ بنے گا وہ آپ ہی کی اولٹی تقریر سے آپکے موہنہ مین پتہر دیگا پس کافرونکی ملامت سے تو مسلمانونکی راہ سلامت بہتر ہے آپ بہی راہ راست پر آجائیے اور ضد و جہالت کو چہوڑ کر علمای محققین کی تحقیق و تنقیح کا یقین لائیے کہ جو احکام تعبدیہ منجانب خدا شارع علیہ السلام پہنچائے ہوئے ہین یا جن امور مین رجحان شرعی یا کچہہ لگاؤ اصل شرع سے پایا جاتا ہے وہ سب ایسے ہین کہ جنکا کرنا واجب یا سنت یا جائز و مباح ہے اور جو اصل شرع سے قطعًا خارج یا بخواہش نفسانے و اغوای شیطانی محض بطور مثل مشہور ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ہین وہ

قطعًا ناجائز وحرام ہین پس ہنود کے رسوم وعادات محض قسم ثانی اور آپکی شبہات بہی ویسے ہی پوچ ولایعنی ہین لیجیے ہمنے ایک مختصر بات سے آپکا اور آپکے ہم خیالون ہنود کا دونون کا جواب دیدیا اب دونون قسمون مین غلط ملط کیجیے زیادہ تساہین نہ نکالیئے بلکہ قسم اول کے متعلقات کو قسم ثانی کے خرافات سے علیحدہ کر لیجیے اور چہانٹ ڈالیئے پہر دیکہیئے کہ اس تفریق وتفصیل مین کتنی بڑی آسانی ہے دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہے۔

قال علی ہذ القیاس اور ہزارون رسمین کفار کے مقابلہ مین ان لوگون نے بہی مقرر کر لین اور خوش ہوئے کہ ہم انسے کم نہین ہین۔

اقول یہہ قیاس آپکا بطور اول من قاس قیاس مع الفارق ہے ہم تفریق کی صورت بتا چکے ہین اوسی قاعدہ سے ہر قسم کو الگ کر لیجیے کفار سے مقابلہ کیجیے کہ وہ ایکر تبہ آپکو بہکا چکے اور خوش ہوئے کہ ہم انسے کم نہین بلکہ بڑہے ہوئے اور رتن پہر چڑہے ہوئے ہین جو سچے دل سے حمایت اسلام کرتے ہین خدا اونکی تائید کرتا ہے اور جو طلب دنیا کیواسطے یہہ حیلہ اور وسیلہ کرتے ہین وہ ایسی ہی زک اوٹہاتے اور موہنہ کی کہاتے ہین۔

قال اور انیبار سب رسمین جہانتک نہین نکلین مگر جو آتا گیا وہ نئی ایک اپچ نکالتا گیا اور دہوم کی لیتا رہا۔

اقول یہہ آپنے بہت سچ کہا کہ جو آتا گیا وہ نئی ایک اپچ نکالتا گیا اور دہوم کی لیتا رہا چنانچہ پہلے آپکے بڑے پیر ومرشد خانہ خراب شیخ عبد الوہاب نے عقائد مسلمین مین خلل اندازی کی بنا ڈالی نجد سے یہہ اپچ نکالی وہ نجد جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے ھناك الزلازل والفتن فرمایا ہے اسکے بعد وبھا یطلع قرن الشیطان بہی آیا ہے پہر اس شیخ نجدی کی بعد اوسکے پوتے مردود خارجی سعود نے اور دہوم کی لی کہ مکہ معظمہ اور طائف اور کربلائے معلے مین قتل عام علماء و

صاحبا بعزیزین اہل اسلام کے بعد خوب لوٹ مار کے بالآخر مجاہدین اسلام کے
ہاتھ سے اپنے مقر اصلی کو پہونچا بقیۃ السیوف ایسے گم ہوے کہ مثل سعود مردود وہ
بہی نیست و نابود معلوم ہوتے تہے لیکن ایکمدت دراز کے بعد اب یہہ خبر ہوی کہ
اوسی سعود نامسعود کی روح کثیف آپکی قالب شریف مین جلوہ گر ہوی اب
ثالث بالخیر آپکا ظہور ہے مسلمانونکو بدعتی ٹہرایئے کافر بنایئے عقائد اہل اسلام
استہزا کیجیئے جو چاہیئے اوچ نکالیئے ڈون کی لیجیئے کہ آپکی زبان اوسی سعود بدبخت کا
طنبورا ہے۔

قال اور سبب اسکا یہہ ہے کہ مسلمانین جتنے کام خواہ دین کے ہون خواہ دنیا کے کفار
کے طریقہ اور مشابہت سے نہایت بعید ہین۔

اقول پہر آپنے کیون مسلمانی کی رعایت کی اور کفر و اسلام مین فقط مشابہت ہی
نہین بلکہ کہچڑی کر دیا سبب اسکا یہہ ہے کہ مسلمانونکے جتنے کام ہین وہ ایسے اصول
و قواعد پر مشتمل ہین کہ جنسے شرع کا لگاو نہین چہوٹتا اور اون اصول و قواعد سے
آپ بالکل ناواقف ہین بدیوچہ آپ دہوکے مین اگر کبہی مشابہت پکارتے ہین
کبہی کہچڑی بگہارتے ہین حضرت سلامت پہر ہم کہتے ہین کہ اس اپنی کہچڑی سے
چانول الگ کر لیجیئے تب بلا ٹلے گی اور آپکی دال گہنی ہے ہرگز نہ گلے گی سبحان اللہ
یزید پلید کی حمایت اور امام شہید کی سعایت مین آپ ایسے ازخود رفتہ ہین کہ یہہ
بہی نہین سوچتا کہ وہ کیسا مسلمان تہا جسنے فرزند رسول کو شہید کیا خاندان
رسالت کو تباہ و برباد کر دیا جسکے اسلام پر غیر ملت اسلام کے منصف لوگ
بہی ہنستے ہین چنانچہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎ مین اک نصاری سے
یون از رہ نادانی ٭ پوچہا کہ مسلمان ہے یون بولا وہ نصرانی ٭ عیسیٰ کے
نواسے کو گر عید کی قربانی ٭ کرتے تو نہین بہتا دعوائے مسلمانی ۔ پس

یزید کی مسلمانی تو ایسی نہین کہ کفار کے طریقہ کی مشابہت سے بعینہٖ ہو لیس آپ اوسی کی مسلمانی پر اس طعن و تشنیع سے ہاتھ صاف کرتے اور مسلمانونکو معاف کرتے

قال اور عبادت خدا مین کفار کیطرح صورت اور شکل اور شرک و وہم اور لذات دنیا کا نام و نشان نہین اور خدا نماز روزہ مین نظر نہین آتا ہے۔

اقول یہہ کیا مجذوب کی بڑ آپنے ہانکی خدا کی عبادت مین صورت شکل لذت و وہم و شرک کو کیا دخل ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا نماز و روزہ مین نظر آتا ہے یہہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہین وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اوسکی عبادت مین کوئی شریک نہین پہر مسلمانون کے مقابلہ مین اسکا ذکر ہی فضول ہے مگر خیر یہہ بہی ایک دخل در معقول ہے۔

قال بخلاف کفار کے کہ ہر وقت اپنے معبود کی صورت کے سامنے منت اور پوجا کرتے ہین۔

اقول جب کافر و مشرک ہین تو اونسے کیا بحث ہے صورت مورت جسکے سامنے جو چاہین کرین اہل اسلام تو ایسا نہین کرتے ہمارا معبود تو واجب الوجود ہے جسکے واسطے نہ صورت نہ شکل ہے وہ اپنے مخلوقات کا صورتگر ہے جسکی صفت هوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ہے اسی سے اسلام و کفر کے طریقہ مین مباینت ظاہر ہو گئی مگر پہر آپ کہانتک میل کرین گے حالانکہ بموجب اصل قاعدہ کچہہ اس سے فائدہ نہین لیکن اپنی عادت سے مجبور ہین۔

قال مسلمان جاہلون نے بہی اس بات کو دیکہہ اور پسند کر نفس اور شیطان کی مشورت سے ویسی باتین اپنے یہان بہی بے وعذغہ خلاف شرع مقرر کر لین۔

اقول افسوس سہ گوسالہ ما پیر شد و گاؤ نہ شد ہمنے بہت سمجہایا مگر یہ

قواعد شریعت تعلیم کیے مگر بجز احمقوں کیطرح بجز بہلا دینے کے آپکو کچھہ بھی نہ آیا جن باتون کو خلاف شرع آپ کہتے ہین اونمین بہت سی باتین تو جب قواعد مقررہ علماے دین و قانون شریعت حضرت ختم المرسلین صلعم خلاف شرع نہین ہین فقط آپکی سمجھہ کا پھیر ہے پھر دوسرے کی سنتے ہی نہین اپنی ہی ضد پہ اڑے ہو کیا اندہیر ہے

قال سچ ہے قدیم سے یہہ قاعدہ شیطان کا ہے کہ جب کسی قوم کو دیکھتا ہے کہ بعینہ رسوم کفر اور خیانت کو اللہ و رسول کی منع کرنیا سے خوف اور دہشت سے نہ کرینگے تو صورت بدل کر اوسی کام کو اور لباس مین اونسے کرواتا ہے تا اصل مطلب اوسکا فوت نہو

اقول واقعی شیاطین آپکی طرح بڑا ضدی ہے جسنے خداتعالی سے فبعزتک لاغوینھم اجمعین کہا اپنی ہٹ اور ضد سے باز نہ آیا حضرت آدم سے بغض اور زیادہ ہوا بنی آدم کے اغوی پر بدل آمادہ ہوا مگر جب آپکو دیکھا کہ یہہ پڑھے جن فن و فریب مین میرے بھی اوستاد ہین اونسے چیلون سے کام نہ چلیگا انکو انہین کے مذاق مین پھندا لگانا وہ وہ دو تین چٹکنیان گراری دیکر اپنے راہ پر لانا چاہیے چنانچہ حالت تشیع مین پہلے آپکے دل مین وسوسہ ڈالا کہ اس مذہب مین تعزیہ داری ایک نئی ایجاد ہے پس جب بدعت یہہ مذہب پرازفساد ہے پس مذہب اہل بدعت سے مذہب اہل سنت خوب ہے سنی ہونا چاہیے کہ یہی پسندیدہ و مرغوب ہے پس آپ مذہب اہل سنت مین آئے تو شیطان نے اس اوکھاڑ پچھاڑ سے اپنا مطلب حاصل پاکر خوشی خوشی اور خیالات جمائے کہ اصل مین احکام کتاب خدا و سنت رسول واجب التعمیل اور قابل قبول ہین یہہ ائمہ اربع مذہب اہل سنت کے بھی کیا خدا

کے بھیجے ہوئے رسول ہین جو ہم انکے فتاوی کی تعمیل بمقابلہ کتاب و سنت بیچ
انکی تقلید واجب جانین اور خدا و رسول کا کہنا نہ مانین اس سے بڑھکر اس مذہب
پیری مریدی اور پیر کی تعظیم و توقیر مین زیادتی و افراط اور روش خلاف
احتیاط ہے کہ حد شرع سے گذر کر مرتکب انواع بدعات ہوتے ہین اسی
طرح یہہ ہے کہ فرقہ شیعہ کیطرح ان بدعتون مین اقسام واجب و سنت
مباح مکروہ حرام نکالتے ہین بدعتی ہوکر اہل سنت کہلاتے ہین یہہ مذہب
بھی کچھہ ٹھیک نہین ٹھیک مذہب اسلام وہ ہے جسمین بجز کتاب و سنت
دوسرے حکم کو نہ مانین تقلید کو حرام جانین محدثات ما بعد انبیا صلعم عموما
بدعت محرمہ سمجھین حنفی شافعی مالکی حنبلی شیعی کچھہ نہ کہلائے غیر مقلد ہوکر
اپنے تئین خدا سے ملادے یعنے وہابی ہوجائے اور آمین بالجہر کے نعرون سے
خانہ خدا ہلادے یہہ پٹی تو شیطان نے ایسی پڑہائی کہ آپ جھٹ پٹ
ہوکر جھٹ پٹ وہابی ہوگئے کچھہ بن نہ آئی واہ رے شیطان جب اوسنے
دیکھا کہ اللہ و رسول کے خوف سے آپ ملت اسلام مین یہہ اولٹ پہیر
نہ کرینگے تو فریب کی راہ چلکر اور کئی صورتین بدلکر اوسی کام کو اور لباس
مین آپ سے کروایا اور بنا بر اخفا و التباس رنگ برنگ کا لباس آپکو
پنہایا تا اصل مطلب اوسکا فوت نہو ہر چند کئی لباس رنگین آپنے بدلے
آخر کو نیچواہی کہلائے اب خواہ وہابی ہو خواہ ہر بابی ہم خوب میان ہر باکو
پہچانتے ہوئی ہین سے بہر رنگی کہ خواہی جامہ بپوش * من انداز قدت را می شناسم
قال الغرض جب مسلمانونکو اس بلا مین گرفتار دیکھا تو بندہ خیر خواہ اولاد حسن قنوجی
نے کہ اللہ اوسکو حسن و حسین کے طریقہ اور محبت مین رکھے چاہا کہ اپنے ملنے والونکو
اور جسکو خدا توفیق دے برائی ان رسمونکی سمجھا دیوے۔

اقول مسلمان خدا نکرے جو اس بلا مین گرفتار ہون آپکو شیطان کے فریبون نے اس بلا مین پہنسایا آپ سب مسلمانون کے لیئے مرتے ہین اپنا پیٹنا پیٹنے دیکہتے ہی نہین اورون کی پٹتی پر نظر کرتے ہین اوسپر یہہ نرالی اوپج نکالی کہ حسنین علیہما السلام کے طریقہ محبت کا جہوٹا دعوی کر دیا کیون جناب کیا حضرات حسنین کا بہی طریقہ تہا کہ وہ یہہ محدث پر ایک طرح ناک بہون چڑہاتے تہے اپنے جد امجد حضرت پیغمبر صلعم کے مزار منور کو معاذ اللہ صنم اکبر کہتے تہے اوسکی زیارت کو بچاتے تہے پناہ بخدا ہرگز یہہ اونکا طریقہ نتہا اور نہ آپکو اونسے کچہہ بہی محبت ہے کیا محبت کا یہی نشان ہے کہ محبوب کی مصیبت پر خوشی کرے سامان غم محبوب کو مٹائے محبوب کے دشمن سے بیزاری در کنار اوسکا دوست اور طرفدار بنجاے حب ایسی باتون کی برائیان آپ خود نہین سمجہتے اورونکو کیا سمجہا ئیگا ہان اسلام مین مباح رسمونکی برائی جیسے شیطان نے آپکو سمجہا دی ہے آپ اورون کو بتایئے گا خدا آپکو سمجہا دے اور سب مسلمانون کو اس بلا سے بچاوے ۔

قال مگر دیکہا تو انکا عجب حال ہے کہ بے خون نکالے انکے مزاج کے فساد کا پورا دور ہونا ممکن ہی نہین ۔

اقول اسمین کچہہ شک نہین کہ آپ محبان رسول مقبول اور خاندان رسول کے خون کے پیاسے ہین ہر حیلہ و بہانہ سے اونکا خون بہانا آپ پر فرض ہے پہر فساد مزاج کی تہمت نہ کیجیئے اپنے فساد مزاج اور خون سوداوی کے اخراج کی لیے جلد فصد لیجیے

قال لیکن بعضے لوگ کہ دو چار مہینو کے نصیحتو نسے انکا اچہا ہونا معلوم ہوا تو اون لوگونکو سمجہانا شروع کیا

اقول ایسے یہہ بیچارے بہی آپکی طرح گئے گذرے یہہ وہی نصیحتین ہین جنکو معلم الملکوت نے آپکو سمجہایا ہے انہین نصیحتون کا ذکر قرآن مبین مین آیا ہے ناصح ثانی سنیئے کہ ناصح اول کی زبانی انی لکما لمن الناصحین فرمایا ہے ۔

قال پھر جب دیکھا کہ زبانی کہنے سے فائدہ عام نہیں ہوتا اور ہر شخص کو ہر بات یاد نہیں رہتی تو اسلیے اسوقت مین کہ ۱۳۰۳ ہجری ہین یہہ رسالہ ہندی زبان مین لکہا تاکہ ہر کوئی اسکو اپنی بولی مین سمجھ کر بے تکلف بوجھ لے اور سوجھ پکڑے

اقول واقعی آپنے مسلمانوں کو ہکا بکا نہین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکہا پہلے مدتوں زبانی بہکایا کہنے پہر اپنے پیر بریلوی کی سنت پر چلے امام چوک کہد وانے اور تعزیہ پر ہاتہہ چلانیکا ڈہنگ ڈالا پہلے تو مسلمانوں نے سمجہایا اور ٹالا پہر جب آپکی خدمت کی اور دل کا بخار نکالا جب آپنے زبانی تقریر لایعنی کا کچھہ مزا چکھا تب اسکو چہوڑ کر یہہ رسالہ لکہا مگر اسکو بہی لوگ پوچ و لچر سمجہے اور بجز چند جولاہوں اور دھنیوں کے اور کوئی آپکی جال مین نہ پہنسا اب یہہ جال آپکے واسطے زیادہ جنجال ہوگا ہمارے جواب سے اسکی قلعی کہلے گی آپکو رنج و ملال ہوگا کہ بہت دنوں کے بعد ہمارے ہی بعض اقربا نے ہمسے انتقام لیا سنہ ۱۳۰۳ کا رد سنہ ۱۳۱۵ ہجری مین تحریر کیا ہے کیونکر نہ دل جلیگا بہلا ایسے داغ سے ؎ آخر کو آگ لگ گئی گہر کے چراغ سے

قال پہر دریافت کیا تو سب رسمونمین دو رسمون کا چہوڑنا لوگون پر بہت مشکل ہے اور شاق ایک سنت پوجا اولیا وغیرہ کے دوسرے تعزیہ کا بنانا کیونکہ بت چہاتی پہ گر پہاڑ بہی ہووے تو ٹل سکے ؎ مشکل ہے جو جی مین پیٹھ وہ جی سے نکل سکے

اقول تعزیہ کا بنانا کیونکر چہوڑین کہ تعزیہ مین گریہ و بکا ہے اور امام مظلوم کی مصیبت پر رونا رولانا خاص سنت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے پس جو مسلمان اپنے پیغمبر کے پیرو ہین وہ اس مصیبت مین ضرور روئین گے رولائین گے جو چیز موجب زیادتی عزا اور معین گریہ بکا ہو اور قواعد شریعت کے خلاف نہو مثل تعزیہ وغیرہ بنائین گے آپکے جی مین جو بدعت محرمہ بیٹھی ہے وہ کسی طرح

نہ نکل سکے گی اور نہ یہہ بدعت آپکی ہر جگہہ چل سکے گی ناحق اسکا خیال ہے پس شعر مذکور آپ ہی کے حسب حال ہے

قال اور منت و پوجا کی بیان مین رسالہ نصیحۃ المومنین لکہا پایا اسواسطے اس رسالہ مین فقط بڑائی تعزیہ کی صاف صاف بیان کی کیونکہ سمجہانا عوام کا منظور ہے۔

اقول رسالہ نصیحۃ المومنین تو آپنے لکہا پایا مگر اوسکا جواب فضیحۃ الشیاطین شاید آپکو نظر نہین آیا جواب الجواب سے عاجز ہوکر مصلحتاً چہپا یا خیر اب اپنا بہلا چاہتے ہو تو تعزیہ کی بڑائی سے باز آؤ ورنہ پچہتاؤ گے آگے چلکر اپنے پیر کی تقریر سے موہنہ کی کہاؤ گے لطف تو یہہ ہے کہ خود آپ ہی کے نزدیک بڑائی تعزیہ کی ثابت کرنا ایسی مہمل بات ہے کہ اوسکو خواص کے مقابلہ مین بیان نکر سکے عوام کے اغوا کرنے کا ارادہ کیا قدرت خدا سے اثنای کلام مین لفظ عوام کو زیادہ کیا لہذا ہمکو اپنے عوام کی حمایت اور رئیس الانعام کی ہدایت کرنا ضرور اور آپکو سمجہانا منظور ہے۔

قال اور حکم ہے بات کرو ہر آدمی سے اوسکی عقل کے موافق۔

اقول یہہ حکم اوسکے نسبت ہے جسکو کچہہ بہی عقل ہو اور جسکو ذرا بہی عقل نہو جیسے آپ ہین اوس سے ہزار ہندی کی چندی کرو وہ نہ کچہہ سنتا ہے نہ سمجہتا ہے س پیش نادان خواندن تفسیر ہیچ ٭ مردہ دل را صور اسرافیل ہیچ۔

قال اور یہی سبب ہے کہ نبی پر کتاب اوسکے قوم زبان مین اوتری پس مناسب ہے کہ اسکو حقیر نہ سمجہین اور اوسکے مطلب کو سوچین بوجہین۔

اقول یہی سبب ہے کہ حضرت پیغمبر پر جو کتاب اونکی قوم کی زبان مین نازل ہوئی بعض ضدی جاہل اوسکو اساطیر الاولین کہتے تہے جیسے آپ اپنے کلام لایعنی کو بمنزلہ وحی ربانی اور ہماری نصیحت کو قصہ و کہانی سمجہتے ہین اب ہی جو ہم عرض کرتے ہین اوسکو حقیر نہ سمجہیں اور اسکے مطلب کو سوچین بوجہین

قال اور نام اس رسالہ کا ہدایت المومنین رکہا۔

اقول یہہ بہی اولٹی سمجہہ کا اولٹا نام سبحان اللہ جسمین جمہور اہل اسلام سے مخالفت بغاوت ہے اوسکا نام ہدایت ہے یہہ فقط سمجہہ کا پہیر ہے اور عقل کا

تصویر بر عکس نہند نام زنگی کا فور ـ

قال اور مطلب اسکے ایک مقدمہ اور تین فصلونمین بیان کیئے ـ

اقول مقدمہ خبط فصلین بے ربط مطلب وہی تعزیہ کی برائی جو دلین آی سو آئی ـ

قال اول مقدمہ مین بدعتونکے ظاہر ہونیکا سبب مذکور ہو چکا ـ

اقول چونکہ آپ معنی بدعت اور اوسکے اقسام نہ سمجھتے تھے ایک ہی ہانک بدعت محرمہ کی یاد رکھی تھی لہذا ہمنے اپنے رسالہ کے مقدمہ مین معنی بدعت اور اقسام بدعت بتفصیل و تفریق بیان کر دیئے جس سے آپکا مقدمہ بالکل خراب بلکہ نقش بر آب ہوگیا ـ

قال اب پہلی فصل مین برای تعزیہ کی دلیل عقلی و شرعی سے مذکور ہے دوسری فصل مین جاہلون کے سوال کا جواب ہے تیسری فصل مین آیہ و حدیث کی رو سے تعزیہ کی برای کا بیان ہے ـ

اقول یہہ فصول ثلثہ کے اعتراض مصداق ظلمات بعضہا فوق بعض ہین کوئی دعوی آپکا صادق نہین کوی دلیل اس دعوی بے بنیاد کی مطابق نہین چنانچہ انشاء اللہ ہر فصل کے جواب سے ظاہر ہو جائیگا آپکا کذب و افترا آپکے آگے آئیگا

قال فصل پہلی اب اے مسلمانون خدا کے واسطے دل سے سنو کہ تم دین مین آپ مختار نہین ہو کہ جو تمہارے جی مین آوے سو کرو آخر خدا کے بندے ہو پیغمبر کی امت ہو بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ خدا نے یا پیغمبر نے کہان کہا ہے کہ حضرت امام حسین شہید ہون تب اونکا ہر سال تعزیہ بناؤ اور اوسکا ثواب پاؤ ـ

اقول اب اے مسلمانون خدا کیواسطے اس بگڑے مسلمان کی تم کچھہ نہ سنو یہہ دین مین خود مختار ہے جو اسکے جی مین آتا ہے سو کرتا ہے نہ اپنے تئین خدا کا بندہ سمجھتا ہے نہ پیغمبر کی امت نہ شعائر خدا کی تعظیم لازم جانتا ہے نہ پیغمبر کے

حکم کو مانتا ہے بس اسپر خوش ہین کہ خدا ورسول نے خاص تعزیہ بنانیکا کہان حکم
دیا ہے میان بڑے قابل بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ خدا نے کہان کہا ہے کہ تم
صبح کی دو رکعت ظہر و عصر و عشا کی چار چار رکعت مغرب کی تین رکعت
فرض پڑہا کرو پہر کیون پڑہتے ہو رسول صلعم نے کہان کہا ہے کہ حضرت امام
حسین جب شہید ہون تو تم میرے رونے اور رنج و غم کرنے کا خیال نکرو
بلکہ مثل روز عید خوشی کرو اچہے کپڑے پہنو خوب رہو شاد فتح یزید کی مبارکباد دو
کچہہ رنج و ملال نکرو پہر کیون یہہ بدعتین کرتے ہو پس معلوم ہوا کہ قابل تو نہین
جاہل ہو نہین جانتے کہ بہت سی باتین خدا ورسول نے نہین کہین لیکن اونکا کرنا
شرعًا درست ہے کہ شعائر خدا مین داخل اور اباحت شرعی اونکو شامل ہے لہذا
ہم پہلے خدا ورسول کے فرمانے سے تعزیہ بنانے کی حقیقت آپکو سمجہاتے ہین پہر
آپکے پیر کی ایک تقریر بے نظیر ایسی سُناتے ہین کہ آپکے موںہہ مین پتہر دیدے
اور اگر صاحب غیرت ہین تو حیرت مین آکر گہو جائین بلکہ صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ کے مصداق
ہو جائین اب سُنیئے خدا فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانہا من تقوی القلوب
اس سے ظاہر ہے کہ جو چیز علامت عبادت الٰہی ہو اوسکی تعظیم و تکریم واجب
ہے سنگ و خشت حیوان و غیر حیوان قرطاس و بانس وغیرہ کا اسمین لحاظ نہین
کیا جاتا بلکہ اصل انتساب لیا جاتا ہے اسیواسطے دوسری جگہہ فرماتا ہے
ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ امام رازی اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ
شعائر اللہ نام ہے نشانی طاعت خدا کا اور جو چیز کہ واسطے طاعت الٰہی کے بنائی
جاوے وہ شعائر خدا سے ہے اس تقریر سے بہی تخصیص شے من دون شے
اور تعمیم مقصود ہے دیکہئے تیسری جگہہ قرآن مین موجود ہے والبدن جعلنٰہا لکم من
شعائر اللّٰہ اور چونکہ بموجب آیہ کریمہ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اطاعت خدا و رسول و ائمہ ایک ہے اور شعائر امام بعینہ مثل شعائر خدای منعام
ہے اس دلیل متین اور برہان مبین سے واضح ہوگیا کہ جسطرح صفا و مروہ اور شتر ان
قربانی نشان دین خدا اور علامت ایمانی ہین اسیطرح تعزیہ و ضریح اور تابوت
و علم وغیرہ جملہ لوازم عزاداری باعتبار اصل انتساب بسوی حضرت سید الشہدا
شعائر خدا اور متعنہ مسلمانی ہین اور جیسے سعی مابین صفا و مروہ ہر سال حج مین مورث
اجر و ثواب ہے ویسے ہی تعزیہ بنانا امام کے غم مین رونا رولانا ہر سال موجب
حسنات بےحساب ہے پس تعزیہ بنانے کو خلاف حکم خدا و رسول اور بدعت کہنا
ویسا ہی ہے جیسے سعی مابین صفا و مروہ کو بقول بعض مفسرین بعضے جاہل اعتقاد
مشرکین اور بدعت کہتے ہین اور حضرت کا ارشاد ہے کل شئی مطلق ای
مباح حتی یرد فیہ النہی اور نہی مخصوص بتصاویر ذوی الارواح ہے پس تعزیہ
تصویر ذی روح نہین اوسکا بنانا حسب ارشاد پیغمبر جائز و مباح ہے پہلے خدا و
رسول کا حکم تو آپ سن چکے اب آپکی ہدایت کی دوسری تدبیر ہے بچشم عبرت کتاب
صراط المستقیم مولوی اسمعیل کو دیکھیے جسمین آپکے پیر کی یہ مطالب خیر حیرت انگیز
تقریر ہے کہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر او ست یعنے امور یکہ بان مناسبت
خاص دارد بحیثیتے کہ ذہن کسی کہ واقف باین مناسبت باشد از ان امور بآن منعم
انتقال می کند مثل تعظیم نام و لباس او و سلاح او حتی کہ مرکب او چنانچہ ہر کسی کہ
ممارست باین امور کردہ مجالست با حقوق شناسان از وزرای عظام بلکہ جمیع
مصاحبان کرام نمودہ و تعظیم ایشان مر فرمان بادشاہی و تخت شاہی
را پوشیدہ نخواہد ماند انتہے اب خدا کے واسطے ذرا خواب غفلت سے
چونکیے آنکھین کھولیے اپنے پیر کی تقریر دلپذیر سنکر آپ ہی پیر کی خاطر سے
یہ سچی بات بولیے کہ جب دنیا کی بادشاہون کی شعائر اور اون کے نام و

لباس اور سلاح و فرمان حتی کہ مرکب و تخت بادشاہی کی تعظیم اون کی محبت
و اطاعت بعینہ اونکی تعظیم ہو تو دین کے بادشاہون کی شعائر کی تعظیم بطریق
اولی اونکی محبت و تعظیم ہے پس حضرت امام حسین کے شعائر یعنے وہ امور جو
آپ سے مناسبت خاص رکہتے ہین جیسے آپکا نام لینا یعنے حسین حسین کہکر
ماتم کرنا اونکے نام کے چبوترے امام باڑے تعزیہ ضریح تابوت علم بنانا اسلحہ کپڑا
لباس ماتم رنگانا حتے کہ تخت اور دلدل اور دیگر لوازمات عزا جزو کل کی تعظیم
و تکریم صراط مستقیم آپکے پیر اسمعیل اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی دوستی
و محبت کی خاص دلیل ہے پس وائے آپکی بیہودہ سرائی پر کہ کسقدر صراط مستقیم
سے پہرے ہو بغض و عداوت امام مظلوم مین گہرے ہو یزید پلید کی محبت
و تقلید کا پہلو لیئے ہو کفار عنید کا ساتہہ دیئے ہوئے اساس اسلام کو ہلاتے
ہو اور اپنی گنگا دہیا دیو کے ساتہہ بہہ نام مقدس ملاتے اور ہر ہر طرح نام علی
و اولاد علی سہو و محو کرنے کو اپنے ہر ہر کے ساتہہ تعریضاً علی علی کا غل مچاتے ہو
امام چوک کو ہردیو کے چبوترے کی طرح تعزیہ کو بلا تشبیہ و کاندو کربلا و امام
باڑیکو مانند لنگا و ٹہاکر دوارہ بتاتے ہو کفر بکتے ہو مثل صورت منکر و نحوس
یا صدای ناقوس بے تکان غل مچاتے ہو احکام اسلام اور شعائر ایمانیہ بہت بچگئے
ہو غور کرو کہ یہہ کیسی خدای پاک کی قدرت اور حضرت امام علیہ السلام کا معجزہ ہے
کہ ایسے سخت اور متعصب وہابی کی زبان و قلم پر خدا نے وہ باتین جاری کردین
کہ جنسے گویا خود اونسے جملہ لوازم و متعلقات تعزیہ داری امام مظلوم کی صحت اور جواز کا
اقرار کرلیا اور آپکے طول و فضول کلام مہمل کا مختصر قول و دل جواب دیدیا
لیکن آپ ایسے باغیرت معلوم نہین ہوتے کہ اپنے پیر و مرشد کے کلام
سے شرمندہ پانی پانی ہوکر اپنی اور اونکی آبرو بچائین پہر بکلام لا یعنے و فضول

نا دین دہول نہ اوڑائین۔

قال آخر کہو گے کہ خدا و رسول نے کہین نہین کہا۔

اقول اگر یہی کہتے تو بہی کچہہ مضائقہ نتہا کہ اوسکا جواز عموم شرع سے مستفاد ہوتا ہے کما مر اڑا لیکن جب تعزیہ وغیرہ کا منتسبات اور شعائر امام سے ہونا اور شعائر امام کے مثل شعائر خدا التعظیم کرنا ہم خدا و رسول کے کلام سے بخوبی ثابت کر چکے تو کبہی نہ کہین گے کہ خدا و رسول نے کہین نہین کہا بلکہ آپکے پیر کا ارشاد اور اوسپر استناد رہا۔

قال پہر کیون جان بوجہکر جہک مارتے ہو۔

اقول یہہ تو آپ اپنی بیتی کہرہے ہین جب ہمنے آپکو صحیح معنی بدعت محرمہ کے بتلا دیئے اور دیگر اقسام بدعت حسنہ حسب تصریح جمہور علماے اسلام سمجہا دئے مزید براں آخر مین آپکے پیر کی تقریر سے جملہ لوازم تعزیہ داری کا بنانا اور اونکی تعظیم و تکریم کرنا ثابت کر دیا پہر کیون کہسیلانے ہوکر باتین بناتے اور جان بوجہکر جہک مارتے ہو۔

قال اور ہمسے پوچہتے ہو تعزیہ بنانا کس کتاب مین منع ہے۔

اقول جب کتاب و سنت و ادلہ شرعیہ سے تعزیہ وغیرہ بنانے کی اباحت باتفاق اہل اسلام بلا کلام ثابت ہوئی اور تم اوسکی اپنی ضد اور ممانعت پر اکڑ کر اور وہی ہریل کی لکڑی پکڑے جاتے ہو پہر ہمسے کیون نہ پوچہین کہ تعزیہ بنانا کس کتاب مین منع ہے آپہا آپ کتاب خدا و سنت رسول کو جانے دیجئے اپنے شیخ ہی کی کتاب لیجئے کتاب خدا چاہے ہنو مگر یہہ کتاب تو ضرور آپکے پاس ہوگی اسی مین دیکہیئے کہ تعزیہ علم تخت دلدل وغیرہ بنانے کی اباحت نکلتی ہے یا قباحت اگر ابہی تک یہہ عبارت نہین دیکہی ہے تو شاید دیکہہ کر

حواس سنبہال کر صراط مستقیم پر آجایئے اور اگر دیکہکر اوسکو پہر ہٹ دہرمی ہے تو فضول زق زق بق بق نہ کیجیے سر نہ کہایئے۔

قال اولٹے چور کوتوالی ڈانڈے۔

اقول آپ تو نہ مسلمانون کا کہنا سنتے ہین نہ وہابیون کا ازین سو راندہ و ازان سو درماندہ دونون دین سے گئے پانڈے نہ ادہر جلوا نہ ادہر مانڈے

قال یہہ ویسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص اپنے قلاٹن مین اونگلی کرے اور پوچہے کہ کس کتاب مین اونگلی کرنی منع لکہی ہے۔

اقول خدا جانتا ہے کہ ہمنے بازاری شہدون سے بہی یہہ پہکڑ اور بے تہذیبی کی گفتگو آجتک کبہی نہین سنی اب صاحبان تہذیب ہمارے اوس کلام کی قدر کرین گے جو ہمنے قبل اسکے کہا ہے کہ انکا جواب کچہہ پہر بچارا ہی والے خوب دیتے خصوصًا اس فحش بکنے پہر تو خدا جانے کسقدر اونگلیون پر نچاتے اور بہت ناچ نچاتے مگر خیر گذری کہ اونسے سابقہ نہین پڑا غنیمت ہے۔

قال تمتو تعزیہ کا بنانا ثواب جانتے ہو اور اوسکی بہتری کا دعوی کرتے ہو یہہ تمکو بتانا چاہیے کہ کس کتاب مین تمکو تعزیہ کا حکم ہے قرآن مین یا حدیث مین فرض واجب سنت مستحب کسمین ہے۔

اقول بیشک ہم تعزیہ کا بنانا قرآن وحدیث واجماع اہل اسلام بلکہ خود آپکے پیر کے کلام سے جائز ومباح ہے مگر آپ نہ سمجہین یا سمجہہ بوجہکر ہٹ دہرمی کرین تو یہہ آپکا قصور ہے سمجہانیوالا بے مجبور ہے۔

قال کہ جیسے ایسی چہاتی کوٹتے اور سر پیٹتے ہو۔

اقول اللہ اکبر یہہ بظاہر تعزیہ دارون پر اور بباطن خاندان نبوت کے بزرگوارون پر طعن ہو رہی ہے ذکر مصیبت وحزن اہل بیت مین بعض کلمات

ولخراش مثل لاطمات الخد و ناشرات الشعور آئے ہین اونہین دیکھکر یہہ رنگ لائے ہین کچھہ سوجتا ہے یہہ کس بزرگوار کا غم ہے جس غم مین خاص مخدرات عصمت ہی کا یہہ حال نہین بلکہ سردار اہلبیت حضرت رسول خدا صلعم کو اس سے بڑہکر بعد انتقال صدمہ و ملال ہوا کہ بنا بر خواب ابن عباس عند شہادت امام مظلوم دوپہر کو آن حضرت صلعم کو بال بکہرے گرد آلودہ شیشہ خون حسین ہاتھہ مین لیئے ہوے اور حضرت سلمہ رض آپکو سر مطہر اور ریش مبارک پہ خاک ڈالے ہوے اور حال پریشان کیئے ہوئے دیکھا پس اگر ہم بھی بتاسی حضرت پیغمبر و اہلبیت پیغمبر اس غم مین روئین رولائین تعزیہ بنائین چھاتی کوٹین سینہ پیٹین تو ہماری کمال ولا اور ارادت اور نہایت پیروی و سعادت ہے اگر امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر غم کرنا آپ پر شاق اور احیائے سنت یزید کا اشتیاق ہے تو آپ بھی تقلید یزید پلید کیجئے امام مظلوم کیطرح اونکے عزادار و نکو شہید کیجئے واللہ آپ ایسا ہی کرتے مگر خدا آپ ایسے لوگون کو ناخن نہین دیتا بلکہ پہلے سے خبر لے لیتا ہے۔

قال ذرا غصہ کو تہام کر اور ضد کو چہوڑ کر تعزیہ کی برائی پونہچوگی ہر ایک کی برائی تلکر

اقول حضرت سلامت مظلوم کے عزادارون مین غصہ کہان ضد کیسی یہہ دونون عادتین خاص آپ ہی کی ہین آپ ہی کو مبارک رہین ہمکو اگر غصہ ہوتا تو حضرت امام اور جناب امیر المومنین کا نام جس بے ادبی سے قبل اسکے پہنچے لے لیا اور جس بیہودہ عنوان سے ان اسما متبرکہ کا ذکر کیا تو ہم سن سکتے واللہ جسطرح حضرات اہلبیت بازار شام اور اوس حیقلش اور اژدحام مین یزیدیون کی زبان سے سر مقدس حسین مظلوم کی نسبت کلمہ سخت ہذا راس خارجی خرج علی الامیر سنتے تھے اور صبر و تحمل کرتے تھے ویسا ہی ہمنے بہی صبر و تحمل کیا جب حسین مظلوم کے

امام سے بانند یزید یون لگے آپکو یہہ عداوت ہے تو تعزیہ کی برائیان نکالنا کتنی بڑی بات ہے بلکہ اسمین یہہ گہات ہے کہ چونکہ تعزیہ امام کے نام کا ہے اور اسکے ذریعہ سے خاص و عام حضرت امام کا نام لیتے ہین لہذا اسمین خیالی برائیان اپنے ذہن سے نکالکر یہہ موقوف کرانا چاہیئے کہ پہر کوئی امام کی مصیبتون کا ذکر نکرے امام کا نام نہ لے آپکے یزید پلید کو ایسے سخت ظلمون کا الزام نہ دے سو یہہ نہین ہے اسکی امید نکیجیے اوس حکومت چندروزہ پر یزید نے جو ظلم شدید کیئے وہ گذر گئے اوسکا سخت مواخذہ اپنے ساتہہ لے گیا مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود اور حضرت امام نے جو مصیبتون پر صبر کیا اپنے تئین مع فرزندان و انصار راہ خدا مین وقف کر دیا اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آجتک مثل دیگر شعائر اسلام عزای امام علیہ السلام دنیا مین جاری ہے اور ہمیشہ یہہ عزاداری اسیطرح جاری رہیگی ؏ آپکا وہ قدح نہ ساقی ہے ؎ پر یہہ غم تا بحشر باقی ہے۔

قال اول برائی یہہ کہ تعزیہ بنانا شرع کے خلاف ہے۔

اقول پہلے ہی بسم اللہ غلط دعوی تو اس زور و شور کا کہ تعزیہ بنانا شرع کے خلاف ہے اور دلیل کچہہ ہی نہین مطلع صاف ہے ارے صاحب بتلائیے تو کیون شرع کے خلاف ہے اگر محدثات مابعد النبی کے ہونے سے آپ اسکو بدعت محرمہ سمجہتے ہین تو یہہ آپکی سمجہہ کا قصور ہے کہ جملہ محدثات ہرگز بدعت ضالہ نہین ہین ہمنے اپنے رسالہ کے مقدمہ مین اسکی تفریق کر دی ہے پہر بغور اوسکا ملاحظہ فرمانا ضرور ہے تصویر ذیروح بنانا البتہ شرع کی خلاف ہے وہ بہی اگر سر بریدہ ہو تو معاف ہے چنانچہ اسکی توضیح آگے آویگی اور تعزیہ شریف اول تو تصویر ذیروح نہین دوسرے لبسبب باعث گریہ و بکا رجحان شرعی اوسکے بنانے مین پایا جاتا ہے اور علمای کرام ہر فرقہ کہا سمجہی اوسکو واجب الاحترام اور منجملہ شعائر اسلام جانتے ہین پہر بمقابلہ علمای اسلام آپکی ضد اور ہٹہ دہرمی ہرگز پیش نجاوے گی

قال یہہ کہین نہین آیا ہے کہ غم اور مصیبت کیواسطے کوئی چیز بنانی چاہیے کسیکی نام کی ہو پیر ہون یا پیغمبر امام ہون یا شہید۔

اقول ابتو آپنے کلہ بکلہ حکام وقت کا ایسا حکم باشاءاللہ جاری کردیا بتقاضای عصبیت جاہلیت سلسلہ اسلام اور رشتہ حیا و حمیت کو بالکل توڑا اور پیر شہید کیسے پیغمبر تک کو بہی نچہوڑا انچہوڑا ایسے از خود رفتہ نہو جائیے ذرا ہوش مین آئیے بسا امور ایسے ہین کہ غم اور مصیبت اور نیز اظہار شوکت و عظمت کیواسطے اونکا بنانا شرعًا جائز بلکہ بعض وجوہ و مصالح سے بمنزلہ واجب کے ہے کہ وہ منجملہ شعائر صاحب مصیبت اور مشعر بکمال تعظیم و تکریم صاحب مصیبت ہے مثلًا اگر قبر مطہر حضرت پیغمبر پہ قبہ و روضہ وغیرہ نہ بناتے اور اوسکا تزک و احتشام اور تعظیم و احترام جیسے کہ ہوتی آئی ہے حامیان اسلام نفرماتے تو اس تیرہ سو برس کی مدت مین قبر شریف کا نشان بہی باقی نرہتا مسلمان زیارت سے محروم رہتے اور چند روز کے بعد سیہ کوئی بہی نکہتا کہ یہہ مقام مزار آنحضرت ہے بلکہ اس زمانہ کے کفار نبوت ہی سے انکار کرجاتے اور کہتے کہ وہ کیسے نبی تہے جنکے اور آثار اور اغیار ایکطرف اہل اسلام اونکی قبر تک کا بہی پتہ و نشان نہین بتاتے اور یہی آپکا اصل مطلب ہے کہ اہل اسلام آپکے دہوکے مین آکر جو امور کہ موجب رونق اسلام ہین اونکو سہو بلکہ آثار رسالت بالکل محو کردین استغفر اللہ یہہ کہان ہوسکتا ہے مسلمانون نے تو آثار نبوت آنحضرت ظاہر کرنے اور اسلام کی شان و شوکت بڑہانے کی غرض سے اصل مزار شریف کا کیا ذکر صد ہا نقلین اور نقشے مزار سید کونین اور قبور حضرات شیخین جیسے کہ آنحضرت صلعم کے نعلین کی بنائے اور ہر سال بناتے ہین اور خواص علما اوسمین تاثیرات عجیبہ اور غریبہ مشاہدہ فرماتے ہین اور ان سب چیزون کی تعظیم و توقیر کرتے ہین ایک آپ ہین کہ ان منتسبات واجب التعظیم کے بنانے کی جگہہ انکے مٹانے پر مرتے ہین پس جسطرح ان اشیا کا انتساب آنحضرات کی طرف ہے اوسیطرح

تعزیہ وغیرہ کا انتساب امام حسین کیطرف ہے پس باعتبار انتساب جو بزرگی ان
چیزون مین ہے وہی بزرگی تعزیہ شریف مین بہی ہے بلکہ نعلین ایک چمڑے کی یا لیدیث
خر اعرابیکے ٹکڑے تہے جنہین پاے مبارک کی برکت اور فیض سے خدا نے یہہ بزرگی عطا
فرمائی اور امام حسین تو حضرت پیغمبر کے دل وجگر کے ٹکڑے تہے جنکے حق مین حسین منی
وانا من حسین فرمایا ہے پہر وہ کون مسلمان ہے جو امام کے منتسبات یعنی تعزیہ و
ضریح وتابوت وعلم وغیرہ کی تعظیم وتوقیر نکریگا اور ہر سال یہہ چیزین نہ بنائیگا اور زیارت نکریگا

قال بدعت وبت پرستی شرع مین اسی کا نام ہے کہ جس چیز کی دین مین کچہہ اصل
نہو اوسکو اپنی طرف سے بنا چناکے تعظیم کرین اور ثواب ٹہرائین۔

اقول بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنے موہنہ سے کہتے جاتے ہو کہ بدعت اوسکا
نام ہے کہ جس چیز کی دین مین کچہہ اصل نہو اور ہم مقدمہ جواب مین بخوبی سمجہا آئے
علاوہ اسکے متواتر بتلا آئے ہین کہ تعزیہ شریف کی دین مین اصل ہے یہہ شعائر و
منتسبات امام مین سے ہے اسکی تعظیم لازم ہے قطع نظر اسکے نہی شرعی مخصوص
بتصاویر ذوی الارواح ہے تعزیہ شریف تصویر ذیروح نہین غیر ذیروح کی
تصویر بنانا باتفاق علمائے اسلام شرعاً مباح ہے پہر کیون تعزیہ کا بنانا بدعت
کہی جاتی ہو بلکہ اوسپر طرہ یہہ ہے کہ معاذ اللہ بت پرستی بتلاتے ہو ہمکو تو
آپہی کے کلام سے تعجب تہا لیکن آپکے ہم مشرب خورم علی بلہوری کا کلام دیکہکر اور بہی
حیرت ہوگئی کہ تحفۃ الاخیار مین پہلے تو معنے بدعت کے بیان کرنے مین آپ سے بڑہکر
تصریح کی پہر اوس سے زیادہ آپنے خلل دماغ کی توضیح کی بدعت کے معنی یہہ کہے یعنے
جو دین مین وہ نئی چیز نکالے جسکی شرع مین کچہہ اصل نہین نہ کہلی نہ چہپی سو وہ نہایت
گمراہی ہے اور اوسی کا نام بدعت ہے انتہی ا ہ اس سے ظاہر ہوگیا کہ تعزیہ شریف
اور گنبد روضات مقدسہ وغیرہ بنانا انکی شرع مین کہلی اصل اور اکابر کے متابعت

گچ اور روشنی وغیرہ کرنا انکی جیسی اصل ہے پس انکو بدعت ضلالہ سے بمفاد معنی مذکور مستثنی کرنا چاہیے تہا برخلاف اسکے بعد بیان معنی بدعت یہہ بڑہا لکہی ہے مثلاً قبر پر گچ کرنا گنبد بنانا قبر پر روشنی کرنا تعزیہ بنانا بزرگون کا میلہ کرنا اولیا کی منت ماننا جہنڈی نشان کھڑے کرنا سراسر دین کے خلاف ہین انتہی بہلا اس بالیپو اولیا کا کچہہ ٹہکانا ہے الہی توبہ یہہ زبان کیا ہے کسی ڈفالی کا پہوٹا ربانہ ہے آفرین بر ہناش اول انسے تو پہر ہمارے چچا ہی غنیمت نکلے اب ہم پہر خالق باری سناتے ہین انکو اور روشنی کے بچاؤ دونون کو سمجہاتے ہین کہ صاحبو جب تصویر غیر ذی روح کے بنانے کی شرع مین اجازت عام ہے پہر کیون نہین آپ مانتے اور تعزیہ کا بنانا بدعت محرمہ جانتے ہین بالفرض اگر بدعت محرمہ شریف ہوتا بلکہ نقل نعش مبارک امام مظلوم ہوتا تو بہی حسب فتوای بعض علمای کرام اوسکا بنانا کچہہ مضائقہ نہ تہا چنانچہ صاحب مالابد منہ جو اکابر علمای اہل سنت اور قاضی شریعت ہین کتاب مذکور مین فرماتے ہین مکروہ است پوشیدن پارچہ کہ در آن تصویر آدمی یا جانور باشد یا آنکہ تصویر بالای سر یا در مقابلہ رو یا بدست راست یا چپ باشد اگر زیر قدم یا پس پشت باشد مضائقہ ندارد و تصویر درخت و مانند آن مضائقہ ندارد و ہمچنین تصویر سر بریدہ انتہی پس تعزیہ شریف اور ضریح مقدس کا بت کہنا ایسا ہے جیسے کوئی دشمن اسلام حجر الاسود کو معاذ اللہ بت کہے لہذا جسکو اپنا حفظ اسلام منظور ہو وہ ایسی بیہودہ باتین کرنے سے چپ رہے اب رہے اور امور مذکور اگرچہ اکثر اونمین سے زمان سلف مین داخل بدعت تہے لیکن بعد اسکے بسبب اختلاف ازمنہ و اوقات و مصالحہ و عادات مستحسنات بلکہ مستحبات مین داخل ہوگئے چنانچہ محدث دہلوی کتاب سفر السعادات مین فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ در نہی از این امور یعنے بنا کردن بر قبر و یا چیزے بر آن نشستن و چراغ بر گور افروختن وارد شدہ

و اصل سنت در زمان نبوت و خلفای راشدین و صحابہ ہمین بود ولیکن بعد ازان این
تکلفات در مقابر پیدا شدہ و مفاخرت و مباہات بران باضافت و آخر زمان بجہت
اقتضار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشائخ و علما دیدہ
چیزہا افزودند تا از انجا ابہت و شوکت اہل اسلام و ارباب صلاح پیدا آید خصوصًا
در دیار ہندوستان کہ اعدای دین از کفار و ہنود بسیار اند و ترویج و اعلائے
این مقامات باعث رعب و انقیاد ایشان است و بسا اعمال و افعال و اوضاع
کہ در زمان سلف از مکروہات بود در آخر زمان از مستحبات و مستحسنات گشتہ
انتہی ما افادہ پس ہرگاہ حسب افادہ حضرت محدث بسا اعمال و افعال مکروہ بنا بر
مصالح مذکورہ آخر زمان مین منجملہ مستحبات و محسنات ہوگئے اسیطرح تعزیہ کو
بہی سمجہنا چاہیے ہرچند اصل سنت سے اوسکے بنانے کی اباحت ہے نہ کراہت
لیکن آپ مثل انہین اعمال مکروہ کے اس آخر زمانہ مین موجب ابہت و شوکت
اسلام سمجہکر اوسکو مستحبات ہی مین شمار کیجیے بدعت محرمہ تو نہ کہیے بلکہ اور حد
سے نہ گذر جائیے پناہ بخدا بت پرستی تو نہ ٹہرائیے۔

قال دوسری برائی یہہ کہ تعزیہ بنانا عقل صحیح مین بہی
عیب رکہتا ہے۔

اقول کیا خوب یک نہ شد دو شد یہہ تو عین فساد عقل کی دلیل ہے کہ آدمی
اپنی عقل کو دنیا بہر کی عقل سے صحیح سمجہے اور ایسی چیز ہی کہ عقل نے حکم سے
تعزیہ بنانیکو رجمًا بالغیب عیب جانے اور بعد اسکے عیب بہی اپنی
سمجہ ہی سے ایسا بیان کرے کہ جسمین سو سہہ کی کہائی اور ہر شخص کو اوسکی فساد
عقل بلکہ مجنون ہونے کا یقین ہو جائے۔

قال کہ ایک چیز کی نقل بنانا اور اوسکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیے محض حماقت ہے

اقول حضرت یہہ وہی قول بیہودہ ہے جسکے بدولت آپ مونہہ کی کہائیگا اور یہہ لقمہ پاکر بہت پچتائیے گا اب سنئے کہ ہر چیز کی نقل بنانا اور اوسکی ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے چاہیئے عموماً حماقت نہین ہے بلکہ کسی جاندار دنیاکی نقل بنانا اور اوسکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے البتہ حماقت ہی جسمین افسوس کہ آگے چلکر آپ ہی مبتلا ہوگئے اب ہم نہین کہہ سکتے کہ کیا تہی اور کیا ہوگئی باقی بعضی چیزین ایسی ہین کہ جنکی نقل بنانا اور اونکی ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے عقلاً بہت چست اور خدا و رسول کے حکم سے صحیح و درست ہین دیکہو حقتعالے پارہ ۲۳ مین حضرت ایوب سے خطاب کرکے حکایتاً فرماتا ہے وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث یعنے لے تو اپنے ہاتہہ مین ایک دستہ گہانس خشک کی ہوی یا باریک تیلیون کا (موافق عدد سو لکڑیون کے) پس مار تو اپنی زوجہ کو اوس دستہ سے (ایکبار) اور مت جہوٹی کر قسم اپنی انتہی اسکا قصہ ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حضرت ایوب کے قسم کہانیکا سبب یہہ تہا کہ اونکی زوجہ اولیا بنت یعقوب ایکبار شیطان رجیم نے بشکل و وضع حکیم اپنے تئین دکہایا اونہون نے ایوب کے واسطے دوا مانگی شیطان نے کہا مین اس شرط سے دوا دونگا کہ جب وہ اچہی ہو جائین تو کہین کہ مین نے اونکو شفا دی نہ میرے غیر نے زوجہ ایوب نے اس باتکو قبول کرکے ایوب سے کہا حضرت ایوب غضبناک ہوئے اور قسم کہائی کہ سو لکڑیان اپنی زوجہ کو مارین انتہی پس چونکہ وہ بیقصور تہین طبیب کے دہوکے سے شیطانکو نہین پہچانا تہا بدینوجہ خدائے تعالے نے حضرت ایوب کو یہہ ترکیب بتلائی کہ تم بجائے سو لکڑیون کے سو تنکے کا دستہ بناکر ایکمرتبہ مار دو تمہاری قسم سچی ہوجائیگی اب دیکہئے سو لکڑیون کی نقل سو تنکے کا دستہ بنایا گیا اور اوسکی وہی بات بیگئی

جو اصل کے ساتھہ چاہیئے تہی یعنے جسطرح سو لکڑیون کے مارنے سے ایوب کی قسم سچی ہو جاتی ویسی ہی اس دستہ گیاہ کے ایکتبہ بدن پر لگا دینے سے اونکی قسم سچی ہو گئی اور وہ حانث نہوئے اسی طرح حدیث مین آیا ہے آن حضرت صلعم نے نقل قبر والدین بلکہ قبر کے خط اور نشان کی تقبیل و تعظیم کا حکم فرمایا ہے چنانچہ یہہ روایت مشہور اور کتاب فقہہ احمدی مین اسطرح مذکور ہے مسئلہ مان باپ کے قدم چومنا مباح ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلعم کے پاس آکے عرض کی یا رسول اللہ مین نے قسم کہائی تہی کہ آستانہ جنت اور حور العین کے رخساروں پر بوسہ دونگا آپنے فرمایا کہ باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر بوسہ دی اوسنے پوچہا کہ اگر ما باپ نہون حضرت نے فرمایا اونکی قبر چوم اوسنے کہا کہ اگر اونکی قبر نہ معلوم ہو ارشاد فرمایا کہ دو خط کہینچکر ایک کو باپ کی قبر اور دوسرے کو مان کی قبر قرار دیکر بوسہ دے تاکہ حانث نہو کذا فی جامع المتفرقات انتہی اللہ اکبر آستانہ جنت اور حور العین کے رخساروں کا حکم باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر آیا پہر اونکی قبرون تک پہر قبرون سے اون قبرون کے خطوط و نشانات تک پہونچ گیا باوجود اس نقل در نقل کے ان چیزون کے ساتھہ وہی بات کی گئی جو اصل کے ساتھہ چاہئے تہی یعنے جسطرح آستانہ جنت اور حور العین کے رخسارون پر بوسہ دینے سے اوسکی قسم سچی ہوتی ویسے ہی باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر بوسہ دینے سے پہر ویسے ہی اونکے قبرون پر بوسہ دینے سے پہر ویسے ہی اونکی قبرون کے خطوط پر بوسہ دینے سے بموجب ہدایت و ارشاد آن حضرت صلعم اوسکی قسم سچی ہوی اب آپکی آنکہین کہلین اور سمجہہ مین آیا کہ بعض چیزون کی نقل بنانا اور اونکے ساتھہ وہی باتین کرنی جو

اصل کے ساتھہ چاہیے حسب ارشاد خدا و رسول عین حکم شریعت اور محسنات اور
منہیات سبکو ایک ہی لکڑی سے ہانک دینا جیسے آپ ہر امر شیکسو ویدپر اپنی ضد و
ہٹ کا ایک بڑا بہاری لٹہہ گہارے ہین محض عقل کی تباہی اور حماقت ہی پس ایچ
زیاد بلبک نکیجیے اس حماقت کی خبر لیجیے ہوش مین آیئے عقل درست کیجیے سمجہنا
چاہیئے کہ جسطرح عظمت و جلالت مین آستانہ جنت اور حور العین کی جگہہ
والدین اور والدین کی جگہہ اونکی قبرین اور قبرونکی جگہہ اونکے خطوط قائم مقام
ہین اسیطرح تعزیہ شریعت کو بہی خیال کرنا چاہیئے کہ یہہ نقل روضہ امام مثل
روضہ امام و دیگر شعائر اسلام واجب التعظیم و لائق احترام ہے اور اسکے ساتھہ
بہی وہی باتین کرنی چاہیئین جو اصل روضہ کے ساتھہ کیجاتی ہین۔
قال مثلاً گہوڑے کی تصویر بنا دی اور اوسکے آگے دانہ گہاس ڈالے اور کہرہرہ
کرے تو لوگ اوسکو سڑی بتلا دینگے۔
اقول اسی تصور باطل اور خیال فاسد سے تو آپنے دہوکا کہایا جاندار کا قیاس
غیر جاندار پر جمایا نہ سمجہے کہ ذیروح کی نقل اول تو بنانا ہی منع ہے دوسرے
اگر بنا و گے بہی تو ولوج روح اوسمین نہین کر سکتا کہ نقل مطابق اصل کے ہو
اور جو باتین اصل کے ساتھہ کیجاتی ہین وہی اسکے ساتھہ بہی کیجاوین پس
بیکار آپنے اسپ سماحت کو میدان وقاحت مین جولان کیا بیان نقل بازی
سے بدین غرض اطفال کی بازی کو یاد دلایا ہے تاکہ مشہور ہوں ہزارون بنیا
یہہ بہی ہین پانچوین سوارونمین۔ پس جو غازی مرد ایسے باتکی کہین گے
بے ڈہنگی مثال لاوینگے بے شبہہ عاقل لوگ اونکو اگر گہوڑیکی ضد نہین تو
سڑی بتلاوینگے۔
قال اسیطرح وہ لوگ بہی سڑی ہین کہ حضرت امام کی قبر کی نقل بناکر فاتحہ و درود اوسپر پڑہتے ہین

اقول ہم سڑی کے کہنے کا برا نہین مانتے مگر اتنا جانتے ہین کہ خیالی گہوڑی نے
آپکو سیدہی راہ سے ہٹا اولٹی راہ پر لگا دیا کہ چکر کہانے لگے اور ہر چیز کی نقل کو
گہوڑی کی نقل پر بتانے لگے ہم اوپر بتا آے ہین کہ بعضی چیزونکی نقل کے ساتھہ
معاملہ اصل کرنا بموجب حکم خدا و رسول خدا ہے تو یہ کہیئے کہ اسکو حماقت کہنا اور نقل
بنا نیوالونکو سڑی بنانا خدا و رسول کے حکم پر تمسخر و استہزا ہے کیا نقل قبر امام حسین
نقل قبر والدین کے بہی برابر نہین کہ اوسپر بوسہ دینا جائز اور تعزیہ پر فاتحہ و درود
پڑہنا ناجائز ہو آپکا حال تو خدا جانے مگر مسلمانون کے اعتقاد مین تو حضرت امام
حسین بہ نسبت والدین بمراتب افضل ہین ہرگاہ نقل قبر والدین بنانا اور تقبیل
و تعظیم اونکی حسب ارشاد سید کونین کرنا جائز اور ماذون فیہ ہے تو نقل مزار
فائض الانوار جگر گوشہ رسول مختار اور فاتحہ اور درود اور زیارت اور تقبیل
اور تعظیم اور تبجیل اوسکی بطریق اولی جائز اور صحیح ہے اور جملہ اہل اسلام کیا خواص
و کیا عوام اور علمای کرام اسکی تعظیم و تکریم کرتے اور فاتحہ و درود اسپر پڑہتے
آئے ہین چنانچہ منجملہ علمای کرام صاحب ازالۃ الاوہام کتاب مذکور مین فرماتے ہین
اینجانب از ثقات شنیدہ کہ حضرت مولانا نظام الدین محمد قدس سرہ
و بچشم خود دیدہ کہ حضرت مولانا عبد العلی محمد قدس سرہ و مولوی مجید الدین
محمد عرف مولوی مدن مرحوم و مولوی انوار الحق و مولوی نور الحق قدس سرہما
و دیگر علمای فرنگی محل و کلکتہ و مندراج وغیرہ از بلاد ہرگاہ تعزیہ شریف امام
مظلوم علیہ السلام میدیدند ایستادہ می شدند و ہر دو دست بطرف تعزیہ شریف
دراز کردہ از بسیار خضوع و خشوع و عجز و انکسار فاتحہ می خواندند و عند الاستفسار
می فرمودند کہ تعظیم و فاتحہ امام مظلوم است زیرا کہ تعزیہ شریف موسوم بنام
نامی امام مظلوم است انتہی سبحان اللہ علمای اسلام رتبہ شناس اہل بیت کرام علیہم

وعلیہم السلام یہہ ہین کہ ہرگاہ تعزیہ شریف کو موسوم بنام نامی امام مظلوم جانا کسر ادب سے
پیش آئے کہ بدون اضافہ لفظ تعظیم تنہا نام تعزیہ متقدہین زبان پر نہ لائے جب دیکھہ لیا باادب استادہ
ہوکر زیارت کی فاتحہ و درود ادا کیا اب اہل انصاف غور کرین کہ مشرک کون ہی اور کون اپنی
حماقت مین مبتلا ہیچ ہے ضد اور جہالت بد بلا ہے **قال تیسری تبرائی** یہہ ہے کہ غرض
تعزیہ بنانیسے تمکو یہہ ہیگی مگر کہ شرع اور عقل کی مخالف ہے کہ اوسکی دیکھنیسے غم والم پیدا ہو سو وہ یہی تو حاصل نہین ہوتا
اقول تیسری حماقت یہہ ہے کہ اوپر تو تعزیہ سے غم والم پیدا ہونیکا اس
صراحت سے اقرار کیا کہ اوسپر ایسی بہائی کو شنز اور سرپیٹنے کا الزام دیا اب یہان
آکر ایسے بہولے کہ بیان کی اولٹی بات بولے کہ غم والم اسمین حاصل نہین اور پہلے
کہ یہ سمجہایا کہ تعزیہ بنانا شرع وعقل کے مخالف نہین بلکہ موافق ہے اسکو بدعت
نجاست کہیئے مگر آپکو اپنی کہی تو یاد ہے نہین رہتی ہماری کہی کب یاد ہوگی لہذا پہر سمجہاتا
عرض ہے کہ اب ہمارا کہنا ہیچ ماننئے سہو کی غلطی ہے نہ قصور ہے جب حافظہ ہی
نہو تو انسان مجبور ہے۔

قال ہم تمسے پوچہتے ہین کہ غم والم کن چیزون کے دیکہنے اور ہونے سے آتا ہے
آیا فاقہ اور روکہی روٹی اور پرانے پہٹے کپڑے اور تنہائی اور اندہیری اور معشوقکی
جدائی اور شکستہ جہونپڑیمین درد وغم پیدا ہوتا ہے یا اوسکی ضدین۔

اقول اب معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک غم والم اسیکا نام ہے جو سامان ظاہری
اور مرادات دنیوی کے نہ ملنے سے دنیا طلبون کو ہوتا ہے شاید آپکو اسی غم والم
کی عادت ہے اسکو چہوڑیئے اور دیندارون کا غم والم دیکہئے جو مایہ فخر وسعادت
ہے پس ہم آپسے کہتے ہین کہ غم ایک امر نفسانی اور کیفیت وجدانی اور علامت
ایمانی ہے دنیاوی امور پر غم کرنا مذموم ومردود اور دینی جتنے غم ہین وہ سب
ماجور ومحمود ہین ایسے غمون مین افضل غم امام علیہ السلام مین کچہہ دنیا کے رنج و

راحت و عزت و امارت فقر و فاقہ مرض و افاقہ کہین لگے و فرسودگی لباس البسہ
فاخرہ و دیگر نفیس و فاس غربا داخل دل جہو ہیر سے و محل کو دخل نہین ہے اس
قسم کا غم اون مومنون کے دلون سے متعلق ہے جو مصداق انما المومنون الذین اذا
ذکر اللہ وجلت قلوبہم ہین اور اس غم کو مثل غم فقدان مرادات دنیویہ سے سمجہنا
اور اوسپر تمسخر و استہزا کرنا اون لوگون کا کام ہے جنکے قلوب سخت مصداق
ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ ہین سو ہمارے
اور اونکے دل کی صورت ایک ہے لیکن وہ جو فرق ظاہری پوچہو شیشہ ہے
وہ پتہر ہے۔

قال اب سوچو کہ فاقہ کی عوض تعزیہ کے دنون مین شیرمال حلوا ہر جا موجود ہے
اقول یہہ حضرت امام علیہ السلام کی نذر و نیاز کی برکت اور فیض ہے کہ جو غربا و
مساکین بیچارے فقر و فاقہ کے مارے سال بہر طعام لذیذ نہین پاتے وہ تعزیہ
کے دنون مین امام کے بدولت شیرمال و حلوا کہاتے ہین اور آپ اس اطعام
مومنین و مساکین اور فیض عام امام مبین دل ہی دل مین کڑہتے اور للچاتے
ہین بلکہ پانی موہنہ مین بہر لاتے ہین پہر جناب مجبوری ہے سو حلوا خوردن را روی باید

قال اور دنون مین چاہے فاقہ ہو مگر اس دن کا اناج پانی ہر کوئی جمع کر رکہتا ہے
اقول یہہ رسم تو عام نہین ہے کہ ہر کوئی ایسا کرتا ہو اور جو مومنین ایسا کرتے
ہین وہ شاید اس غرض سے کرتے ہونگے کہ دس دن تو علائق دنیا سے مطمئن ہوکر
اپنے امام کا غم کرین اور ہرچند یہہ اناج و پانی کی ترکیب بنا بر اصطلاح عام
آپنے فرمائی لیکن اس سے سبیل نذر امام تشنہ کام کی بہی سبیل نکل آئی۔

قال اور پرانے پہٹے کپڑون کی جگہہ خاصی خاصی قبائین اور گوٹے پٹھے ان
دنون مین پہنکر نکلتے ہین۔

اقول مسلمانون کا تو یہہ طریقہ ہمنے ان بلاد مین کہین نہین دیکھا ہان یزید پلید کے ہوا خواہون اوسکی فتح کی خوشی منانے والون آپکی تعلیم پانیوالون کا اگر یہہ معمول و دستور ہو تو کچہہ بعید نہین پہر ہمسے نفرت کیجیے اونہین کو سمجہائیے۔

قال اور تنہائی کی عوض ہزار یار آشنا بہائی بند ہم نوالہ ہم پیالہ۔

اقول پہر آپ مسلمانون کی جماعت سے کیون الگ ہوگئے تنہائی کیون پسند آئی من فارق الجماعۃ کی لعنت کیون اوٹہائی مسلمانونکی جماعت مین آئیے محفل میلاد سید کونین و مجلس عزای امام حسین مین شرکت فرمائیے مثل دیگر مسلمانان پاکباز تبرک نذر و نیاز کہائیے جہان بقول آپکے ہزار یار آشنا بہائی بند جمع ہوتے ہین ہم نوالہ و ہم پیالہ کما قال صلعم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ

قال اور رستہ نکلا تو کیا نشان جہان عمدہ امام باڑہ فرش فروش تیار

اقول یہہ وہی سامان ہے جس سے کفار کے دلون مین ابہت و شوکت اسلام و رعب اہل اسلام زیادہ اور ہر کافر اسی رعب و داب سے نذر و نیاز چڑہانے اور انقیاد و آداب عزاخانہ بجا لانے پر آمادہ ہوتا ہے۔

قال اور سینکڑون تعزیہ جہلملاتے پنّا اور گر کریکے موجود۔

اقول اللّٰہم زد پہر اسمین آپکی آنکہون مین کیون چکا چوند اور خیرگی اور طبیعت مائل بہ تیرگی ہوتی ہے ہان سچ ہے یکاد البرق یخطف ابصارہم

قال اور اندہیرا کا کیا مذکور جہان ہزارون فانوس و چراغ سے آگ لگ رہی ہے

اقول اسکا آپکو ناحق حسد اور دلغ ہے یہہ قدرتی چراغ ہے یہہ نور نبوت کی شعاعین اور اسرار شہادت کے جلوے ہین انکا بجہانا مشکل اور بجہانیکا ارادہ سعی لاطائل ہے یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواہہم واللّٰہ متم نورہ الآیہ الحق

سہ چراغیرا کہ ایزد برفروزد ٭ ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد۔

قال اور معشوق کی جدائی کا کیا ذکر۔

اقول ہان محبوب الٰہی کے محبوب کی جدائی کے ذکر مین یہہ واہیات کا ذکر کرنا تو مناسب نہین ہے۔

قال جہان ہزارون بہوبیٹیان ایسے سے ایک خوبصورت تھا مہر نظیر ہے کہ جو دیکھے چہاتی کو لے اور برس دن تک روتا رہے زیارت کے واسطے موجود۔

اقول نعوذ باللہ من ہذا الافترا زنان صاحب عصمت وعفت کا مجمع رجال مین شریک ہونا نہ کبھی دستور تھا اور نہ اب ہے اور زنان ارازل کوچہ گرد کا جو دن دہاڑے پہرتی پہراتی رہتی ہین اونکا کیا اعتبار ہے بھلی بیبیان اس تہمت سے بری ہین اونپر یہہ غیظ وغضب اور شور وشغب بیکار ہے یہہ شرفا ونجبا وامرا وغربا کی بہو بیٹیون پر تہمت کرنیکا نتیجہ ہے کہ بعضی بہوین خود مختار بلا حجاب ونقاب رات کیسی دن دہاڑے محو سیر وشکار ہین اور موجود دربار فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قال اور علاوہ اسکے نقارون اور تاشون سے اور بہی رونق حاصل ہے۔

اقول ایسی رونق عوام کو مرغوب اور خواص کے نزدیک معیوب ہے لیکن آپ چونکہ نقارون اور تاشون سے رونق سمجہتے ہین اور عزاداری کی رونق سمجہ لئے ہین لہذا عوام آپکی ضد سے رونق بڑہانے کو نقارے اور تاشے بجاتے ہین جب آپ اپنی ضد کو چہوڑین گے تو شاید وہ بہی چہوڑ دین۔

قال اب خدا کیواسطے انصاف سے کہو کہ یہہ سب اسباب غم کا ہے یا خوشی کا

اقول انما الاعمال بالنیات ہم انصاف سے کہتے ہین کہ غم اور خوشی اسباب پر نہین بلکہ نیت پر موقوف ہے عزاے امام مظلوم مین چونکہ نیت ہماری خاص رونے اور رولانے اور غم کرنے کی ہوتی ہے بدین وجہ یہہ سب سامان

باعث ہماری غم والم کی زیادتی کا ہوتا ہے ہر مومن اس سامان سے بے اختیار ہو ہو کر روتا ہے بلکہ اس سامان کا اتنا بڑا اثر ہے کہ ہندؤن کو روتے دیکھا ہے مگر آپکو کیا خبر ہے آپکے دل مین جو فتح یزید کی خوشی جمی ہوئی ہے تو جوش مسرت سے دل اہرا تا ہے ساونون کے پہولے پہرا ہرا سوجہتا ہے یہہ سب سامان غم اسباب خوشی کا نظر آتا ہے کیون نہو ہست فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

قال چوتہی برائی یہہ کہ ایک عالم کو اس تعزیہ کے سبب سے کہیل اور تماشا ہوا چنانچہ سب پر ظاہر ہے آنکہ یہہ کہول کر دیکہو اور سمجہو تو صاف یقین ہوئے ہرگز شبہہ نرہے۔

اقول تعزیہ شبیہ کو دیکہکر تو بے اختیار رقت آتی ہے امام کے تصور تام سے دل غمزدہ کی وہ کیفیت ہوتی ہے کہ کہی نہین جاتی ہے آپنے اپنے تعصب سے یہہ نیا فقرہ تراشا ہے کہ تعزیہ کے سبب سے کہیل اور تماشہ ہے ہمکو سخت تعجب تہا کہ یہہ کیا کلمہ کہا آپنے فرمایا آخر بڑے غور و تامل کے بعد آپکا مطلب سمجہہ مین آیا آہ آہ انا للہ یہہ وہی تماشہ ہے جو شام کے اژدحام مین اہلبیت امام و مخدرات کرام کی نسبت ہوا کہ جب شامیان شوم اور آپکے پیشوایان معلوم نے بعد شہادت امام مظلوم عترت بشیر و نذیر اور صاحبان تطہیر اسیر و دستگیر کیا اور دشت مصیبت و بلا یعنی مقام کربلا سے شام بد انجام کا رستہ لیا تمام اہل شہر یہہ خبر سنکر نزدیک و دور سے خندان و مسرور جمع ہوے شہر مین آئینہ بندی ہونے لگی بازارین مصفا دکانین آراستہ ہوین خلق کی وہ کثرت ہوی تہی کہ لوگ اونٹے سید ہے گرتے تہے باہم معانقہ و مصافحہ کرتے مبارکباد دیتے پہرتے تہے آہ آہ جبتو قسمت اہل بیت رسالت پناہ کربلا کے مصائب جانکاہ اور صعوبت و مصیبت کی راہ کے علاوہ بے مقنع و چادر شتران بے کجاوہ پہ سوار گرد و پیش ہزارون نابکار باین حال زار داخل شہر ہوے تو جم غفیر بلکہ جلہ بڑنا و پیر اسیران دلگیر و ثابت ... بازنجیر کے تماشے کو آئے مخدرات عصمت و طہارت کو دیکہکر از راہ

شرارت یہہ کلمات حقارت زبان پر لاسکے کہ یہہ پابندان غم والم مانند بندیان
ترک و دیلم کہانکے اسیر ہین جو مبتلای مصیبت و بلا و مکاره لا تعد ولا تحصی ہین
ہائے افسوس ہماری جان اون اصوات نحیف و صداہای ضعیف پر قربان جنہین
آوازون سے اون پردگیان عصمت و کرامت نے بصد حسرت و ندامت فرمایا
کہ ہم اسارای آل محمد ہین پس جب مدعیان اسلام یعنی آپکے پیشوایان بدانجام نے حاکم
شام کی خوشی کے واسطے اپنے پیغمبر سے کچہہ حیا نکی اور اونکی عترت اطہار کا ایسے حال
زار مین بکمال مسرت و استبشار تماشا کیا پہر یہہ کتنی بڑی بات ہے جو آپنے تعزیہ کو
کہیل و تماشا قرار دیا ذرا کان کہولکر سنو اور سمجہو تو صاف یقین ہوگا ہرگز شبہہ
نرہیگا کہ جب روز محشر انہین یزیدیونکے ساتہہ بحضور حضرت پیغمبر جاؤگے تو اون
ظالمون کیطرح تم بہی کیا عذر کروگے اور آن حضرت کو کیا سوہہ دکہاؤگے اور
انشاء اللہ اس کلمہ ناصواب کا پورا جواب اوسی روز پاؤگے۔

قال اور اگر بالفرض دو چار الٹو نکو اس تکلف سے رونا آیا تو اوسکا اعتبار نہین
کہ اکثر کو حکم کل کا ہے۔

اقول جنکے دلکو نہین محبت امام کی ہے اونسے کب رہا جاتا ہے تکلف بے تکلف
سب طرح رونا آتا ہے ہان بعضے سخت دل کہ آپ ایسے بہی ہوتے ہین جو کسیطرح
نہین روتے ہین پس اولٹی سمجہہ والے سیدہی باتکو یون کہیئے کہ اگر بالفرض دو چار
اولٹو نکو اس تکلف سے بہی رونا نہ آیا تو اوسکا اعتبار نہین کہ اکثر کو حکم کل کا ہے مگر
یہہ نتیجہ آپکی اولٹی سمجہہ اور بیجا شور و غل کا ہے۔

پانچوین برائی یہہ کہ سوای نقصان دین کے دنیا مین ناحق مال ضائع ہوا اور
اوسکے سبب سے بیماری ہولی پڑی۔

اقول تعظیم و ترویج شعائر عترت آل ہین دین کمال ہے نقصان فقط آپکی عقل کا ہے

وہ دیندار کیسے تھے جنہوں نے امام کی حمایت اور اہل بیت کرام کی رعایت مین اپنی جانین و دین ہمارا مال کیا مال ہے ہمکو آل کا غم اور آپکو مال غم ہے اب دیکھین کسکے لیئے بہشت اور کسیکے لیئے جہنم ہے۔

قال غرض اونکی وہ مثل ہوی نہ دین کے نہ دنیا کے ازین سو ماندہ وازان سو راندہ

اقول یہہ مثل تو آپ اپنی بیتی کہتے ہین وہابی بنکر مسلمانونکی عقائد کو خراب کیا دنیا مین رہنے والے اسلام کو نقش بر آب کیا غرض جو دین کے رہزن دنیا مین مسلمانو کے دشمن اولاد حسن کہلا کر یزید کے پسر خواندہ ہین اونکی وہ مثل ہے نہ دین کے نہ دنیا کے ازین سو ماندہ وازان سو راندہ ہین۔

قال اور جو جاہل کہتے ہین یہہ امام کی تربتین ہین یہہ محض وہم اور غلط ہی حضرت امام کی ایک قبر ہے۔

اقول اور جو میان محمد فاضل تربتون سے قبرین سمجھتی ہین یہہ محض وہم اور غلط ہے ہر عاقل وجاہل تعزیہ اور تربتون کو نقل قبر امام سمجھتا ہے نہ اصل قبر جسمین جسم کا ہونا بالذات اور دیگر وہمیات جو بعد اسکے آپنے متفرع کیئے ہین لازم آئے بیشک فہم وفراست مین آپ ہنبقہ کے پیرا اور اس اولٹی سمجھہ مین آپ خود ہی اپنے نظیر مین بہلا یہہ کون کہتا ہے کہ حضرت امام کی متعدد قبرین ہین جو آپ فرماتے ہین کہ حضرت امام کی ایک قبر ہے پہر اسپر بہی نہین صبر ہے اور زیادہ باتین بناتے ہین کے گذری عقل پر اور آفت لاتے ہین۔

قال کسی کتاب مین ایک شخص کی دو قبرین بنانا نہین آیا ہے بہلا یہہ ہزار دو ہزار قبرین ایک شخص کی کہان درست ہوسکین۔

اقول بے شک ایکی باتون پر شیکلے ہنستے ہنبقہ روتا اگر آپکے ساتھہ ان باتونکا اجماع ہوتا صاحب نقل قبر کو اصل ٹھہرانا اور اوسپر یہہ باتین بنانا آپ ہی کا کام ہے

اگر ایسی بات کوئی اور کہتا تو آپ ہی کہتے کہ اسکو مالیخولیا یا سرسام ہے خیر ہم یاد
دلاتے ہین کہ یہہ ہزارون تعزیئے نہین بلکہ ایک مزار مقدس کی ہزارون نقلین ہین
جو خاص ہمین نے نہین بنائی ہین بلکہ سلف سے یون ہین بنتی چلی آئی ہین منظومہ جامی
دلائل الخیرات روضۃ الاحباب جذب القلوب وغیرہ تصانیف اکابر و ثقات ملاحظہ
ہون کہ مزار فائض الانوار حضرت سید کونین و حضرات شیخین کی کتنی نقلین بنتی چلی جاتی
ہین اور خلفا عن سلف وہ باعتبار انتساب الی الاصل واجب التعظیم شمار کیجاتی ہین
آپ کسی ایک ہی کتاب کو جسکے ہم نے اتنی کتابونکا پتا بتایا اب مانئے یا نہ مانئے آپ جانئے
قال اس مقام مین سنا ہے کہ بعض احمق یون کہتے ہین کہ امام کی ایسی مثال ہے
جیسے آفتاب کہ باوجود ہونے ایک مقام کے سب جگہہ اوسکی روشنی موجود ہے۔
اقول یہہ کہنے والا احمق نہین بلکہ اولٹا سمجھنے والا احمق ہے قائل کے کلام سے مثل
سپیدۂ صبح روشن ہے کہ تشبیہ آفتاب سے اوسکا صرف یہہ مقصود ہے کہ جیسے
آفتاب کا جرم ایک جگہہ اور روشنی اوسکی ہر جگہہ ہے اسی طرح وجود ذیجود امام گو
ایک ہی مقام پر ہو لیکن اونکے نور کا ہر جا ظہور اور روشنی اونکی ہر جگہہ موجود ہے
اور جس چیز کو امام سے انتساب زیادہ ہے اوسیقدر اونکے نور کا انعکاس بھی
اوسمین زیادہ ہے اسیوجہہ سے تعزیہ تربت ضریح تابوت علم امام باڑہ وغیرہ
جتنے منتسبات امام ہین اون سبکی تعظیم موجب اجر عظیم ہے۔
قال کیا بات بڑی قابلیت خرچ کے سوال و جواب مین زمین و آسمان
رات دن کا فرق ہے۔
اقول حضرت خفا نہو جیئے آپکا سوال ہی بے تکا ہے آپ اپنی دانشمندی سے
تعزیونکو قبرین سمجھیے اور اوسپر تو یہہ تودہ طوفان اوٹھایا آگے چلکر قبرونکو جسد
لازم بتایا اوسپر کسی قائل نے اس کلام لاطائل پر آفتاب کی تشبیہ سے آپکی تنبیہہ کی

کہ یہہ تو ہرگز نہین نقل تو ہے اور چونکہ نقل کو بھی آپکے ساتھہ انتساب ہے اور حسب منظور
الامر گو مثل آفتاب ایک ہی مقام پر ہو لیکن اوسکی روشنی ہر جگہہ موجود خصوصًا
منتسبات مین اونکو نور کا زیادہ تر ظہور ہے واہ کیا بات بڑی قابلیت کی خرچ
کے سوال و جواب مین زمین آسمان رات دن کا فرق بتایا لیکن سوال کی غلطی
رفع کرنے کا کچھہ خیال نہ آیا۔

قال اول قیاس غائب کا شاہد پر درست نہین۔

اقول اسلئے اور تشبیہات مین قیاس غائب کا شاہد پر بہت آیا ہے مگر افسوس
کہ آپنے علم بلاغت کو ملاحظہ ہی نہین فرمایا۔

قال دوسرے حضرت امام بشر کا وجود رکھتے تھے جوہر شمسی نتھا۔

اقول آپکے قیاس تک تو ہمکو خاموشی تھی لیکن اب حمیت اسلام کی گرمجوشی
ہے یہہ آپنے امام پر ہی نہین بلکہ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر طعن کیا حضرت پیغمبر
بھی بمقابلہ کریمہ قل انما انا بشر مثلکم بشر کا وجود رکھتے تھے پہر جیسا سامنے
ویسا ہی پشت جسطرح روشنی مین اوسی طرح تاریکی مین کیون دیکھتے تھے
زمین سخت بلکہ سنگ سخت پر نشان قدم اور بمقام نرم مین اوس نشان کا
عدم کیون ہوتا تھا اس سے بڑھکر معراج مین جسم شریف افلاک مین کیونکر در آیا
سطح خاک نے اوس جسم پاک کا سایہ کیون نہ پایا اب فرمایئے پیغمبر کے وجود
بشری سے ان خوارق امور کا ظہور ہوا یا نہین اگر ہوا تو پھر امام کے وجود
بشری سے جو بدعوائی حسینؑ منی مانند وجود بشری پیغمبر ہے کیون ایسے
امور کی نفی پر اصرار ہے اور اگر معاذ اللہ وجود بشری آنحضرت صلعم سے ظہور
ان خوارق امور کا نہین ہوا تو حضرت کی معراج شریف بلکہ نبوت ہی سے انکار
ہے پہر جب پیغمبر ہی کو نہین مانتے تو امام کو کب مانوگے غرض ان خرابیون سے

یہہ معلوم ہوا کہ آپ امام و پیغمبر کے مرتبہ ہی کو نہین پہچانتے وجود بشری کے دہوکے سے اونکو مثل سائر ناس جانتے ہین یہہ محض غلبۂ وہم اور سوء فہم ہے حضرت پیغمبر اور آل پیغمبر کو اور لوگون پر قیاس نہ کیجئے اتنا سمجھ لیجئے کہ شام و سحر شمس و قمر جن کی شعشعہ تنویر از کرۂ خاک تا عالم ملکوت و کنگرۂ افلاک سب کے سب صاحب لولاک اور دیگر آل کے طفیلی ہین وہ حضرات علت غائی کائنات ہین جو شمسی و دیگر جمادات کو اونکو وجود ذیجود سے کیا نسبت وہ اشرف مخلوقات ہین اگر ذوات مقدسہ حضرت پیغمبر و اہلبیت پیغمبر کا ظہور نہوتا دنیا تاریک رہتی شمس و قمر مین نور نہوتا اونکے وجودات مقدسہ کے کمالات اور خرق عادات اونکے ذو جہتین ہونے سے ناشی ہین وہ اسی وجود بشری مین متخلق باخلاق الٰہی ہین پس اونکے وجودات بشری سے جو متکیف بکیفیات صنایع و بدایع الٰہیہ ہین جسقدر امور غریبہ اور خوارق عجیبہ ظہور مین آئین وہ پیش اہل تحقیق قابل اذعان و تصدیق ہین اوسنے انکار نہ کیجئے لا نسلم کی نہ لیجئے ورنہ نہ اسلام ہی باقی رہیگا نہ دین۔ وما علینا الا البلاغ المبین

قال قبر ہونیکو جسد لازم ہے ایک جسد لاکہہ جگہہ تقسیم نہین ہوسکتا۔

اقول قبر ہونیکو جسد لازم ہے تو ہو نقل قبر کے واسطے تو کچہہ بہی لازم نہین پہر ایک جسد کی لاکہہ جگہہ تقسیم کیونکر ہوئی سے عبث عبث تمہین اس اضطراب نے ڈالا ہے سمجہہ کے پہیر نے کیا کیا عذاب مین ڈالا۔

قال اور جب امام مثل آفتاب کے اس جہان مین طلوع و ظاہر ہے تب تو جسم یا روح ہر ایک جگہہ موجود ہوتا تہا اب بعد فوت کے کہ حکم غروب آفتاب کا پکڑا غروب رات کو دہوپ نکلی۔

اقول ہم کہہ چکے کہ اجسام مقدسہ حضرت پیغمبر و امام کا قیاس اور اجسام پر

باوجود خارق قیاس مع الفارق ہے یہہ محض انوار الٰہی ہین وجود بشری بھی ہین
انکا نور مجسم اور بعد انفکاک قالب عنصری علائق جسمانیہ سے مجرد ہے انکے
اجسام طاہرہ کے خواص مافوق اجسام بشریہ ہین ان شموس سماء نبوت
کے واسطے صعود و نزول طلوع و افول مین ایک حالت ہے انکی موت و حیات
زندگی و وفات کی ایک کیفیت ہے حضرت امیر آن حضرت صلعم کو جب غسل
دیتے تہے تو آپ اودہر سے اودہر خود کروٹ لیتے تہے اور شہدا تو بحکم خدا بعد
شہادت بہی زندہ ہین اور سید الشہدا کو اونکے جد بزرگوار کی برکت سے
خدا نے مثل دیگر حضرات یہہ قدرت عطا فرمای ہے کہ جسطرح وہ حالت حیات
مین ہر ایک جگہہ موجود ہو سکتے تہے بعد شہادت و وفات بہی وہی قدرت
ہے آپکو بسبب فقدان عرفان اہلبیت اونکی حالات و کمالات علیہ و جلیلہ
حیرت ہے ناحق وہم نے گہیرا ہے وہان اگر اونکو معجزہ سے رکاوٹ ہوئی ہے
نکلی تو مثل معجزہ رد شمس کچہہ تعجب نہین مگر آپکی آنکہون مین وہم کا اندہیرا ہے
قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ امام کی یہہ سچی قبرین ہین یا جہوٹی اگر تم سچے
ہو تو کہدو کہ جہوٹے پر لعنت کہ ہم بیش باد کہین۔
اقول ہم تمسے ہزار بار کہہ چکے ہین کہ یہہ قبرین نہین اصل مزار کی نقلین ہین
اگر ہم انکو قبرین کہتے تو البتہ آپکا سوال لائق جواب ہوتا اور اب تو یہہ سوال بالکل
مہمل ہے بیشک اگر لوگ دیکہین گے تو کہین گے کہ سائل کے دماغ مین کچہہ خلل ہے
اب اگر آپ نقل قبر کو قبر ہی کہے جاتے ہین تو ہم آپ سے پوچہتے ہین کہ خط
قبر والدین در حقیقت قبرین ہین یا فقط خط آپ تو قبرین کہین گے یہہ صحیح قبرین
ہین یا غلط یا جہوٹی قبرین ہین یا سچی پکی ہین یا کچی اگر تم سچے ہو تو کہدو کہ
جہوٹے پر لعنت کہ ہم بیش باد کہین بلکہ یہہ اور ستر بار کہین کہ بیشمار آپکے

نزدیک مستحق اس کلمہ کا ہے یا نہیں چونکہ شیعوں میں صاف صاف اور اہل سنت میں کچھ اقل قلیل کا اسمیں اختلاف ہے اور آپکا مسلک دونوں کے خلاف ہے تو غالبا آپ بجماعت یزید ضرور اسکی نفی فرما دینگے اور خود ملا یزید بنجا دینگے جنہوں نے عدم جواز لعن یزید کا فتوی دیا اور بعض علما نے اس لطیف فقرہ سے اوسکو بیان کیا کہ صد بر یزید وصد دیگر بر مزید افسوس آپ تو خودہی مآمیر بنیں اب بیش باد کون کہے

قال اتنے کہنے سے کہ یہ امام کی قبر ہیں ایسا کیا اگیا کہ اسپر سلام و تعظیم اور فاتحہ اور درود ہونے لگا۔

اقول اس مسئلہ کو پہلے تو خدا سے پوچھیے کہ اوس دستہ گیاہ میں ایسا کیا اگیا کہ حضرت ایوب کی قسم سچی ہوگئی پھر جناب رسول خدا سے پوچھیے کہ کیوں حضرت اتنا کہنے سے کہ یہ خط قبر والدین ہے ایسا کیا اگیا کہ اوسپر بوسہ دینے اور تعظیم کرنے کا حکم ہونے لگا اور سائل نے یہ مزا لوٹا کہ قسم کے جھوٹے ہونے سے سخت چھوٹا پھر اون علمائے کرام سے جو تعزیہ شریف کی تعظیم و تسلیم کا حکم دیتے تھے اوسکے سامنے ادب سے استادہ ہوکر تسلیم و تعظیم اور فاتحہ و درود ادا کرتے تھے پھر اپنے مولوی اسمعیل سے پوچھیے کہ ان سب بزرگواروں کے بدلے وہی آپکو اسکا جواب اسطرح باصواب دینگے۔ کہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر اوست یعنی اموریکہ باان مناسبت خاص دارد الخ چونکہ تعزیہ و ضریح و تخت و تابوت و علم وغیرہ یہ سب حضرت امام سے خاص نسبت رکھتے ہیں اور آپکے شعائر سے ہیں اور حسب ارشاد علمائے کرام تعزیہ شریف موسوم بنام نامی امام اور اوسکی تعظیم و فاتحہ تعظیم و فاتحہ امام علیہ السلام ہے پس اتنے کہنے سے ایسا شرف اگیا کہ اسپر سلام اور تعظیم اور فاتحہ اور درود ہونے لگا اب اگر سمجھ جاؤ

کہیئے گا کہ ایسا کیا آگیا تو ہم بے شک سمجھینگے کہ آپکے پیٹ مین شیطان یا بیٹ مین ایمان سما گیا۔

قال اس وہم کو شیعہ عقل مین کہین اعتبار ہے کہ جو ہم کہدین کہ یہہ تیغا حضرت مرتضے علی کا ہے اور یہہ سیڑہی حضرت فاطمہ کی اور یہہ دروازہ کی چوکہٹ حضرت رسولخدا کی تو ہمارے کہنے سے سچ مچ انہین کے ہو گئے

اقول شعائر اور منتسبات وہ ہوتے ہین جنکو ایک مناسبت وخصوصیت خاص منتسب الیہ کے ساتھہ ہوتی ہے اور شرع اور عقل بہی اوسپر دلالت کرتی ہے پہلا سیڑہی اور حضرت فاطمہ اور دروازہ کی چوکہٹ اور حضرت رسول سے کیا مناسبت ہے جو آپکے کہنے سے سچ مچ انہین کی ہو جائیگی غرض جو آپ کہتے ہین ایسی ہی بے ڈہنگی کہتے ہین۔

قال غرض یہہ وہم ویسا ہے کہ جیسے چہوٹی لڑکیان گڈا گڑی بنا کر دولہا دولہن ٹہرا کر آپسمین اونکا بیاہ کرا دیتی ہین اور جانتی ہین کہ حقیقت مین یہہ بیاہ ہے۔

اقول دختران نابالغہ سے چونکہ تکالیف شرعیہ ساقط ہین اور جبلی نقصان عقل کے علاوہ یہہ سن ہی بے تمیزی کا ہوتا ہے بدین وجہ یہہ حرکت اور کہیل اونکا نہ لائق مواخذہ ہے نہ قابل اعتبار مگر افسوس ہے اون پیر نابالغ کی عقل پر جو چہوٹی لڑکیون سے زیادہ نافہم اور شعائر اسلام کو لڑکیون کے کہیل سے مثل کہتے ہین اسقدر مغلوب وہم ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قال اور لڑکی اور لڑکے کی گہوڑے سے گہاس کا کوڑا بنا کر سوار ہوتے ہین اور دوڑاتے ہین اور سمجہتے ہین کہ ہمارا گہوڑا ہے۔

اقول لڑکو کی اس لکڑی کے گہوڑے پر کیون آپ رشک کرتے ہین آپنے ہی تو قبل اسکے ایک گہوڑے کی تصویر بنائی ہے اور پہر آپ ہی سواری کیجیے یا انہین لڑکو کی

طرح بانس کا گھوڑا بنایئے گھاس کا کوڑا ہاتھ مین لیجیئے خوب دوڑایئے لڑکون کی طرح
ہمارا گھوڑا ہی پوجتے جایئے گو اسمین ہنسی ہے مگر تھوڑی ہے اتنے دیکھنے والے
فقط اتنا کہین گے کہ یہ لیلی گھوڑی ہے۔

قال اور پوچھو تو اصل اس وہم کی ہندؤن سے ہے کہ وہ لوگ ٹھاکر کی مورتین
اپنے ہاتھ سے بنا کر خوش ہوتے ہین اور بجاے اصل کے پوجتے ہین۔

اقول شعائر اسلام اور کافرون کے اوہام مین زمین و آسمان حق و باطل کا فرق
ہے قبل اسکے یہہ مرحلہ بخوبی طے ہوچکا ہے اور آپکی غلطی ان تشبیہات مین قرار واقعی
ثابت کرادی گئی ہے اب پھر اوسکو مکرر ملاحظہ فرمایئے اور اس غلطی فاحش اور
اپنی جان و ایمان کی کاہش سے باز آیئے۔

قال سو تعزیہ دار اونسے بھی زیادہ احمق ہین مورتین درکنار یہہ قبرونکی صورتین
نقل کرتے قبر کا مرتبہ صورت سے کمتر ہے۔

اقول عجب عقلمند سے سابقہ ہے کہ جسکے دل کا غبار نکلتا ہی نہین سیدھی راہ
چھوڑکر سیدھی راہ چلتا ہی نہین شیطان جسقدر وسوسہ دلاتا ہے اوسیقدر
بہکتا جاتا ہے اجی حضرت تعزیہ دار احمق نہین بلکہ احمقون کو عقل سکھاتے ہین
دین کے طریقے خدا و رسول کے احکام بدون شبہات و اوہام جیسے خود سمجھے
ہین اورون کو سمجھاتے ہین دیکھیئے تعزیہ دار تو تعظیم نقل قبر مطہر حضرت امام
حسین حسب اجازت سید کونین بہ تقبیل قبر فرضی بلکہ خط قبر والدین صورت
اجر و ثواب جانتے ہین اپنے پیغمبر کا فرمانا سر آنکھون سے مانتے ہین آپکے زعم
باطل مین قبر کا مرتبہ صورت سے کمتر ہے حضرت فرماتے ہین کہ حکم تقبیل مین خط قبر قبر
کے برابر ہے پس ہم رسول کے حکم پہ چلتے ہین اور آپ دین مین نئے رنگ بدلتے
ہین کچھہ مضائقہ نہین لکھہ دینگے دل کی دین۔

قال غرض ایسی باتون مین یہہ ہندؤن کے بڑے بہائی ہین۔

اقول ہندؤن کے بڑے بہائی آپ ایسے ہرہابی اور سوفسطائی ہین۔

قال طرفہ تماشا ہے ہندون کو ہنستے ہین کہ دیکہو اپنے ہاتہہ سے صورت بناتے ہین اور تعظیم کرتے ہین اور آپکو نہین دیکہتے کہ ہم انسے کیا کم ہین۔

اقول حضرت سلامت جو ہندؤن کا راگ آپنے ابتدا مین بے تال وسر گایا تہا یہہ سب اوسکے بہارجی ہین چونکہ وہین آپکا طنبورا خراب یعنے اوسکا پول اچہا ہو چکا ہے لہذا اب پہر وہی تان نہ چہیڑیے اور باربار گزشتہ مسلمانون کے اعمال بحکم شارع و رجحان شرعی والقای ربانی کافرون کے افعال بخواہش نفسانی واغوای شیطانی ہین اونہین انہین ہیٹ کرو سے مرد آدمی اور ہہڑوے کا فرق ہے آپ مرد آدمی ہوکر تو ہہڑوون کا راگ نہ گائیے مسلمان کہلاکر تو اسلام وکفر کی باتین نہ ملائیے۔

قال یہہ ویسی بات ہوی کہ آپکو ہپ اور ونکو اخ تہو۔

اقول میٹہا ہپ اور کڑوا اخ تہو ہوتا ہے یہہ نئی بات کیا ہوئی۔

قال الغرض وہ اندہے ہین یہہ ہیئے کے پہوٹے۔

اقول الغرض وہ بہردم خیالی ہین اور آپ جہوٹے وہ اندہے ہین اور آپ ہیئے کے پہوٹے

قال اور کہتے ہین کہ ہم تعزیہ کو حضرت امام حسین کی محبت سے بناتے ہین اور اونکی دوست ہین

اقول سہی کیا شک ہے بہت سچ کہتے ہین یہہ حضرت امام ہی کی محبت کا ولولہ اور جوش ہے کہ دشمنون کے طعنے سنتے جاتے ہین مگر امام کی یادگاری کو تعزیہ ضرور بناتے ہین حضرت محبت وعداوت ایسی چیز نہین جو چہپائے سے چہپ سکے ہمارے حضرات اپنے دوستون کی علامت مین فرماتے ہین یحزنون لحزننا ویفرحون لفرحنا یعنے ہمارا غم اونکو محزون ومغموم اور ہمارا سرور اونکو

مسرور کرتا ہے دیکھو پہلے علامت محبت کی اپنے غم مین مغموم ہونیکی فرمائی کہ محبت
مین اسکا اثر زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر مومن محب اہلبیت ان حضرات کی
مصیبتون پر دل سے کڑھتا اور روتا ہے پس امام مظلوم کی مصیبت مین رونا رولانا
اعانت بکا اور ابکا کیواسطے تعزیہ بنانا امر ایمانی اور محبت خاص بلکہ کمال اخلاص کی
نشانی ہے اوسکی تعظیم عین محبت و تعظیم امام ہے (چنانچہ از فروع محبت مستلزم تعظیم
شعائر اوست) آپکے پیر کا ہی کلام ہے۔

قال بڑے جھوٹے احمق ہین کہیں دوست نہین ایسے لوگ امام کے دشمن ہین۔

اقول جھوٹے احمق امام کے دشمن وہ لوگ ہین جو امام کے شعائر مٹاتے ہین حضرت امام
کی سعایت یزید پلید کی رعایت کفار عنید کی حمایت کرتے ہین سبحان اللہ جو امام کے نام کا
تعزیہ بناوین اونکی مصیبت پر روئین رولائین دیگر شعائر امام سے آپکی محبت و شہادت کا
اعلان کرین یزید پلید کے مظالم سے اوس فاسق و فاجر پر طعن کرین وہ جھوٹے احمق
اور امام کے دشمن قرار پاوین اور جو بنیاد اسلام کو ہلائین اور امام کے نام کے ساتھہ نقل
کفر کفر نباشد مٹا دیو کو ہلائین تعزیہ شریف کو معاذ اللہ بت تعزیہ دار کو بت پرست
ٹھہرائین امام کی مصیبت پر نہ روئین نہ رولائین بلکہ رونیوالون کا منہہ چڑہائین وہ پکے
مطلق اور امام کے دوست بنجائین یہہ امام کے دشمن دوستون سے جلے اپنے تعصب
کیا اونچی چال چلے ہین خیر ہمین اسکا کچھہ غم نہین کہ یہہ انقلاب بہی حضرت امام کیطرف
نسبت بغاوت اور یزید کی طرف انتساب خلافت کے انقلاب سے کچھہ کم نہین۔

قال اگر آپ امام کی محبت مین سچے ہوتے تو اونکی وضع اور اطاعت اختیار کرتے۔

اقول واقعی محبت کا مقتضی یہی ہے کہ ہر امر مین رضا جوئی محبوب منظور رہے محبوب
کے غم مین مغموم اور اوسکی خوشی مین مسرور رہے حضرت امام خود فرماتے ہین انا
قتیل العبرۃ لا یذکرنی مومن الا بکی سو ہمنے رونے رولانے تعزیہ وغیرہ جو امور

با باحت شرعیہ معین گریہ وبکا ہین اونکے بنا ہمین حضرت امام کی اطاعت اختیار کی یزیدیون سکے طعنے سہے مگر اپنے امام کی محبت واطاعت سے غافل نرہے مگر آپنے اولٹی جہای امام کے ارشاد کی تعمیل تعزیہ شریف کی تعظیم وتبجیل خلاف اطاعت ٹہرای خیر اگر بفرض محال یہہ خلاف اطاعت بہی ہوتا تو بہی محبت مین کچہہ نقصان نہ تہا کہ محبت واطاعت مین لزوم نہین ہے آپکو معلوم نہین ہے محبت تو ایسی چیز ہے کہ اطاعت کیسی باوجود ارتکاب اکبر کبائر بہی نہین جاتی اور برے وقت مین بڑی کام آتی ہے اپنے رہے سہے اسلام کا پتہ نہ لگایئے مدارج النبوۃ مین عبداللہ ابن عامر کی کیفیت ملاحظہ فرمایئے جنکو بہر اکثر شغل شراب وکباب رہتا تہا لیکن بلحاظ صحابیت کوی اونکو کچہہ نہ کہتا تہا جب قلعہ خیبر فتح ہوا تب غازیون نے غنیمت بہت پائی ازانجملہ شراب کثیر بہی ہاتہہ آئی ابن عامر مفت کی شراب غنیمت سمجہکر خوب نوش فرمای بعض صحابہ نے بحضور آن حضرت اونکو لعنت وملامت کی آن حضرت نے صحابی زاجر سے فرمایا کہ ابن عامر کو زجر وملامت مت کرو کہ وہ خدا ورسول کو دوست رکہتا ہے انتہی دیکہیئے باوجود شرب خمر حضرت پیغمبر نے عامر کی نسبت خدا ورسول کے محبت کی تصدیق فرمائی اور صحابی زاجر نے سکوت کیا ابن عامر کو یہہ الزام نہ دیا کہ اگر رسول کی محبت مین سچے ہوتے تو اونکی وضع اور اطاعت اختیار کرتے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول کے نزدیک ابن عامر خدا ورسول کی محبت مین سچے تہے اور آپ اپنے دعوی میں نامہ جہوٹے چلئے ستے چہوٹے۔

قال یہان جو کوئی ایک مالزادی کو چاہتا ہے تو کیسی بڑے بڑے پٹے رکہا کر مستی دہڑی جما کر داڑہی گہٹا کر ہمیشہ آپکو بہڑوا بناتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اوس مالزادی کو یہہ بیسری وضع بہاتی ہے۔

اقول آہا اب ہم سمجہے کہ یہہ دنیا کی ناپاک محبت کا آپ ذکر رہے ہیں شاید آپکو ابن ملجم بہڑوی اور قطامہ مالزادی کا قصہ یاد آگیا ارے صاحب اوسنے تو وضع کیسی اوس

ما لزادی کی ناپاک محبت مین اپنا دین و ایمان ہی تج دیا جیسے آپ یزیدی ناپاک محبت مین اپنا دین و ایمان سمجھے بیٹھے ہین پس بمقابلہ پاک محبت خدا و رسول و آل رسول ایسی ناپاک محبت کا ذکر نہ کیجیے اسکو اپنے اور ابن ملجم ہی تک رہنے دیجیے۔

قال بھلا جب بیچیا ما لزادی کو خلاف وضع اپنی نہ بہاوی تو حضرت امام اپنے مخالف و ضم کو کسطرح دوست جانین گے۔

اقول استغفر اللہ ؎ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ آپنے دنیاوی ناپاک محبت اور دینی پاک محبت مین کچھ فرق نکیا دونون کو خلط کر دیا صاحب دنیاوی محبت کا ثمر اور دینی محبت کا اثر اور ہے حضرت امام اپنے مخالف وضع کو بفرض تسلیم اوسیطرح دوست جانین گے جسطرح حضرت رسول صلعم ابن عامر کو باوجود شرب خمر خدا اور رسول کا دوست جانتے تھے ان نفوس قدسیہ مین فقط دوستون کی حمایت نہین بلکہ دشمنون کی بھی رعایت تھی منافقین اشرار کی ایسی پردہ پوشی کی بجز دو واقفین اسرار حذیفہ و حضرت عمار اور کسی سے اونکا حال زار بیان نہ فرمایا یہہ مرتبہ بجز رحمۃ للعالمین اور اونکی آل طاہرین کے اور کسکے پاس ؎ دوستان راکجا کنی محروم ✤ توکہ با دشمنان نظر داری۔

قال امام کی محبت تو تب ہی صحیح ہوگی جب کوئی حکم شرع کا تابعدار رہے۔

اقول امام کی سچی محبت تو ہرحال مین صحیح ہے ہان یہہ بات ضرور ہے کہ اگر اس محبت کے ساتھہ حکم شرع کا بھی تابعدار رہے تو نور علی نور ہے۔

قال کفر و بدعت کو چھوڑ دے۔

اقول اگر بدعت کے معنی اپنی طرف سے نہ بنائیے جملہ محدثات کو اپنی اولٹی سمجھہ سے بدعت محض نہ ٹھہرائیے۔

قال کسی امیر فقیر مخالف شرع کی پیروی اختیار نکرے۔

اقول جیسے آپنے اپنے امیر یزید شریر فاسق سکیر کی پیروی اختیار کی۔

قال حکم خدا و رسول صاف صاف بیان کرے۔

اقول جیسے ہمنے صاف صاف بیان کر دیا۔

قال آپکے اولاد کی تعظیم سب سے زیادہ بجا لاوے

اقول پھر آپنے واقعہ جانکاہ اہلبیت یاد دلایا پھر ہمارے قلب مجروح پر ایک نشتر لگا دیا ہم نہین جانتے کہ آپکے نزدیک اولاد رسول کا کیا احترام ہے اور آپکی اصطلاح مین تعظیم کس چیز کا نام ہے اگر وہ تعظیم مراد ہے کہ جو شمر نطفہ حرام نے وقت ذبح سینہ معرفت گنجینہ امام علیہ السلام کی کی اور خولی بدانجام نے نیزہ پر سر مقدس سردار اہلبیت کرام کی کی یا جمال شتر بے نے بطمع کمربند زر یا انگشتر دست حق پرست دستگیر ہر نا و پیر کی کی یا آپکے امام معلوم یزید شوم نے بتقاضای کینہ آبای طشت طلای مین لب و دندان حسین مظلوم کی کی یا خود آپنے بنفاق خفی و بغض جلی اسمای متبرکہ حسین حسین اور علی علی کی کی تو آپ ہی اس تعظیم سے خوش ہو جیئے اور اسکی داد دیجیئے ہمکو اور سب مسلمانونکو اس سے معاف کیجیئے انشاء اللہ جو صلہ اس تعظیم کا ہے وہ محاسبان روز جزا آپکو اور آپکے ان پیرون شہیرون کو دین گے اور آپ پیچ و تاب کھا کھا اور پچھتا پچھتا کر لین گے اور اگر مراد تعظیم و تکریم واقعی ہے وہ تو ہم کیا سبھی دیندار کرتے ہین مگر آپکو اس زبانی بات بنانے سے کیا فائدہ کہ آپ تو اپنی اوسی تعظیم اصطلاحی اور اوسی ضلالت و گمراہی پر مرتے ہین۔

قال یہہ عجب محبت ہے ہزارون روپے بے حکم خدا و رسول کے اینٹ مٹی یعنی امام باڑہ اور ابرک بانس یعنے تعزیہ مین چوپٹ کرتے ہین۔

اقول اگر کوئی کافر ایسی طعن اسلام پر کرے کہ مسلمانون کے خدا و رسول سے یہہ عجب محبت ہے کہ ہزارون روپے اینٹ مٹی یعنے مسجدون اور روضہ رسول کے بنانے اور شیشہ و ابرک یعنے جہاڑ و کنول و قندیلین منگا نیمین چوپٹ کرتے مین تو آپ اس

طعن کو تسلیم کیجیے گا یا کچھہ جواب دیجیے گا وہی ہمارا بھی جواب ہے۔

قال اور سید دنکو دیکھتے ہین کہ ٹوٹے پھوٹے مکان مین پڑے ہوے فاقے کھینچتے ہین کیون نہو دوست ایسی ہی چاہیئن خاک مین ملادین اور ابرک و بانس مین لگا دین پر فرزند حسین کو ندین نہ کہلادین۔

اقول اب ہم سمجھے یہہ اپنے مریدون چھپے جولاہون پر آپکا غیظ و غضب ہے انعقاد تعزیہ داری کے پردے مین یہہ اپنے واسطے حسن طلب ہے تاکہ ایک پیسہ تعزیہ داری مین نہ لگادین اوہی دمڑی ٹکہ پیسا جو ہمت ہو وہ پیر کو اولاد حسن حسین سمجھکر چندہ کر کے آپ ہی کی خدمت مین پہونچا دین سو یہہ یقین اس حرکت مین کچھہ برکت نہوگی باقی جن اہل دول کو خدای عزوجل نے توفیق دی ہے وہ خیرات و مبرات عزاداری و خدمت سادات سب کچھہ کرتے ہین اور جنکو خیر کی توفیق ہے نہین وہ کچھہ بھی نہین کرتے

قال اور اس باتکو سمجھو کہ اگر دین مین کسی سنت و مباح کے کرنے سے کچھہ قباحت شرعی لازم آوے تو اوس سنت و مباح کا چھوڑنا لازم ہوتا ہے۔

اقول اسی طرح اس بات کو سمجھو کہ اگر دین مین کسی ایسے امر کے کرنے سے جس سے رونق دین اور شوکت اسلام کی بڑہ جاوے تو اوسکا کرنا لازم ہوتا ہے۔

قال چہ جائے اوس چیز کے کہ جسکی شرع مین کچھہ اصل نہو۔

اقول چہ جائے اوس چیز کے کہ جسکی اصلیت شرع مین باقرار فریقین پائی جائے اور وہ ہزار جگہہ بعنوان مختلف سمجھائی جای مگر آپ نہ سمجھین تو اوسکا کیا علاج ہے

قال بالفرض اگر تعزیہ بنانا اصل شرع مین مباح ہوتا تو بھی اب حرام ہوتا کسواسطے کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے اور شیطان کا بازار گرم ہوا۔

اقول تعزیہ بنانا تو سب مسلمان کے نزدیک اصل شرع سے مباح اور اوسکی تعظیم و تکریم موجب صلاح و فلاح ہے بالفرض اگر اصل شرع کے خلاف بھی ہوتا تو بھی اب

جائز ہوجاتا کسواسطے کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہون سے وہ ذوات الاعلام جنکا
پیشہ یکسب حرام ہے باز رہتی ہین اور شیطان اور مریدان شیطان کا بازار بالکل سرد
ہوجاتا ہے ہان اسی کے ساتھ یزید نافرجام اور جملہ اہل شام کے مظالم بھی ظاہر ہوکر
جملہ خاص و عام اونکی ظلم و جور سے ماہر ہوکر نا واقفون سے یزید و تابعین یزید کی محبت کا
علاقہ چھوٹا ہے رونق اسلام بڑہی بڑا کفر لوٹا شاید اسی سے آپنے برا مانا او حرام کرنا واجب جانا
قال ذرا آنکھہ کہولو ہوش سنبہالو کہ بڑا گناہ زنا ہے جسکا یہہ حال ہے کہ جتنے حرام
کار سال بھر مین اپنی مرادین پاتے ہین تعزیہ کے بدولت اسقدر دس رات دنہین کماتی ہین
اقول ہم نہین جانتے کہ یہہ کون حرام کار یزید پلید کے رشتہ دار ہین ہمنے تو بہت سی مسلمان
رنڈیونکو دیکہا اور سنا ہے کہ محرم الحرام مین بدولت تعزیہ داری فرزند خیر الانام
زنا و غنا کا نام بھی نہین لیتین دس رات دن اوباشون کو اپنے گہر آنے نہین دیتین
ہان فواحش بازاری یزید کی غمخواری ماتمیان امام شہید کی دل آزاری مین اگر سال بہر کے
بعد انہین دنون مین اپنی مرادین پاتی ہون اور خاص اس دس رات دن مین کماتی ہون
تو کیا بعید ہے پہر غم کیسا اونکو خوشی اور محرم کیسا اونکی عید ہے۔
قال بیگانے جوان مرد و عورت کا ایکجا جمع ہونا کہین عقل شرع مین درست ہے اور یہان
جب کثرت سے ہجوم ہوا تو مرد و عورت کا بدن سے بدن ملنا ضرور ہوا۔
اقول یہہ آپکا وہی اگلا افترا ہے زنان اشراف کا مردونکے مجمع مین آنا بالکل جہوٹ اور
تہمت ہے اوپر اسکا بیان ہوچکا ہے گستاخی معاف یہہ مجلس امام ابرار ہے بلاشبہہ
دہلی کا دربار نہین جسمین نقاب و حجاب یکقلم دور ہو ملاقات حکام کے بہانے کیلیے غزانہ
مردانے مین آنا ضرور ہو زیادہ مونہہ نہ کہلوائیے دل ہی دل مین سمجھہ جائیے یہہ اس تہمت
و افترا کی سزا ہے کردنی خویش آمدنی پیش۔
قال قبول کیا کہ تمہاری عورتین نیک بخت ہین مگر جب کم بخت سمجھین اور چہوڑین۔

اقول اونہیں نیکبختون کا یہہ صبر بعضی کمبختون پر پڑا شرماییے اور اب ہی اس تہمت و تہذیبی سے باز آییے گر آپکی حیا تو الولد سر لابیہ سے ظاہر ہے۔ صاحبزادونکی غیرت سراپا حیرت سے خلق خدا بخوبی ماہر ہے۔

قال اب یہان سوچو کہ اگر تمسے کوی کہے کہ اپنی عورتون کو جو بڑہیان ہون نماز جماعت مین عشا کے وقت بہیجو اور وہ سبکے پیچہے مسجد مین نماز جماعت پڑہ کر سلام پہیرتے ہی چلی جاوین کسی کو معلوم نہو کہ کون آیا اور کون گیا تو تم کہوگے ایسی باتین ناک کٹہاتی ہے اور اشرافون کی بی بیان مرو ونکو نا ہر نہین آتی ہین۔

اقول اگر مستورات ضعیفہ شریفہ وقت شب بغرض تحصیل ثواب جماعت امام متقی و عادل کے پیچہے کہڑی ہوکر اقتدا کرین اور سلام پہیرتے ہی چلی جاوین تو اسمین ناک کٹنے کی کیا بات ہے ہان آپکی ناک شاہس غیرت سے کٹجاے کہ اینٹ مٹی مین جو روپیہ چوپٹ کرکے مسجد بنائی اوس مسجد مین کیون گئین۔

قال سو وے تعزیہ کے دنون مین دس رات بہر ہزارون آدمیون کے روبرو جہان چار طرف روشنی ہورہی ہے اور سب اچہے برے لوگ کافر مسلمان موجود ہین تمہاری بہو بیٹیان ہاتہہ سے ہاتہہ ملائے کندہے سے کندہا رگڑتی کہلے خزانے زیارت کے بہانے پڑی پہرتی ہین۔

اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین کسقدر جہوٹ اور افترا اور بہتان ہے کہ جسکا کچہہ حساب ہی نہین سچ تو یہہ ہے کہ اگر جہوٹ بولے تو اتنا تو بولے۔ جہوٹ بولنے مین آپکی طرح بڑا پکا ہو کچا نہو ایسا مبالغہ کذب مین کرے کہ ساری تقریر مین ایک حرف ہی بہولے سے سچا نہو کیا کہتا آفرین صد آفرین سے این کار از تو آید و کاذب چنین کنند۔

قال اور بعضے قرمساق اپنے ساتہہ لیکر نکلتے ہین۔

اقول خصوصًا دربار مین تو ضرور ساتھی چلتی ہین۔

قال بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ یہان وہ ناک اژدہات کی ہوجاتی ہے کہ کاٹے نہین کٹتی یا وہ سد سکندر ہے کہ قیامت تک کوئی یاجوج وماجوج نہین گرا سکتا

اقول ہمسے کیا پوچھتے ہو او نہین میان سابق الالقاب سے تخلیہ مین نہین بلکہ عین دربار مین پوچھو کہ یہان وہ ناک اژدہات کی ہوجاتی ہے کہ کاٹی نہین کٹتی یا وہ سد سکندر ثانی ہے کہ قیامت تک کوئی یاجوج وماجوج نہین گرا سکتا بلکہ اگر قافیہ تنگ نہو بلکہ تثبیت اور درست ہو تو اتنا فقرہ اور بڑہا دیجیے کہ یا وہ بہو پال کا تال ہے کہ جسکی کوئی تہاہ پا نہین سکتا۔

قال کیون نہو خداوندا جو تیری غیرت نکرے اوسکی ایسی ہی بیغیرتی چاہیئے۔

اقول آمین بلکہ آمین بالجہر

قال جو تیرے در سے آشنا نہوا مثل سگ اوسکو دربدر دیکہا۔

اقول چونکہ وہ آپکے سگ نہین ہین مثل سگ آپ ہی کہیے ہم بجز اسکے اور کچہہ نہین کہہ سکتے کہ آپکو اور اونکو دونون کو سینے حوآب کی راہ پر دیکہا۔

قال اور بڑا گناہ خانہ جنگی ہے وہ بہی تعزیہ کے سبب اکثر ہوتی ہے محرم کے سپاہی مشہور ہین۔

اقول خانہ جنگی تو جاہلون کا کام ہے کچہہ محرم پر موقوف نہین جب آپ سمین مشٹ بہر ہوئی ذرا سی بات پر شجاعت دیکہانے اور جہالت جتانے کو لٹہ بیٹہہ یا کسی پیرو یزید نے کچہہ تعزیہ امام شہید کی بے ادبی کا ارادہ کیا اور اس فساد وعناد پر اپنے ساتہہ اور ونکو آمادہ کیا اور تعزیہ دار اسکے مانع ومزاحم ہوئے اور اس دورنگی مین خانہ جنگی ہوئی جیسا کہ آپنے کیا اور اوسکا پورا خمیازہ اوٹہایا شاید اس جگہہ دہی خیال آیا تعزیہ شریف کے ساتہہ تو کچہہ بے ادبی نکر سکے اب اوسکا یہہ قصہ ہے

لیا کہ تعزیہ مقدسہ سبب گناہ ہون اور خانہ جنگی وغیرہ کا سبب قرار دیا سبحان اللہ یہہ تو وہی بات ہوئی کہ جنگ صفین مین جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے شامیونکے ہاتھ سے شہادت پائی اور صحابہ طرفین کو حدیث عمار جلدہ ما بین عینی تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یاد آئی تو دونون لشکرونمین اسکا چرچا ہوا شامیون نے اپنی بغاوت چھپانیکو یہہ بات بنائی کہ قاتل عمار علی ہین جو اونکو لڑنے بہیجا اپنے ساتھ اس معرکہ مین لائے بعضے بزرگون سے نرہا گیا بیساختہ بول اوٹھے کہ سبحان اللہ اس اولٹی سمجھہ کی راہ سے تو قاتل حضرت امیر حمزہ خود حضرت پیغمبر خدا ہوے ویسی ہی اولٹی سمجھہ آپکی بہی ہے ہم نہین جانتے کہ یہہ کج فہمی آپ مین کیونکر آگئی اور شامیونکی روح خبیث آپکے قالب نحس مین کیونکر سما گئی

قال اور محرم کے بدولت جسقدر قتل شہر لکہنو مین ہوتا ہے سب جانتے ہین برس روز کے قصے قضیے انہین دونون محرم پر اوٹہا رکہتے ہین۔

اقول یہہ خام خیالی ہی بالکل جہوٹ اور لاابالی ہے لکہنو مین تو ان دونون کبہی کسیکی نکسیر بہی نہین پہوٹی ہماری عمر لکہنو ہی مین گذری ہمنے کبہی محرم مین کچھہ جہگڑا فساد بہی نہین سنا قتل کیسا لکہنو آپ محرم مین نہ کبہی گئے نہ آئے مگر گہر بیٹہے خوب ڈہرنگے اوڑائے واہ حضرت واہ ماشاء اللہ۔

قال اور قطع نظر گناہ کے کفر و شرک کیا کم ہوتا ہے کہ ہزار ہا خلقت تعزیہ کو سجدہ کرتی پہرتی ہے۔

اقول اسکو تو ہم مقدمہ رسالہ مین ذکر کر چکے ہین کہ سجود لغیر المعبود منہی عنہ ہے پس تعزیہ شریف کو سجدہ کرنا تو کسی مسلمان کا دستور نہین ہان کفرہ و اراذل وغیرہ کا مذکور نہین وہ شاید ایسا کرتے ہون پہر اونکے شرک پر تعزیہ شریف سے کیون مواخذہ کیا جاتا ہے اونکے گناہ کا الزام نقل روضہ امام کو کیون دیا جاتا ہے یہہ بفرض تسلیم ممانعت سجدہ غیر علی الاطلاق ہے والا علماء نے سجدۂ تحیت

غیر اللہ کیواسطے جائز جانا ہے پھر آپ پر سجدۂ تعظیمی تعزیہ شریف جو عوام کالانعام
کرین کیون شاق ہے چنانچہ لطائف اشرفی سے اس سرخفی کا زیادہ ظہور ہے
دیکھیے اوسمین سیہ طرفہ تقسیم و تعظیم مذکور ہے قال ابن عباس سجدۃ التحیۃ
بمنزلۃ السلام ولا باس بوضع الخد این بین یدی الشیوخ والسجدۃ
اثنتان سجدۃ العبادۃ وسجدۃ التحیۃ فالاول خاصۃ للہ تعالی والثانی
بوجہ التکریم فی خمس محل جائز القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک
والولد للوالدین والعبد للمولی فی کل حال یرخص واذا سجد الانسان
سجدۃ التحیۃ لا یکفر واذا سجد الرجل للامام والغیر وکان قصدہ التعظیم
والتحیۃ دون الصلوۃ لا یکفر ھذا کلہ فی فتاوی قاضیخان۔ انتھی۔ خلاصہ
اسکا یہہ ہے کہ ابن عباس نے کہا سجدہ تحیتہ بمنزلہ سلام کے ہے اور دونون رخسارے
روبرو شیوخ کے رکہنا کچہہ مضائقہ نہین اور سجدہ دو ہین ایک سجدہ عبادت
دوسرا سجدہ تحیت پہلا خدا کے واسطے خاص ہے دوسرا بوجہ تعظیم و تکریم پانچ
جگہہ جائز ہے امت کا پیغمبر کیواسطے مرید کا پیر کے لیئے رعیت کا بادشاہ کے
لیئے بیٹے کا ماں باپ کے لیئے غلام کا آقا کے لیئے ہر حال مین مرخص ہے اور انسان
سجدۂ تعظیمی سے کافر نہین ہوتا اور جب کوئی مرد امام وغیر امام کا بقصد تعظیم و
تحیت نہ بارادہ عبادت سجدہ کرے تو وہ کافر نہین ہوتا یہہ سب فتاوی قاضیخان
مین ہے انتھی۔ اس سے تو اراذل و عوام بلکہ شرفا و خواص انام کا اشخاص مذکورین کو
سجدہ تحیت کرنا جائز معلوم ہوا پھر جب پیغمبر و امام بلکہ مشائخ کرام و بادشاہ اسلام
وغیرہ ہمکو سجدہ تعظیمی کرنا درست ہے تو تعزیہ شریف کو عوام کے سجدہ تعظیمی کرنے
مین کیا گناہ لازم آیا جو آپنے اور سبکو چھوڑ خاص تعزیہ کی نسبت باوجود تنبیہہ
قاضی خان مفتی مین یہہ شور و غل مچایا۔

قال اوراوسکی (یعنے تعزیہ) کے آگے کہڑے ہوکر منت و مراد مانگتے ہین کوئی واہی اس تاپر سہرہ نشان چڑہاتا ہے کوئی جاہل عرضی لکہکر ایک بانس ہین لگاتا ہے کوئی بیوقوف زبانی ہی بیٹا مانگتا ہے۔

اقول اگر یہہ امور عوام کے بقصد توسط و استمداد ہین تو بلا شبہہ خالی از عیب و فساد ہین اگر تعزیہ شریف کو محل استجابت دعا سمجہکر بواسطہ حضرت امام خدائے منعام سے منت و مراد مانگتے ہین تو اسمین قباحت ہے بلکہ شرعًا اسکی اباحت ہے مدارج النبوۃ محدث دہلوی ملاحظہ ہو فرماتے ہین روایت کنند کہ فرمود آن حضرت صلعم چون متحیر شوید شما در امور یعنے برآمد کارہا پس مدد جوئید از اصحاب قبور۔ اب دیکہئے یہان تو اصحاب قبور سے عمومًا استمداد کا حکم عام ہے پہر تعزیہ شریف تو نقل قبر مطہر امام ہے جو لوگ اصل مزار مقدس سے دور ہین وہ نقل ہی کے وسیلہ گردانتے ہین معذور ہین ابہی چہرہ شریف کا رنگ نہ بدلیئے ذرا اور آگے چلیئے کہ استشفاع کا طریقہ اچہی طرح مفہوم ہو اور تعزیہ مقدسہ سے استمداد اور اوسکے ذریعہ سے طلب منت و مراد کا حال بخوبی معلوم ہو سنئے محدث موصوف بعد کلام سابق ارشاد کرتے ہین و تثبیت صورت امداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الہی بتوسل بروحانیت بندہ مقرب مکرم درگاہ والای او کہ خداوندا ببرکت این بندہ کہ تو رحمت واکرام کردہ او را برآوردہ گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را کہ ای بندہ خدا و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواہ از خدای تعالی مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار است تعالی شانہ و در وی ہیچ شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ انتہی پس حضرت محدث تو عمومًا ہر بندہ مقرب کے پکارنے اور قضای حاجت مراد اور شفاعت چاہنے کا حکم دیتے ہین پہر آپکو خاص ہمارے امام اور اونکی شعائر سے کیا

عداوت ہے جو اونکو خالق و مخلوق مین وسیلہ نہین لیتے ہین شیخ محدث کا الزام ہے کہ جو استشفاع مقربان خدا کو شرک سمجھے وہ منکر ہے سید مجیب کا کلام ہے کہ استشفاع ائمہ ہدی اور وسیلہ نقل تربت سید الشہدا مین جو کلام کرے وہ بدتر از منکر ہے ہماری تائید کیواسطے امام شافعی کا ارشاد کیا کم ہے جو فرماتے ہین کہ اجابت دعا کے واسطے مرقد مطہر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تریاق اعظم ہے اور اگر عبارت فارسی محدث کی سمجھنے مین کچھ دقت ہو تو کتاب مظہر العجائب کی یہہ عبارت ہندی بھی لکھی ہے کہ استعانت بغیر خدا اس طور پر کہ اوس غیر پر اعتماد کلی ہووے اور اوسکو عون الٰہی کا مظہر نجانے حرام ہے اور اگر التفات محض حق کی جانب ہے اور اوس غیر کو عون الٰہی کا مظہر سمجھکر اوس سے استعانت ظاہری کرین دور عرفان سے نہین اولیا انبیا بھی اس قسم کی استعانت غیر سے کرتے آئے ہین لیکن حقیقت مین یہہ استعانت بخدا ہے انتہی ہرگاہ جمہور اہل اسلام کا استعانت مذکور پر اتفاق ہے تو آپکا انکار صورت عناد و نفاق ہے۔

قال اور بعض احمق اوس لکڑی کی کہپاچون پہ کہ جسکو نہ گرمی لگے نہ سردی نہ اوسمین جان ہے ایک مورچہل لیئے گنگا پرشاد کیطرح کالکا صورت پر مکہیان ہانکتے ہین۔

اقول اب ہم سمجھے کہ آپکی پرستش کے واسطے گورایا کالا اگر ایسا نرالا بت چاہیئے کہ جسکو گرمی لگے سردی لگے اور جسمین جان ہو اور اس ٹھاٹھ کا لکڑی کاٹ کا بہی نہو پہر کیا ہوا انسان ہو وہ کون آپکے پیر سید احمد صاحب بریلوی جنکی سواری مین بکمال خلوص و جان نثاری مولوی عبدالحی و مولوی اسمعیل ذبکر و چیلے مورچہل لیئے ادہر اودہر چمنا داس اور گنگا پرشاد کیطرح تہنگ بلی کی صورت پر ہلاتے اور آپ اکیلے آگے آگے نرسنگا بجاتے چلے جاتے ہین بہلا اس تعصب کا بہی کچھ ٹہکانا ہے کہ میان اسمعیل صاحب تو تخت شاہی کی تعظیم کا حکم دیتے ہین اور آپ تعزیہ شریف کی نسبت کسقدر تعصب کی لیتے ہین

حالانکہ تخت بھی لکڑی ہے کہ جسکو نہ گرمی لگے نہ سردی نہ اوسمین جان ہے خیر یہہ تو
تخت سلطان ہے کعبہ معظمہ کو دیکھو جسکو حضرت خلیل نے بنایا اور اینٹ چونا پتھر لگایا
اور اوسکو نہ سردی لگے نہ گرمی نہ اوسمین جان ہے پہر کیون بشرط استطاعت اوسکے
حج کا وجوب اور وہ خود مطاف ہر مسلمان ہے حجر اسود بھی ایک پتھر ہے نہ اوسکو
سردی لگے نہ گرمی نہ اوسمین جان ہے پہر کیون سید انس وجان اور اونکی غلام سے
جملہ مسلمان اوسکا بوسہ لیتے ہین کوہ صفا و مروہ بھی پتھر ہین جنکو نہ سردی لگے نہ گرمی اور
اونمین جان ہے پہر کیون حضرت نے اونمین سعی کرنا لازم جانا اور کیون خدا تعالے
نے اونکو اپنے شعائر سے گردانا مساجد اہل اسلام مین بھی یہی اینٹ پتھر چونے
لکڑی کا سامان ہے جنمین نہ سردی اثر کرے نہ گرمی نہ جان ہے پہر کیون مسجد مین
نماز پڑھنے کا زیادہ تر ثواب اور اوسکا اجر حسیاب ہے قرآن شریف کی ہزار ہا
جلدین لکھی اور چھپی ہوئی موجود ہین جنکو آدمیون نے مٹی یا تانبے یا شیشے کی دواتون
اور لکڑیکی قلمون سے بانس کے کاغذ پر لکھا اور پتھرون پر اونکا نقشہ سیاہی سے جماکر
لکڑیکا تومین لگاکر چھاپا اب اس بانس کے کاغذ مین جسکو نہ سردی لگے نہ گرمی نہ
جسمین جان ہے کیون ایسی بزرگی آگئی کہ تمام مسلمانون کا دین وایمان ہے اور کیون
وہ ہر دیندار کے نزدیک واجب الاحترام اور حالت نجاست مین اوسکا مس کرنا
حرام ہے اب ہم آپسے پوچھتے ہین کہ آپکے اعتقاد مین کعبہ معظمہ کا حج کوہ صفا و مروہ
مین سعی مسجد و مین نماز جماعت قرآن شریف کی تلاوت واجب مستحب سنت ہے یا بسبب
اینٹ چونا پتھر لکڑی بانس ہونیکی بدعت در صورت اول بسبب اشتراک اصل دلیل
باضافہ دیگر توجیہ وتاویل تعزیہ شریف کے اباحت بھی اسی قبیل سے ہے پہر زنار
تعصب کو توڑ دیجیے اور تعزیہ شریف کی اہانت کو چھوڑ دیجیے اور در صورت ثانی پہر
یہہ تقریر وتذویر فضول ولایعنے ہے دین واسلام ہی سے موہنہ موڑیے ہمارے

کہنے پر کیا ہے آپتو پہلے ہی سے گنگا نہلائے اپنے بجرنگ بلی کی مورت پر دہونی رمائے بیٹھے ہین رہ رہکر اپنے بڑے بہائی ہندوٗن کا ذکر کیونکر نہ کیجیے کہ آپ اور وہ بسبب مخالفت اسلام ایک تہالی کے کہانے والے اور آخرت مین دونون ایکہی راہ جانے والے ہیں اور دینا مین بہی آپکے اسلام برائے نام اسیقدر بنیاد ہے جیسے اب متہرا کا نام اسلام آباد ہے۔

قال علے ہذا القیاس اور بہت رسومات کفر کے ہوتے ہین اگر ان سبکا بیان کیجیے تو ایک بحر طویل ہے۔

اقول رسوم کفر کے کچہہ بہی نہین ہوتے ہین جنکو آپ رسوم کفر کے سمجہے ہیں وہ مستحبات و محسنات شرعیہ ہین مگر آپکی سمجہہ کا پہیر اور اپنی سمجہہ کے آگے دوسر کی بات نہ سُننا اور حق و باطل مین تمیز نہ کرنا یہہ اور اوسپر اندہیر ہے۔

قال اب سچ کہو کہ جسکے سبب سے اسقدر گناہ اور شرک ہو اوسپر روح حضرت امام حسین علیہ السلام کی خوش ہوگی یا ناخوش اور خدا و رسول راضی ہونگی یا ناراض۔

اقول کہانتک سچ کہین آپ سچ مانتے ہی نہین بلکہ سوا جہوٹ کے سچ جانتے ہی نہین تعزیہ شریف العیاذ باللہ سبب گناہ و شرک نہین ہے یہہ نئی بات ہے کہ گناہ کوی کرے شرک مین کوئی گرفتار ہو اوسکے بدلے تعزیہ شریف مواخذہ دار ہو اسکا خیال نہین آتا کہ ایسا بیہودہ الزام اصل تک پہونچ جاتا ہے ذرا جذب القلوب کی یہہ عبارت دیکہیے آوردہ اند کہ یکے از عمال ردم خواست کہ بر حجرہ شریف بول کند بمجرد قصد آن چنان بر زمین افتاد کہ سرش ریزہ ریزہ شد۔ اب فرمائیے کیا حجرہ شریف ہی اوسکی گناہ کا سبب ہوا نعوذ باللہ منہ۔

قال ہم تمسے پوچہتے ہین کہ حضرت امام کے تم بڑے دوست ہو اور غمخوار یا جو امام زادگر اور خود امام تہے بہلا بتلاؤ کہ دوازدہ امام مین سے بعد امام حسین کے کسی امام نے

بہی تعزیہ بنایا ہے۔

اقول ہم تمسے پوچھتے ہین کہ علاوہ امام حسینؑ کے گیارہ امام اور حضرت امام حسین ملاکر بارہ امام تھے اسی معرفت پر دعوای محبت اہلبیت کیا جاتا ہے جو ائمہ اہلبیت سے ایسا اجنبی اور تعداد ائمہ اثناعشر کے یاد رکہنے مین اسقدر غافل اور غبی ہو وہ آن حضرات کی محبت بہی خوب یاد رکہتا ہوگا اب ہمکو یقین ہوا کہ سوائے سرکے دو تین نامون کے اور ائمہ اہلبیت کے نامون سے بہی آپ واقف نہین والا کبہی ہمت نہ ہارتے اور اپنے تونگر ساتہہ اونکو بہی پکارتے پہر کیف اون حضرات کو کچہہ تعزیہ بنانے کی ضرورت نہ تہی ہملوگ تعزیہ اس غرض سے بناتے ہین کہ ہمکو مصیبت امام مین زیادہ رونا آوے یہہ حضرات بغیر تعزیہ بنانے کے اسقدر روتے تہے اور امام مظلوم کا غم کرتے تہے کہ امکان بشری سے خارج ہے اگر ہم آن حضرات کی گریہ و بکا کی کیفیت لکہین تو برا اسد ایک کتاب تیار ہو لیکن ہم چاہتے ہین کہ آیندہ موقع مناسب پر بالاختصار کچہہ اسکا اظہار ہو۔

قال اور تاشے ڈہول اور مرثیہ کتاب اور مجلس وہی کرتے تہے۔

اقول اگر آن حضرات کے وقت مین مصائب امام مظلوم کا چرچا نہوتا اور وقتاً فوقتاً وہ ذکر نہ کیئے جاتے تو یہہ اخبار شہادت علماے شیعہ و اہل سنت کہانسے پاتے اور کتب مقاتل کیونکر تالیف فرماتے مگر آپ اپنی ضد اور جہالت سے نہ کچہہ دیکہتے نہ سنتے ہین ہر چیز کے انکار پر سر دہنتے ہین یہان بہی تاشے ڈہول کے ساتہہ مرثیہ کتاب اور مجلس کا بہی انکار اور اس انکار پر وہی اصرار ہے لہذا ہم آپکی ان شقوق ثلثہ کا جواب علحدہ علحدہ دیتے ہین دیکہین اب بہی آپ ہٹدہرمی کرتے ہین یا مان لیتے ہین۔ **جواب شق اول** تو اتنے ہی مین تمام ہے کہ تاشے ڈہول بجانا فعل عوام ہے شغل لہو و مزامیر مذہب اہلبیت میں حرام ہے **شق ثانی** مرثیہ و کتاب ہے جسکا یہہ جواب ہے کہ مرثیہ و کتاب سے تو یہی مراد ہے کہ نظم مین یا نثر مین مصائب امام بیان کرے سو اسکا چرچا تو حضرت پیغمبرؐ سے لیکر

ائمہ طاہرین اور صحابہ وتابعین بلکہ سلف سے خلف تک برابر چلا آیا ہے آن حضرت نے خود اپنے فرزند کا واقعہ حضرت جبرئیل سے سُنکر اپنے اہل بیت سے بیان کیا اور اہل بیت نے آپکی زبان سے یہہ مرثیہ سُنکر روتے رولانیمین آپکا ساتھہ دیا اسی بنا پر آن حضرت صلعم کی وفات مین اہل بیت وصحابہ نے مرثیہ کہے اور مرثیہ پڑھ پڑھکر روتی رولاتے رہے مدارج النبوۃ کی یہہ عبارت ملاحظہ ہو ہر کدام از اہل بیت آن حضرت و صحابہ عظام مرثیہ در وفات آن حضرت در سلک انتظام کشیدند اول ایشان فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بود کہ چون بعد از دفن بزیارت قبر شریف رفت خاکے از انجا برداشت و بدیدہ خود مالید و گریہ کرد و این شعر انشا نمود ~~ ماذا علی من شم تربۃ احمد ✣ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ✣ صبت علی مصائب لو انہا ✣ صبت علی الایام صرن لیالیا۔ اسی طرح تاریخ طبری مین ہے ورثتہ عمتہ صفیہ بمراثی کثیرۃ ورثاہ ابو سفیان بن الحرب ورثاہ صدیق وحسان ولقد احسن حسان یعنے آن حضرت کے غم آپکی پہوپہی حضرت صفیہ نے بہت سے مرثیہ کہے ابو سفیان اور حضرت صدیق اور حسان نے مرثیہ کہے مگر حسان کا بہت اچہا مرثیہ تہا اور ہر شخص کے ذکر مین اوسکے مرثیہ کے اشعار بہی لکہی ہین جنکو ہمنے بخوف اطناب چہوڑ دیا علی ہذا حضرت امام کی مصیبت مین جو حضرت رسول خدا صلعم اور دیگر انبیا وملائکہ اور جنون اور آدمیون نے آپکے مصائب بیان کیئے اور مرثیہ کہے ہین اون سب کا ذکر بالاستیعاب موجب طول کتاب ہے پہلے انکہین کہولکر مقتل نور العین اسفرائینی کو دیکہیے جسمین ایک موکل سر اقدس امام مظلوم کی زبانی ایک واقعہ جانکاہ طولانی مذکور ہے اوسکے بعض فقرات متعلق مانحن فیہ کا ذکر ضرور ہے وہ کہتا ہے فنزل آدم من الہواء واقبل الی الراس وسلم علیہ یعنے پس حضرت آدم اوپر سے اوترے اور سر مطہر

امام کے پاس آئے اور اوسپر سلام کیا و قال عشت سعیدا و قتلت طریدا عطشانا اور یہہ مرثیہ پڑہا کہ اے فرزند تو اپنی زندگی مین سعید تہا آہ تو وطن سے نکالا گیا اور پیاسا شہید کیا گیا یہہ مرثیہ پڑہکر حضرت آدم کرسی پر بیٹہہ گئے پہر اسیطرح حضرت نوح اور حضرت موسی اور حضرت عیسی تشریف لائے اور مثل حضرت آدم ان انبیا نے بہی سر مقدس پر سلام کرکے مرثیہ پڑہا اور کرسیون پر بیٹہے ثم جاءت سحابة اعظم من تلک السحائب ولہا دوی کدوی الرعد القاصف وسمعت خفقان اجنحة الملئکة حتی تزلزلت الارض پہر ایک بدلی اور بدلیون سے بڑہی آئی جسکی آواز مثل رعد کے تند و تیز تہی اور فرشتون کے پرون کی اسطرح آواز آتی تہی کہ زمین کانپی جاتی تہی فنادی منادا نزل یا ابا القاسم پس ایک منادی نے آواز دی کہ اے ابو القاسم اے محمد مصطفے صلعم تشریف لائے پس آنحضرت اس طرح اوس سر مطہر کے پاس تشریف لائے عن یمینه صف من الملئکة لا یحصیہم الا الله وعن یسارہ علی المرتضی وولدہ الحسن و فاطمة الزہراء داہنی جانب ایک صف ملائکہ تہی جنکا شمار سوای خدا اور کوی نہین جانتا اور بائین جانب حضرت علی مرتضی اور حسن مجتبی اور فاطمہ زہرا تہین فاقبل النبی صلعم علے الراس الشریفة واخذہا وضمہا الی صدرہ وبکا بکاء شدیدا پس حضرت نے بڑہکر اوس سر مطہر کو اوٹہایا اور سینہ شریف سے لگایا اور ڈاڑہین مار کر روئے اور یہہ مرثیہ پڑہا یا حبیبی یا حسین عشت سعیدا و قتلت طریدا و عطشانا اے میرے پیارے اے حسین تو اپنی زندگی مین سعید تہا ہائے تو وطن سے نکالا گیا اور بہوکا پیاسا شہید کیا گیا پہر پیغمبر نے وہ سر علی مرتضی کو اور علی نے فاطمہ زہرا کو اور سیدہ نے حسن مجتبی کو دیا اور ان سب بزرگوارون نے باری باری اپنے سینہ سے لگاکر یہی مرثیہ پڑہکر نوحہ کیا پہر حضرت پیغمبر کے یا حبیبی یا حسین

کہنے پر بے اختیار وہ آپکا زہر آمیز طعن خیز کلمہ نعرۂ یا حسین و دمدار یا د آگیا کیا
آن حضرت کی روح پر فتوح آپسے خوش اور راضی ہوی ہوگی کہ باید و شاید پہر سوکل
مذکور کہتاہے کہ اسکے بعد چاروں پیغمبروں نے حضرت خاتم الانبیا کو امام مظلوم کا
پرسا دیا اور السلام علیک ایہا الولد الصالح اعظم اللہ اجرك و قوی
صبرك واحسن اللہ عزاك کہکر رسم تعزیت کو ادا کیا پہر کہتاہے کہ یہہ سب
ماجرے مین نے اپنی آنکہوں سے دیکہا اپنے کانوں سے سنا اور مین جاگتا تہا انتہی
اسی طرح حضرت بیمار کربلا کے مرثیے جو آپنے کربلا مین شام مین مدینہ حضرت خیر الانام
مین پڑہے اور حضرت ام کلثوم کا مرثیہ وقت داخلہ مدینہ کے مدینۃ جدنا لا
تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا حضرت امام جعفر صادق کے احادیث جنکا
جنکو مرثیہ کتاب جو چاہیے کہیے اور وہ مرثیے جو حضرت امام رضا نے حمیری اور
دعبل سے پڑہوائے اور مرثیہ امام شافعی رحمہ تاوہ قلبی والفواد کئیب
علی ہذا اور بہت سے مرثیے ہواتف اور جنوں کے شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین
مین ذکر کیے ہین اور فرمایاہے ثم لما وقعت واقعۃ الشہادۃ وشہر امرہا بانقلاب
التربۃ دما وامطار الدم من السماء وہتف الہواتف بالمراثی ونوح الجن
وبکائہم الخ اسکا حاصل مولوی کرم احمد صاحب اونکے شاگرد رشید نے اسطرح
بیان کیاہے۔ فرشتگان آواز می داوند از عالم غیب بمرثیہ ہا تحران حضرت بلکہ
شہرت بخشید او سبحانہ واقعہ مذکورہ را باین وجوہ در قلوب مردم صغیر و کبیر بکار و
حزن مستمر را انداخت کہ ہمیشہ محزون و گریان می باشند وگاہے این اندوہ کہنہ نمیگردد
و این واقعات ہائلہ جانکاہ ہمیشہ درامت رسول مذکور می شوند بخواندن کتابہا و شنیدن
مشعر حالات و روایات صحیحہ واقعہ امام حسین و این امر تا روز قیامت باقی خواہد
بود در آسمانہا و زمینہا و در حاضران و غائبان و در خلق ناطق کہ زبان دارند و در خلق

حاجت کہ خاموش و بے زبان اندا انتہی۔ اب اس سے زیادہ اور شہرت اور مرثیہ و کتاب
کی کثرت کیا ہوگی اسکو فقط حضرات ائمہ اہل بیت کے مرثیے و کتاب کی تلاش تھی ہمیشہ تمام
مخلوقات کے مرثیے اور کتاب کہہ سنا ہو اور یہہ شاہ صاحب کا بیان اونہین میں شیعہ کا
گویا آخر سند ہے جو تا قیام قیامت سبکو رولائیگا اور بقول مولوی کرم احمد صاحب
صغیر و کبیر جوان و پیر سب اس حزن ستم سے ہمیشہ محزون و گریان رہین گے
مگر آپکو رونا نہ آئیگا تھیہ بعد مرثیہ و کتاب شق ثالث اپنے مطلب کی انکار کا بہی
مختصر جواب سنلیجیے کہ مجالس حسین قبل از وقوع واقعہ شہادت پہلے تو حضرت رسول
الثقلین نے کی چنانچہ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی مین ایک حکایت طویلہ مذکور ہے جسکا
خلاصہ بقدر ضرورت یہہ ہے کہ قبل از معرکہ حنین آنحضرت صلعم نے سفر کیا اثنا
راہ مین حضرت جبرئیل نے خبر شہادت امام جلیل آپ سے بیان کی آپ نہایت محزون
و مغموم ہوکر پہر مدینہ پلٹ کر لوگون کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لیگئے اور خطبہ پڑہا
اور واقعہ شہادت حضرات حسنین بیان کیا پہر بعد خطبہ دست راست امام حسن کے
سر پر اور دست چپ امام حسین کے سر پر رکہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کہینچی اور
آسمان کیطرف دیکہکر کہا خداوندا مین محمد بندہ اور رسول تیرا ہون اور یہہ دونون فرزند
میرے بیجرم و خطا اشقیائے امت کے ہاتہہ سے شہید ہونگے اوسوقت تو اپنی
برکات ان دونون پر نازل کرنا اور انکو سردار شہدا گردانتا اور انکے قاتلونکی عمرین
قلیل اور انکو خوار و ذلیل کرنا جب آنحضرت نے اوس مجلس مین یہہ مرثیہ پڑہا تو سب
حاضرین رونے لگے اور صدائے گریہ بلند ہوئی اوسوقت پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ افسوس
کہ آج تم سب میرے اس بیان پر روتے ہو مگر جب یہہ واقعہ پیش آئیگا تو تم میری کسی
فرزند کی نصرت نہ کروگے انتہی اب ہم آپکو آپکی سنگدلی کی قسم دیکر پوچہتے ہین سچ
کہیے کہ جب آنحضرت نے حضرت امام کی زندگی مین فقط واقعہ شہادت حضرت جبرئیل

سے سنکر ایسی مجلس کی اور وہ مرثیہ پڑہا کہ اور ذکا کیا ذکر وہ لوگ بہی روئی گو جو وقت وقوع
واقعہ امام مظلوم کی نصرت کرتے پس اگر آن حضرت کی حیات مین یہہ سانحہ ہوتا تو آپ مجلس
عزا برپا کرتے مرثیہ و کتاب شہادت یعنے خطبہ مصیبت پڑہتے یا نہ مجلس کرتے نہ مرثیہ پڑہتے
آپ کہین یا نکہین ہمارا دل کہتا ہے واللہ ضرور کرتے پس جب خود آن حضرت نے مجلس
کی تو اماموں کی مجلس کرنیکا سوال بیکار ہے یہہ حضرات تو جبتک زندہ رہے اسی شغل و ذکر
مین رہے انکی مجلسون کے ذکر مین تو وہ مجلس کیسی گیارہ مجلسون کی گیارہ کتابین اگر
بنائی جاین تو بہی کافی نہونگی آپکو اگر خدا نے سمجہ دی ہے تو اسیقدر بہت ہے ورنہ
ہزار جلدین بہی کچہہ نہین من لا یکفیہ الیسیر لا یکفیہ الکثیر۔

قال الغرض یہہ سبکو معلوم ہے کہ اماموں کے وقت تعزیہ کا نام و نشان نتہا اور وے ہرگز ہرگز
کبہی کچہہ بہی تعزیہ کی رسم نکرتے تہے۔

اقول اسی طرح یہہ بہی سبکو معلوم ہے کہ حضرت پیغمبر کیوقت بہت چیزون کا نام و نشان
نتہا جیسے قرآن کا بموجب ترتیب موجود جمع کرنا او سپر اعراب دینا جیسے مسجدین اب
مروج ہین ویسی مسجدین بنانا مدرسے قائم کرنا کاروان سرا وغیرہ بنانا اور آن حضرت
ہرگز ہرگز کبہی کچہہ بہی یہہ باتین نکرتے تہے مگر بعد انکے ان سب چیزون نے رواج پایا علمای امت
نے انمین رجحان شرعی پاکر انکا استحسان کیا اسی طرح تعزیہ شریف گو اماموں کے
وقت مین نتہا مگر رونق عزا اور معین گریہ و بکا ہونے سے علماے امت نے اسکا
بنانا جائز و مباح جانا حضرات ائمہ بڑے رونیوالے تہے اونکو زیادتی سامان عزا کی
کچہہ ضرورت نہ تہی جو تعزیہ بناتے اونکی عزاداری اور ہماری گریہ و زاری مین اصل نقل کا
فرق ہے لہذا ہمنے سامان عزا بڑہایا افراط غم والم کیواسطے امام باڑہ تعزیہ علم سب کچہہ
بنایا جب ان سب امور کی شرعاً اباحت ہے تو پہر انکے بنانے مین کیا قباحت ہے

قال اب ذرا انصاف کرو کہ آجکل کے جاہل بیچارے شرافت کے مارے اماموں سے

بہی امام کے بڑے دوست ہوئے کہ انپر اپنی سبقت چاہنے لگے اگر اسمین کچہہ ثواب اور دوستی ہوتی تو کسی امام نے البتہ تعزیہ بنایا ہوتا۔

اقول تعزیہ دارون پر جہالت کا الزام جاہلون کا کام ہے ہم اماموں سے امام کے بڑے دوست نہین اونسے بہت چہوٹے اور پست درجہ کے دوست ہین اونپر سبقت نہین چاہتے بلکہ اونکا حکم بجا لاتے ہین حسنا و بیتر ہیں بقدر امکان نباہتے ہین لہذا ہمکو تعزیہ بنانے کی ضرورت ہے کہ ہماری واسطے زیادتی غم والم اور ثواب و دوستی کی یہی صورت ہے۔

قال اور ہندوستان کے سوا کسی ملک اسلام مین کوئی تعزیہ کے نام کو بہی نہین جانتا مکہ مین نہ مدینہ مین نہ روم مین نہ شام مین نہ توران مین نہ ایران مین پس معلوم ہوا کہ ہندوستان کے برابر کسی ملک مین امام کے دوست نہین۔

اقول بیانات سابقہ سے ظاہر ہے ہر مسلمان بخوبی اسر سے ماہر ہے کہ امام مظلوم کا غم والم وہ غم ہے جو مکہ مین مدینہ مین روم مین شام مین توران مین ایران مین گبر مین ترسا مین ہندو مین مسلمان مین جنگل مین کوہستان مین جنات مین ملائک مین زمین مین آسمان مین پایا جاتا ہے اصل اصول یہی غم ہے مگر عنوان و رسوم اوسکے ہر مقام مین مختلف ہین کہین ضریح کہین تابوت کہین تعزیہ بنایا جاتا ہے کہین خالی علم رکہہ جاتے ہین سب نیا سامان ہے ہر جا غم شاہِ شہیدان کا۔ مکہ مین مدینہ مین شاید کچہہ لوگ ویسے اب بہی ہون جنکو آن حضرت صلعم نے فرمایا تہا کہ تم میرے فرزند کی نصرت نہ کروگے پہر جب اونہون نے خاص امام ہی کی نصرت نکی تو اونکا غم کیون کہانے لگے تعزیہ وغیرہ کیون بنانے لگے۔

قال اول حضرت رسول اللہ کو اپنی زندگی مین حضرت امام حسین کے شہید ہونیکی خبر ہوئی تہی حضرت جبرئیل نے آکر اس واقعہ کربلا کی خبر کردی تہی تسپر بہی رسول خدا

نے کہین نہین فرمایا کہ ہر سال اس طرح کی تربتین گنبددار ابرک بانس وغیرہ سے بنا کر
و علم ہر شہر مین حضرت امام حسین کے نام کے بنایا کیجیو کوئی ضعیف حدیث بھی ارشاد ہوئی ہو
اقول اصل واقعہ چھپائیے مت تو فرمائیے کہ پیغمبر جلیل نے جب حضرت جبرئیل سے
اپنے فرزند مظلوم کا واقعہ شہادت سنا تو آپکا کیا حال ہوا اسکو ہم لکھ چکے ہین
جیسا غم والم رنج وملال ہوا پس جسطرح آن حضرت بعلم نبوت اون بعض باتون کو
جانتے تھے کہ میرے فرزند کی نصرت نکرین گے اوسی طرح سے غائبین کو بھی جانتے
تھے کہ وہ میرے فرزند شہید کی نصرت و محبت پر مرتے رہین گے بموجب حدیث جلیل
یجددون العزاء جیلاً بعد جیل ہر سال اونکی عزاداری کی تجدید کرتے رہین گے
اسوجہ سے رسول خدا صلعم نے نہین فرمایا اب آپکی سمجھ مین آیا علاوہ اسکے حدیث بھی
سن لیجیے کل شیء مطلق ای مباح حتے یرد فیہ النہی گو آپکے زعم مین تو بھی
نہو خیر ضعیف ہی سہی۔

قال کیسا تماشا ہے کہ بقول آپکے پیغمبر ذرا ذرا سی باتین کھانے پینے پاخانہ پیشاب
سفر و آداب کے تفصیل بتا گئے اور اس تعزیہ کا نام ایکبار نہ لیا۔

اقول اسکی وجہ ہم ابھی قبل اسکے بتا چکے پھر تعزیہ کے نام لینے کی کچھ ضرورت نہ تھی

قال اور مصیبت مین کہین مرثیہ اور کتاب و نوحہ پڑھنے کا حکم نہ دیا بلکہ خلاف
اسکے کہہ گئے اور کر گئے۔

اقول حضرت نے اپنے فرزند کی مصیبت مین مرثیہ بھی پڑھا گریہ و بکا بھی کیا نوحہ پڑھنے کا
بھی حکم دیا سب کچھ آپ کہہ گئے اور کر گئے جیسا کہ ہم نے اوپر بتا دیا مگر اسکا کیا علاج کہ آپ سمجھ کر
نا سمجھ بنے بسبب ضد اور جہالت کے منکر ہو گئے۔

قال اور حضرت مرتضے علی علیہ السلام کو بھی اس واقعہ کی خبر ہوئی تھی وہ بھی تعزیہ
بنانا نہین فرما گئے۔

اقول حضرت علی علیہ السلام گو تعزیہ بنانا نہین فرما گئے مگر جس بنا پر تعزیہ بنانا مباح ہوا یعنے رونا رولانا وہ وقت سفر صفین جا کر کربلا کی زمین پر پہونچکر خود روئے اور ابن عباس کو رولا گئے۔

قال نعوذ باللہ جو آجکل کے زمانہ کے دوستونکو ثواب کے کام سوجھے سونبی و علیکو بھی معلوم نہ تھے۔

اقول آجکل کے زمانہ کے دوست پھر اوس زمانہ کے دوستون سے غنیمت ہین نعوذ باللہ جنسے خود پیغمبر فرما دین کہ تم میرے فرزند کی نصرت نہ کروگے اور اونکو اس تنبیہہ کا کچھ اثر نہو وقت پر نصرت کیسی کوئی خبر نہو پس اونکو جو عذاب کے کام اور ہمکو جو ثواب کے کام سوجھے سو نبی و علی کو سب معلوم تھے۔

قال اور اس باتکو یقین کر جانو کہ حضرت امام کو یزید پلید سے مقابلہ کا یہی سبب تھا کہ وہ مردود بدعت اور خلاف شرع کے کام کرتا تھا اور امام نے محض خلاف شرع اور بدعت کے امور دور ہونے کے لیئے اپنا گھر بار جان مال سے فدا کیا۔

اقول اسی طرح اس بات کو بھی سچ مانو کہ اس مخلص خالص امام کو آپ سے مقابلہ کا بھی سبب یہی ہے کہ امام کے گھر بار جان مال فدا کرنے پر جسطرح یزید مردود خوش ہوا تھا ویسے ہی شعائر امام کی اہانت کرنے سے تم بھی خوش ہوتے ہو اور جسطرح امام نے اوس مردود کی بدعتین دور کرنے مین کوشش کی ویسے ہی تم شعائر امام کو ضد کی راہ سے بدعتین قرار دیکر اونکو مٹانے مین کوشش کرتے ہو کیا حضرت کے جان و مال فدا کرنے کا مسلمانون کے پاس یہی صلہ ہے کہ اونکا غم و ماتم نکیا جائے اونکے شعائر کو رواج ندیا جائے بلکہ پناہ بخدا اونکا نام مقدس ہنود کے اوتارون کے ساتھ لیا جائے یہی منزلت امام ہے حاشا یہہ مسلمانون کا کام نہین بلکہ بے ایمانون کا کام ہے۔

قال اب جو کوئی خلاف اور بدعت کے کام کر کے حضرت امام کو راضی کیا چاہے
تو وہ بمنزلت یزید مخالف اور دشمن حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے۔
اقول اسیطرح جو کوئی مستحبات اور مستحسنات شعائر امام علیہ السلام کو خلاف اور بدعت
قرار دیکر حضرت امام کو راضی کیا چاہے تو وہ بمنزلہ یزید مخالف اور دشمن حضرت امام
حسین علیہ السلام کا ہے۔
قال اور بھلا اپنی عقل سے بوجھو کہ اس تعزیہ کے بنانے اور مرثیہ کے گانے سے کیا حاصل
ہوتا ہے سوائے ذلت اور شکست اور ہتک ناموس امام اور بھی نکلتا ہے۔
اقول ۵ گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ۞ وز شما یک تن نہ شد اسرار جو۔ ہم ہزار بار
کہہ چکے کہ تعزیہ بنانا اور مرثیہ پڑھنا موجب گریہ و بکا اور مورث سامان عزا ہے رونا
رولانا طریقہ انیقہ حضرت رسولخدا و علی مرتضے ہے مرثیونمین اہلبیت کے مصائب یزیدیونکے
مصائب حضرت امام کے صبر و شجاعت کا بیان ہے امر واقعی کے ذکر مین نہ ذلت ہے نہ
کسر شان ہے حضرات انبیا بلکہ خود جناب خاتم الانبیا کے مصائب حضرت مریم کے نوائب
حضرت سارہ کی نسبت حضرت ابراہیم کے مقالات حضرت یوسف و زلیخا کے حالات
سب علاوہ دیگر کتب قرآن مین موجود ہین پس جو لوگ ماضی علیہم کے بیانکو اون بزرگوارونکی
ذلت اور ہتک ناموس سمجھین وہ منکر قرآن بلکہ خدای رحمن پر طعن کرنیوالا اور مردود ہین
قال کوئی جہان مین اپنے بزرگ اور دوست کی فتح اور بہتری دھوم دہام سے بیان
کرتا ہے یا شکست اور رسوائی تاشے اور ڈھول سے سر بازار بی بیون کے نام لے لے
ہنود اور مسلمان کے سامنے زبان پر لاتا ہے اور اسطرح ایکبار کہنے مین شرماتے
ہین پھر بہسون گذرے تمہین شرم نہین آتی بڑے بے شرم ہو تف ایسی بیحیائی پہ
سچ ہے ایسے ہی لوگ یزید کے بہاٹ ہین۔
اقول ہم کہانتک سمجھائین کتنی نظیرین لائین کہ انبیا اولیا صحابہ تابعین سبکے حالات

واقعی اور جو شدائد و مصائب کہ اونپر گذرے ہین اکثر قرآن مجید مین مذکور
اور بتفصیل کتب سیر و تواریخ مین مسطور ہین اور سلف سے خلف تک
کوئی مسلمان دیندار اون واقعات کے لکھنے اور بیان کرنے مین اون بزرگوارون
کی ذلت اور رسوای نہین جانتا مگر آپکی اولٹی سمجھہ مین یہی آگیا اور دلمین بہی
سما گیا اسکو خدا ہی نکالے تو نکالے واہ میان کتاب و سنت پر عمل کرنیوالے
ذرا قرآن مجید کو ہاتہہ مین لیجیئے پارہ دہم سورہ برات مین یہ آیہ کریمہ ملاحظہ کیجیے
ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم
الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین اور روز حنین جب تعجب مین
لائے تمکو کثرت تمہاری پس کفایت نکی اوس کثرت نے تمسے کسی چیز کی اور تنگ
ہوگئی تمپر زمین باوجود وسعت کے پس پلٹ پڑے تم پشت پہیرنے والے ہو کر
یہہ خطاب حقتعالے نے مجاہدین مومنین سے کیا ہے جو بموجب کریمہ والذین
آمنوا اشد حبا للہ بڑے خدا کے دوست تہے اور خدای تعالی نے اون بیچارون پر
جو سختی اور مصیبت پڑی تہی اوسکا بیان کیا پس یہہ ایک امر واقعی جیسا گذرا تہا
اوسکا بیان تہا دوست کی ذلت اور رسوای کا بیان نہ تہا اسلیئے کہ بمفاد آیہ
شریفہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین خدا نے اونکو عزت دی تہی اور
وہ مومنون کو عزت دیکر ذلت نہین دیتا مگر آپ کا ہیکو مانیئے گا خدا سے بہی ہی
ضد کی ٹہانیئے گا کہ کوئی جہان مین اپنے دوست کی فتح اور بہتری دہوم دہام
سے بیان کرتا ہے یا شکست اور رسوای اور بلی ہیون کے کوئی نام لیتا ہے
اور احسنت فرجہا کہتا ہے خصوصا قرآن مین جسکو جملہ مسلمان ہر روز پڑہتے
ہین اور قیامت تک پڑہین گے اور ذکر کرین گے بڑے شرم کی بات ہے بہر
اسکا جواب خدا ہی آپکو دیگا۔

قال خدا جانتا ہے کہ ہندوونکو سنا ہے کہتے ہین کیا امام مسلمانونکو ہی ترجیح دینگے تب ہونگا

اقول تمکو یزید پلید کی روح خبیث کی قسم کہ تم اپنے اس پیشوا کی رعایت و حمایت مین کوسی دقیقہ امام مظلوم کی اہانت اور سعایت مین اوٹھا نہ رکہنا تم پہلے مقتولین جنگ بدر کا بدلا یزید کی طرح امام شہید سے دل بہر کے لیلو جو گت بنانا ہو بنالو سب دل کے بخارات نکالڈالو کہ اسکا جواب بروز محشر تمکو دیا جائیگا پہر تمسے سود کے ساتھ پورا انتقام لیا جائیگا خدا جانتا ہے بعضے منصف اور حق پسند ہندو تم ایسے مسلمان سے ہزار درجہ بہتر ہین ایسا کلمہ تو کوئی ہی نکہتا نہ کسی نے کہا ہے بلکہ برعکس اسکے ایک بڑا لائق اور قابل ہندو دیکہو کیا کہہ رہا ہے سنو بابو شاما چرن ایک نامی و گرامی ہندو اپنے ناگور لکچر ۱۸۷۳ء کے صفحہ ۸ مین تم ایسے وہابیون ہر بابیون امام کے دشمنون اونکی اہانت کرنیوالون اونکے شعائر کے مٹانیوالون کو سر تہذیب سے یہہ نوٹ دیتے ہین بہائیو دیکہو یہہ ایک غریب مظلوم کی عزاداری ہے مہمل وسوسون سے اوسکے مٹانے کی کوشش نکرو اور اس ذریعہ سے جو بندگان خدا کو اوس برگزیدہ خدا کے ساتھ جوش و ولولہ ہوتا ہے اوسمین کمی ہونے نہ دو ورنہ یہہ سمجہہ لو کہ یہہ بڑے مظلوم کا غم ہے اور یہہ بڑی صابر کی عزاداری ہے ذرا تہی آہ باوجود ادعای اسلام اپنی بے تہذیبی اور اوس ہندو کی تہذیب دیکہو اور شرماؤ تمہین شرم نہین آتی بڑے بے شرم ہو تف ایسی بیحیائی پر سچ ہے ایسے ہی لوگ امام کے دشمن یزید کے بہائی ہوتے ہین۔

قال اگر تمہاری باپ بہائی کا کوئی ایک تابوت بناکر تمام شہر مین نکالے اور آگے آگے اوسکے مار اور گالی کہانے کو بیان کرے اور تمہاری عورتونکو نام لے تو تم بیٹہ مارنے کو موجود ہو اور شرم مین ڈوب مرو اور حضرت امام کا اپنے ہاتہہ سے یہہ حال کرتے ہو کیا انصاف ہے جسمین اپنی ذلت ہو اوسمین امام کی تعریف بوجہو۔

اقول ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نبشتن شیر و شیر حضرت امام کی ذلت اور عداوت تو آپکی گھٹی مین پڑی ہے کسیطرح اونکی اہانت سے سیری نہین ہوتی دل نہین بہرتا مارگالی تک نوبت آئی اور ونکی حیلہ و بہانہ سے یہہ بہی کہہ سنا ہی آفرین خوب حق اسلام ادا کیا اجر رسالت قرار واقعی دیا ہگاہ آپکے پیشوا سے مرتاب عبدالوہاب نے معاذ اللہ اطلاق بت کا نسبت آن حضرت صلعم کیا تہ شریف آن حضرت کا صنم اکبر نام رکہا مولد شریف کو بتخانہ قرار دیا پہر آپ کیون چپ رہتے امام کا مرتبہ تو پیغمبر سے کم ہے اونکو جو چاہیئے سو کہیئے مگر یہہ ساری بے اعتدالیان اس راہ سے ہین کہ آپ انبیا اولیا کے مراتب نہین جانتے یا جان بوجہکر ضد پر مرتے ہین اونکے معاملات وحالات مخلوقات کے معاملات وحالات پر قیاس کرتے ہین یہہ بڑی بات ہے ؎ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ٭ بہلا علاوہ تابوت سکینہ کے کچہہ تابوت حضرت موسی کا حال بہی آپنے قرآن مین پڑہا ہے کاش حضرت امام کے تابوت کا بہی آپنے اسی تابوت پر قیاس کیا ہوتا حضرت ابراہیم خلیل پیشگاہ رب جلیل سے اپنے فرزند اسمعیل کے ذبح پر مامور ہوی حضرت مریم پر کیا کیا تہمتین کین جب خدانے اونکی پاکدامنی بیان کی تو مجبور ہوئے اب اگر کوی شخص اپنا لڑکا اپنے ہاتہہ سے ذبح کرے یا کوی عورت ناکتخدا حاملہ ہو کر مریم ثانیہ ہونے پر مرے تو اہل فہم ایسون کو برا جانینگے یا مثل خلیل الرحمن و مریم بنت عمران انکے قول و فعل بہی سچ مانینگے یہہ تو شاید آپ بہی نکہین کہ ایسے مرد و عورت بہی حضرت خلیل اور حضرت مریم کے برابر ہین پہر کیون انبیا اولیا اہلبیت کے حالات کو اور لوگون کے حالات پر قیاس آپ کرتے ہین اب بہی توبہ کیجیئے اور حفظ مراتب کا خیال رکہیئے۔

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ یہہ تعزیئین اور نعش بناکر اور کوچہ و بازار مین لیجا کر

کسکو دکہاتے اور سناتے ہو۔

اقول ہم تمسے کہتے ہین کہ فقط واقعہ شہادت کے اعلان اور اظہار کیواسطے ہم یہہ سب امور کرتے ہین تاکہ جہلا و عوام اور ناواقف اہل اسلام اس سانحہ سے بخوبی آگاہ رہین امام کی مصیبت پر روئین رولائین کسی دشمن امام کے دہوکا دینے یا ایسے رسالہ مہمل منع تعزیہ داری کے دیکہنے سُننے سے دشمن امام نہ بنجائین۔

قال اگر کسی سے فریاد کرتے ہو تو یزید یہی نہین ہے کہ ہم اسوقت اوس سے جاکر لڑین۔

اقول ہم سوائے خدا کے اور کس سے جاکر فریاد کرین گے جب روز قیامت دعوائے شہادت پیش ہوگا اوسوقت یزیدیونکے ساتھہ تمکو بہی ضرور یاد کرین گے کہ انکا رسالہ دوزخ کا قبالہ بہی ملاحظہ ہو جراحات تیغ وسنان کے ساتھہ جراحات لسان کا بہی مواخذہ ہو اور یزید کے ساتھہ آپ کیا لڑتے آپ تو اونہین کے ساتھیو نمین ہین جنکو حضرت نے فرمایا تہا کہ تم میرے فرزند کی نصرت نکروگے اسکے علاوہ آپکی شجاعت تو سکہون کے معرکہ سے ظاہر ہو چکی ہے واہ کیا کار نمایان کیا ایک پیر اور اونکے دو وزیر تو مرواڈالے اور آپ بیند ہا گہر کا راستہ لیا خیر لڑنا بہڑنا تو نجیسہی غنیمت تہا کہ تم عزائے امام شہید کی سعایت یزید پلید کی حمایت نکرتے اوس مردود کو اپنا مرشد نہ بناتے امام کی مصیبت پر روتے رولاتے اور جب یہہ کچہہ بہی نہین فقط باتین بنانا ہے تو ایسی مہمل باتون کو کون مانے گا اور کسنے ماناہے۔

قال اور اگر ناواقفونکو سُناتے ہو سینکڑون برس سے فضیحت کرتے ہو کوئی ایسا ہنوز اور مسلمان اب باقی نہین رہا کہ اسکو نجانتا ہو کیا سال بہر مین یہہ سب نقشے محرم کے بہول جاتے ہین۔

اقول استمرار عزا ہر سال اس مصلحت سے ہے کہ جو لڑکے پیدا ہوتے جاتے ہین

اونکے واسطے بہی عزای امام کی نصیحت اور اونکے دلون مین یزید کی ایسی سخت مظالم سے اوسکی فضیحت راسخ رہی۔

قال اور جو غم کے واسطے ہے تو اوسکی دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ روزہ اور غم کیلئے عقل اور شرع کے روسے کوی چیز بنانی درست نہین۔

اقول یہہ مرحلہ بہی اوپر طے ہو چکا ہے کہ رونے اور غم کے واسطے عقل اور شرع کے روسے اکثر چیز ونکا بنانا درست ہے پہر اب یہہ تکرار تحصیل حاصل اور بیکار ہے

قال دوسرے یہہ کہ اکیلے کیا خیال کر کے رویا نہین جاتا۔

اقول اب جا کر کہیلے یہی تو آپکا اصل مطلب ہے کہ اعلان شہادت و مصیبت امام مظلوم نہوا آپکے یزید پلید کے عیب چہپے رہین لوگ اوسکو برا نہ کہین سو یہہ ہونا نہین ایسے وقایع عظیمہ کہین پوشیدہ رہتے ہین آپ لاکہہ چہپائین مگر علمای کرام تو پکارکر کہتے ہین سر الشہادتین کی یہہ عبارت بچشم عبرت دیکہئے فقد بلغت نہایۃ الشہرۃ فی الملاء الاعلی والاسفل والغیب والشہادۃ والجن والانس والناطق والصامت اللہ اکبر امام کی مصیبت بہی عجب مصیبت ہے جسپر جن وانس ناطق صامت سب روتے ہین پس اکیلے چپکے چپکے کس کسکو رولائیگا اور یہہ شہادت کی شہرت جو تمام مخلوقات مین ہو رہی ہے کہانتک چہپائیگا۔

قال اگر یون کہو کہ ہمارے دل سخت پتہر ہین ہمکو اسطرح رونا نہین آتا تو یہہ تو تمہارا کیا ہوا بڑی مشکل بات ہوئی۔

اقول ہمکو ہر حال مین رونا آتا ہے یہہ وہ غم ہے کہ بے روئے رہا نہین جاتا ہے اون لوگون کے البتہ دل سخت پتہر ہین جنکو ایسے مظلوم کے غم مین بہی رونا نہین آتا ہے ہنسی آتی ہے عین عاشورہ ہے کو عید کیجاتی ہے۔

قال کہ جب ایک امام باڑہ بنے اور مرثیہ و کتاب اور تاشے و ڈہول بہت سی روشنی

اور روتے ہیں ایسے ہی پتھر بھی ہو تب کہان تمہین رونا آوے اور جو یہہ شرائط تمکو نہ ملنے تھے تو چپ رہیئے۔

اقول یہہ ساز و سامان سب اوسی شہرت اور اعلان کیواسطے ہوتا ہے جسکا تذکرہ اوپر ہو چکا مگر آپ اس شہرت و سامان سے گہبراتے ہیں اسکے تماشا بین کیا کیا باتین بناتے ہیں یہہ سنگدلی جملہ شرائع اسلام مین جاری ہو سکتی ہے کفار بہی آپکی طرح مسلمانون پر طعن کر سکتے ہیں کہ یہہ نماز پڑہنا تمہارا کیا ہوا بڑی مشکل بات ہوئی کہ پہلے قطب نما صحیح ہو اور جہت قبلہ خوب فکر و غور سے معین کریکے اینٹ چونہ پتھر لکڑی معمار مزدور وغیرہ جمع کیا جاوے اور مسجد بنائی جاوے اور اوسمین سب سے پہلے چھپا ایک مؤذن اذان کہے لوگ جمع ہون کوئی امام بنکر آگے کہڑا ہو تب نماز جماعت ادا ہوا اور جو یہہ شرائط تمکو نہ ملے تو تم نماز پڑہ چکے پس اسکا جواب جو آپ دیجیئے گا وہی ہماری طرف سے بہی سمجھ لیجیئے گا۔

قال افسوس ہمکو تمہارا اعمال خیال کرنے سے رونا آتا ہے اور تم سنگدلون جو توشہ صرف اپنے دل کی چاہ لگانے والون کو حضرت امام علیہ السلام کا خیال کرنے سے رونا نہیں آتا۔

اقول افسوس تمکو ہمارا خیال کرنے سے رونا آتا ہے مگر امام علیہ السلام کی مصیبتونکا خیال کرکے رونا نہیں آتا بہلا خدا کو حاضر و ناظر جانکر کہہ تو دو کہ کبہی مصائب امام خیال کرکے مجمع مین نہ سہی تنہائی مین تمکو رونا آیا ہے واللہ کبہی نہ آیا ہوگا دلیل اسپر خود فصل ثالث مین تمہارا کلام ہے کہ ماتم و مرثیہ دشمنون کے نصیب خدا دوستون کو خوش رکہے پس تم سنگدلون جہوٹون یزید کی فتح سنانیوالونکو حضرت امام علیہ السلام کی مصیبت مین خوشی ہوتے ہی رونا نہیں آتا ہے۔

قال اور تعجب یہہ ہے کہ برسون سے روتے ہو ابتک استقدر مشق نہین ہوئی

کہ اکیلے بیٹھ کر جب چاہو رو لو۔

اقول انعقاد مجالس اور اجتماع مومنین سے علاوہ شہرت واقعہ شہادت ثواب بھی
عظیم حاصل ہوتا ہے زینت عزای امام بلکہ رونق اسلام ہوتی ہے جیسا
اور مجمع شیعہ ذکر مصائب سنکر روتا ہے اکیلے بے سامان رونے اور اس مجمع سامان کے
رونے میں ویسا ہی فرق ہے جیسا فرادا نماز پڑھنے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے
میں فرق و تفاوت ہے اب آپ ہی انصاف سے کہئے کہ جماعت سے نماز پڑھنے
میں ثواب زیادہ ہے یا اکیلے پڑھنے میں۔

قال یہہ ہونا کیا ڈفالیون کا گانا ہوا کہ بے تیاری گائے گا ہی نہیں سکتے مگر یہہ
تمسے ڈفالیون کا گانا سہل ہے کہ ایک فقط رباتا درکار ہے اور تمکو جب
اور تاشے اور مرثیہ اور کتاب اور تعزیہ ملے تب تم رونے کے قابل ٹہرو۔

اقول ہم برابر کہتے آتے ہیں کہ ہم ہر طرح اپنے امام کے غم میں رو سکتے ہیں
مگر یہہ سب سامان علاوہ زیادتی ثواب فقط تمہاری غرض مٹانے اور تم اپنے
منکروں پر رعب شوکت اسلام اور زینت شعائر امام بڑہانے کو کرتے ہیں
یہہ تمہارا ڈفالیون کا راگ گانا یہہ مہمل رسالے کا رباتا بجانا ہو تو شاید ہو خلق خدا
اس کار خیر میں معروف ہو اور رونے گانے میں تو کوئی مناسبت نہیں
گانے کا البتہ ساتھ ہے پس آپ اپنے پیر میاں احمد مقتول کا مقتل گائیے اور
گت سے اپنے مریدوں کو نچائیے اور جی چاہے تو بڑے ڈھول اور تاشے بھی بجائیے

قال بلکہ اسمیں بھی شبہہ ہے کہ ہر مرثیہ پڑھنے والے سے رونا اور رقت حاصل
نہیں ہوتی جب کوئی بند سوز اور نئے مضمون کا مرثیہ اور میر علی سا پڑھنے والا
ہو تب کہیں تمہارے آنسو نکلیں تو نکلیں۔

اقول عبادات کی تکمیل اور ثواب کی تحصیل میں حضور قلب جزو اعظم ہے

مجلس عزا مین سامعین کو حضور قلب حاصل ہوتا ہے اگر ایک بچہ بھی ذکر مصائب کرے تو ہر شخص بے اختیار روتا ہے اسمین نئے مضمون کے مرثیے اور میر علی صاحب سے پڑھنے والے کی کچھہ حاجت نہین ہان چونکہ آپ اس ساز و سامان سے رونے رولانے جلتے ہین لہذا آپکے جلانے کو اگر کوئی بند سوز اور نئے مضمون کا مرثیہ پڑہا جای تو کچھہ مضائقہ نہین۔

قال لوگ تو بہت روتے ہین مگر اس ٹہاٹہہ سے کوئی نہین رویا۔

اقول اگر اس ٹہاٹہہ سے نہ روتے تو آپ جلتے کیونکر۔

قال بھلا بتلاؤ کہ تم بے مرثیہ اور تعزیہ کے روسکتے ہو یا نہین اگر روسکتے ہو تو اسی طرح خیال کرکے رو لیا کرو یہہ سب بکھیڑا محرم کا دور کرو کچھہ حاجت نہین۔

اقول ہمتو بتلا چکے کہ ہم ہر طرح روسکتے ہین مگر اس ساز و سامان سے رونیز اپنے لیئے زیادہ ثواب اور تمہارے لیئے زیادہ عذاب جانتے ہین پس یہہ محرم کا بکھیڑا وہی بکھیڑا ہے جسنے تمہارے دلی فساد و عناد کو جڑ سے اوکہیڑا ہے اب تم بتاؤ کہ تم بغیر جماعت اکیلے نماز پڑہ سکتے ہو یا نہین اگر پڑہ سکتے ہو تو اکیلے پڑہ لیا کرو یہہ سب بکھیڑا لوگون کے انتظار اور جماعت کے استقرار کا جانے دو اگر یہہ کہو کہ جماعت مین اکیلے پڑہنے سے زیادہ ثواب ہے تو بعینہہ ہمارا بھی جواب ہے۔

قال اور منصفے سے بولو کہ ایسے مقام مین قرآن کا پڑہنا بہت ثواب ہے کہتا ہے یا مرثیے کا گانا۔

اقول اب رہا نہ بیچ گا تا ہوتا ہے منع ذکر مصائب امام کے واسطے ایک اور نیا بہانہ ہوتا ہے سواب ڈونگی نہ لیجیے یہہ اونچ بھی جانے دیجیے قرآن پڑہنے مین بھی ثواب ہے اور ذکر مصائب امام مین بھی نظم مین ہو یا نثر مین اجر بیحساب ہے وہ کون مومن ہے جو ان دونون کار ثواب کا جازم اور دافع کرنیگا

عازم نہین مگر جو آپکا مطلب اس دہوکا دینے سے ہے وہ ہوگا اسلیئے کہ ایکا ثواب
کرنے سے دوسریکا ترک لازم نہین بلکہ اگر مجلس عزا مین قرآن و مصائب دونون
پڑہین تو نور علی نور ہے کہ قرآن و اہل بیت کا ساتھ حدیث ثقلین مین مذکور
ہے سمجھہ آپکی سمجھہ مین آتا ہے یہی وجہ ہے کہ تعزیہ شریف کے ساتھہ قرآن شریف
بہی رکھا جاتا ہے۔

قال اگر کہوگے کہ مرثیہ گانا تو ایمان مین خلل ہے اگر قرآن کا پڑہنا کہو تو مرثیہ
کے عوض قرآن ہی پڑہا کرو کہ تمکو اور حضرت امام کو ثواب ملے۔

اقول گانے بجانے مین تو آپ ہی کا جی لگتا ہے اور ایمان مین اونہین لوگونکے
خلل ہے جو فقط قرآن کو لیتے ہین اہلبیت کو چہوڑ دیتے ہین حضرت پیمبر نے
تو قرآن اور عترت کا تا قیام قیامت ساتھہ بتایا دونوکے نسبت لن یفترقا
فرمایا یعنے نافرمان بردارون نے اہل بیت کی عداوت مین دونون مین افتراق
نقشہ جمایا کہ روز محشر اس نافرمانی پیمبر کا عذاب ملے اب بہی توبہ کرو اور قرآن
اور مرثیہ دونون پڑہو کہ تمکو اور حضرت امام کو ثواب ملے۔

قال اگر کہو قرآن سے رونا نہین آتا تو ابوجہل ہو۔

اقول قرآن سے بہی رونا اونہین کو آتا ہے جنکے دل نرم ہین اور خوف خدا سے
اطاعت خدا و رسول اور اولوالامر مین سرگرم ہین اور جنکے دل سخت پتہر ہین
اونکو نہ قرآن سے رونا آتا ہے نہ مصیبت امام کے بیان سے اور ابوجہل کے کہنے کا
ہم برا نہین مانتے بلکہ صدر رسالہ مین جو ہم کہہ آئے ہین اوسکی رعایت لازم جانتے

قال قرآن مین تو ایسی مصیبتین بیان کی ہین کہ جس سے پہاڑ رولین تمام پیغمبر
اور ولی اور امام قرآن کو پڑہ پڑہ کر رولتے روتے آئے ہین۔

اقول قرآن مین یہہ کسکی مصیبتین بیان کی ہین کہ جنسے پہاڑ روئین نبی اولیا

شہید کربلا کی مصیبتین ہین چنانچہ آیہ کریمہ وما بکت علیهم السماء و الارض کی تفسیر مین بعض مفسرین نے لکہا ہے کہ حضرت امام کی مصیبت پر آسمان رویا اور اسکا سرخ ہونا اوسکا رونا ہے پہلے یہان تو خود آپنے اپنے موہنہ سے قرآن کو مرثیہ کہدیا ہیں اب اپنے موہنہ سے آپ قائل ہوجیئے ضد کی نلیجیئے جیسے قرآن پڑہتے ہین ویسے مرثیہ پڑہا کیجیئے کہ صاف سے اس مصیبت عظیم کے ذکر ہوتے آئے ہین آپ خود کہتے ہین کہ تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآن پڑہ پڑہکر روتے آئے ہین۔

قال تعزیہ بنا کر اور مرثیہ گا کر کوئی نہین رویا آدم سے ہمارے پیغمبر تک یہہ ایجاد رونے مین کسی نے نہین کی تمکو رونیکی تدبیرین خوب سوجہین۔

اقول مرثیہ تو آدم سے لیکر ہمارے پیغمبر تک سب نے پڑہا پڑہایا ہان چونکہ اصل معاملہ اونکے پیش نظر تہا کچہہ تعزیہ بنانیکی اونکو حاجت نہتی بدین وجہ نہین بنایا اور جیسے تمنے کہیل تماشا ہونے مین ایجاد کی ویسی ہمنے رونے مین کی مگر تمہاری ایجاد وہ خطا ہے جو معاف نہین اور ہماری ایجاد وہ صواب ہے جو شرع کے خلاف نہین۔

قال اور جو کہو معنی ہم نہین جانتے تو ترجمہ قرآن شریف کا تہوڑے دنون مین آجاتا ہے مرثیہ اور تعزیہ کے عوض کیون نہین پڑہتے کہ خبر دین و دنیا کا کام نبجائے اور رونا ہنسنا سب کچہہ آئے۔

اقول قرآن شریف مین تو بقول آپکے ایسی مصیبتین بیان کی ہین کہ جس سے پہاڑ ہو مین پس پہاڑ سے زیادہ سخت پتہر کونسے دل ہین جنکو رونے کی جگہہ ہنسنا آوے پس معلوم ہوا یہہ آپکا ترجمہ خلاف قرآن ہے اسمین رونے کا نہین بلکہ ہنسی کا بیان ہے پس ایسا ترجمہ آپ ہی پڑہئے ہمکو حضرات اہلبیت

کے طفیل سے جو تحقیق قرآن ہین بہت صحیح معنے معلوم ہین کچھہ آپکی اس ٹہنگڑ سے ترجمہ کی حاجت نہین جس سے قرآن کے ساتھہ مرثیہ اور تعزیہ کا ہونا نفاق اور قرآن و اہل بیت مین افتراق ہو۔

قال اور اوسکو حضرت امام علیہ السلام بہی ہمیشہ پڑہتے رہتے ہین۔

اقول ہم نہین جانتے کہ اوسکو کی ضمیر آپنے کدہر پہیری اگر مرجع اسکا قرآن مجید ہے وہ تو پہلے ہی آپ کہہ چکے کہ تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآنکو پڑہ پڑہکر روتے آئے ہین اور اگر مراد آپکا ترجمہ ہے تو کیا آپکے زعم ناقص مین معاذ اللہ امام بہی معنے قرآن نجانتے تہے جو ترجمہ کی ضرورت ہوئی یہہ تو کہلی کہلی قرآن و اہل بیت مین افتراق کی صورت ہوئی۔

قال اور اگر کسیکو اس مقدمہ مین شبہہ گذرتا ہو کہ مرثیہ تو درست ہے دیکہو حضرت بی بی فاطمہ نے اپنے باپ کے غم مین کئی بیتین کہی تہین اور حضرت امام کے غم مین بہی جن وغیرہ سے روایت ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ ہمارے اور اونکے درمیان اس بات مین اتنا فرق ہے جسقدر رونے اور ہنسنے مین اسکی اتنی حقیقت ہے اپنی تنہائی کے بیان اور میت کے اوصاف مین دو ایک شعر بے اختیاری سے بلا قید کبہی موہنہ سے نکل گئے۔

اقول آپکا جواب بالکل پوچ اور ناصواب ہے جناب سیدہ علیہا السلام نے دو ایک شعر نہین کہے اور نہ معاذ اللہ بے اختیاری سے بلا قید اونکے موہنہ سے نکل گئے بہت سے مرثیے آپکے جو اپنے پدر بزرگوار کے غم مین کہے اور پڑہے ہین وہ کتب فریقین مین موجود ہین۔ علیٰ ہذا ہواتف اور جنون کے مرثیے جو امام کے غم مین ہین بتواتر سر الشہادتین وغیرہ مین وارد ہین جنکی تفصیل اوپر لکہہ چکے ہین کچھہ اعادہ کی ضرورت نہین اور ہنسنا تو آپکی عادت ہی خصوصًا

امام کے غم مین ہنسنا تو آپکی سعادت اور عبادت ہے مگر یہہ سمجہہ لو کہ ہنسنا وہ پچھتائیگا کہ بروز قیامت یہہ ہنسنا بہت رولائیگا ؎ نخندم بر اندوہ کس بر قوار + کہ از برق من در من افتد شرار ۔

قال کچہہ اونکی گہر مرثیونکی بیاضین نہ تہین ۔

اقول مرثیہ کی بیاضین کیونکر ہوتین کہ اوس زمانہ مین کتاب کا دستور بہت کم تہا فقط حفظ پر دار مدار رہتا تہا اور یہی وجہ ہے کہ جب جنگ یمامہ مین بہت سے قرّاء و حفاظ قرآن شہید ہوگئے اور قرآن مکتوبی نتہا تو خوف ہوا کہ مبادا کلام الٰہی ضائع ہو جائے پس حضرت خلیفہ اول کو اسکا خیال آیا اور زید ابن ثابت سے جمع کروایا کہ شاید آگے چلکر آپکی طرح کوئی نا سفید ایسا نہ کہے کہ کچہہ اونکے گہر قرآن لکہے ہوے نہ تہے

قال اور نہ اسکے واسطے تال و سر اور گٹکری اور سارنگی اور تاریخ اور دن چوالی و سوالی مقرر تہے ۔

اقول ظاہرا آپکو ہندوون اور گویونکی صحبت زیادہ رہی ہے اوسی صحبت کا یہہ اثر ہے کہ کلام کرتے کرتے یا تو ہندوونکے طریقہ پر آجاتے ہین یا گویون کے ساتہہ گلا ملاتے ہین خیر یہہ تو آپکی عادت ہے اور ترک عادت دشوار ہی اب تاریخ اور دن مین کیا خرخشا ہے مرثیہ پڑہنے کے واسطے تو کوئی تاریخ اور دن خاص نہین شاید یہہ ایام عشرہ اور روز عاشور پر اعتراض ہے بہرکیف تاریخ اور دن کی تعیین بہی شرعی ہے پہر اس سے بیکار اغماض ہے دیکہو حج کے واسطے تاریخ اور احرام اور ہدی اور قربانی اور رمی جمرات اور سعی وغیرہ کے واسطے اوقات منصوص نماز یومیہ کیلئے پانچ وقت صوم واجب کے لئے مہینہ رمضان شب قدر کے لئے لیالی ثلثہ بطریق دوران مخصوص ہین ایسے اور بہی اختصاص ہین جیسے ہفتہ مین برائے شرف و بزرگی جمعہ مہینونمین چہار مہینے حرام خاص ہین اسپر اجماع اہل اسلام ہے

پہ ایام عاشورہ میں ناحق کلام ہے۔

قال نہ اسمین حلقہ باندہ کر بازار اور مکان مین پڑہنا تہا نہ اسمین ذلت و شکست و دیگر بیان ہے اور نہ کسیکے نعش اور تخت بناکر اوسکے آگے پڑہتے تہے اور نہ اوپر سے ڈہول اور تماشے بجتے تہے علے ہذا القیاس۔

اقول ذلت اور شکست اور تخت و تابوت ایک نہ دو بلکہ متواتر جوابات ہو چکے تاشے ڈہول کا مضمون ہی بے ڈول ہو گیا مگر حضرت بی بی زنان بنی ہاشم کے ساتھہ حلقہ باندہکر مزار شریف پر ضرور جاتی تہین اور مرثیہ پڑہکر روتی اور رولاتی تہین۔

قال مرثیہ اسکو کہتے ہین جسمین میت کے اوصاف ہون اور تم جو گاتی ہو اوسمین میت کی رسوای اور شکست سُر اور تال سے نکلتی ہے۔

اقول تال و سر تو آپکا موقوف ہی ہوگا اس سے تو مجبوری ہے مگر ہمارے مرثیے تو ایسے ہی جنمین حضرت امام کے صبر و شجاعت اونکی اور اہل بیت کرام کی مصیبت اور واقعات شہادت یزیدیون کی ظلم و شقاوت کا بیان ہے اسمین نہ ان حضرات کی معاذ اللہ ذلت نہ کسر شان ہے اگر ذکر واقعات موجب ذلت و اہانت ہوتا تو علمائے کرام اور مورخین اسلام کبہی اس ذکر کے نزدیک نجاتے خصوصًا شاہ عبد العزیز صاحب ہرگز سر الشہادتین مین یہ فقرات مصیبت خیز درد انگیز تحریر نفرماتے ثم دخلوا علی الحرم واسروا اثنا عشر غلامًا من بنی هاشم ومن كان من النساء وامر ابن سعد وشمر نفرا فركبوا خيولا واوطئوا جسد الحسين وارسلوا راس المكرم تدبيره فے سالك الكوفه ثم ارسل مع رؤس سائر الشهداء وسبايا اهل البيت الى يزيد ابن معاويه مع شمر ابن ذی الجوشن وكان بدمشق انتهى یعنے بعد شہادت وہ اشقیا اہل حرم پر داخل ہوئے اور بنی ہاشم سے بارہ لڑکون کو عورتون کو اسیر کیا اور ابن سعد اور شمر نے چند نفر اشقیا کو حکم دیا کہ وہ

گہوڑون پر سوار ہوئے اور جسد مبارک امام حسین مظلوم کو روندڈالا اور سر مکرم کو ~~روانکیا اور سر مکرم~~ کو روانہ کیا کہ وہ کوفہ کی گلیون مین پہرایا گیا پہر اوس سر مطہر کو مع سرہاے دیگر شہدا و اسیران اہلبیت بہمراہی شمر یزید کے پاس بہیجا اور وہ دمشق مین انتہی پس معلوم ہوا کہ ذکر ماجراے واقعی ہرگز ذلت نہین ہے اور جو اسکو ذلت سمجہے اوسنے علاوہ حضرات امام و اہلبیت کرام علماے اسلام کی بہی ذلت و اہانت کی نعوذ باللہ منہ۔

قال غرض جو تمہارے مرثیے ہین انکا نام ہجو ملیح ہے لغت کے موافق انکو مرثیہ کہتے

اقول ہمارے مرثیے تو لغت کے موافق امام کی مصیبت اور بیان واقعات ہین ہین کوئی احمق ہی انکو ہجو ملیح نہین کہے گا ہان تمہارے رسالہ کا نام البتہ ہجو ملیح نہین بلکہ ہجو صریح ہے۔

قال جسطرح تمہارا کام غلط اسیطرح تمہارا نام بہی غلط۔

اقول ہمارا کام بعد اداے فرائض و سنن اسلام حضرت پیغمبر اور آل پیغمبر سے تولا اور ہمارا نام مومن تابع ثقلین حسب ارشاد رسول خدا ہے پس جو ہمارا کام اور ہمارے نام کو غلط کہے وہ خود غلط ہے۔

قال اور ایک غلط در غلط تمکو یہہ ہے کہ جسکو تم تعزیہ کہتے ہو اوسکے کیا معنی تعزیہ لغت مین مصیبت زدہ کو صبر اور دلاسا دینے کو کہتے ہین اور عزا کے معنی صبر کے ہین۔

اقول لا مناقشۃ فی الاصطلاح اسکے علاوہ چونکہ ہم شوق زیارت قبر شریف امام مظلوم مین بیچین اور بیقرار رہتے ہین اور بوجہ اکثر علائق و موانع نہین جاسکتے لہذا نقل قبر شریف بناتے ہین کہ ہمکو مصیبت اور قلق جدائی روضہ مقدسہ مین صبر و دلاسا دیتا ہے اور رونے اور رولانیکا بہی معین ہے کہ گریہ و بکا منافی صبر و رضا ہرگز نہین اسیطرح منقولات شرعیہ و عرفیہ بہت ہین مثلاً صلوۃ کے معنی لغت مین مطلق دعا

کے ہین اب ارکان مخصوصہ نماز کو صلوٰۃ کہتے ہین پہر کیا یہہ غلط ہے مگر چونکہ آپ علم فصاحت و بلاغت سے بالکل اجنبی ہین حتی کہ اصطلاحات منطق بہی نہین جانتے اسوجہ سے آپ ہی کا گمان غلط اور بلا کی بدعت ربودہ ہے پس زیادہ قابلیت بگہارنا بے سود ہے۔

قال بہلا سمجہو کہ اس تعزیہ مین صبر اور دلاسا دینے کا کہین نام اور نشان بہی ہے

اقول ہان تعزیہ مین صبر اور دلاسا دینے کا نام و نشان ہے جیسا کہ ہمنے بتلادیا اور آپ اپنی کج فہمی سے نہ سمجہے تہے سو ہمنے سمجہادیا۔

قال اور کوئی کسی سید کے گہر آکر کبہی صبر اور دلاسا نہین فرماتا بلکہ کمبخت سیر سال بیچارے سیدونکو نئے نئے مضمون کے مرثیے سناکر رولاتے پٹاتے ہین۔

اقول آپ اپنے موہنہ پیٹتے ہر جگہہ داغتے ہین نہ کبہی محرم کی مجلسون مین شریک ہونا نصیب ہوا نہ کبہی روز عاشورہ سیدون کے حالات دیکہے کہ جہان روتے رولاتے ہین وہان آپسمین اعظم اللہ اجورنا واجورکم بمصابنا بالحسین علیہ السلام کہکر صبر و دلاسا بہی دیتے جاتے ہین اور نئے پرانے مرثیے پڑہنا اور رونا رولانا تو خاص علامت سیادت ہے اور رونے اور غم کرنے پر سیدونکو ہنسنا اور موہنہ چڑہانا کم بخت ناسیدونکی عادت ہے۔

قال اور ایسی جگہہ اگر کوئی کہے ایصاحب چپ رہو اور صبر کرو تو پہر تعزیہ دار اپنی چہاتی چہوڑ اوسکی چہاتی پر گہونسے لگادین۔

اقول امر بصبر و سکوت کرنا کسی کا اگر براہ محبت و تعلق ہے تو تعزیہ دار کبہی ایسا نہین کرتے محض افترا ہے اور اگر از راہ طعن و دق ہے تو یہی اوسکی سزا ہے۔

قال اب سچ کہو یہہ اولٹا نام کس اولٹے نے رکہا ہے اور ماتم کرنیکو تعزیہ کس لغت مین لکہا ہے

اقول نام ہرگز اولٹا نہین فقط آپکی سمجہہ اولٹی ہے غم والم گریہ و ماتم صبر کے خلاف

نہین انبیا اولیا سب روتے آئے ہین اسکا بیان بخوبی اوپر ہو چکا ہے پس ماتم کرنے کو تعزیہ اوسی کتاب مین لکھا سمجھو جسمین ارکان مخصوصہ کو صلواۃ لکھا ہے۔

قال کیا قدرت خدا کی ہے جسکا سر لپینا نام غلط اوسکے اور کام کا کیا ذکر یہہ وہ مثل ہوئی خود غلط املا غلط انشا غلط۔

اقول کیا قدرت خدا کی ہے جسکی غلطی کا اس شد و مد سے دعوی کیا وہ دعوی ہی غلط اور اوسیکا جواب اور وہیات بڑھائے وہ غلط در غلط اردو مین رسالہ لکھا اوسمین بھی اکثر فقرات مہمل اور غلط الغرض نقشے ہم کیا کیا غلط ہے خود غلط املا غلط انشا غلط۔

قال مثلاً اگر کسی کا باپ کچھہ مصیبت مین مرگیا ہو اور کوئی اوسکی اولاد اور دوست سے یہہ کہے کہ بیٹھے کیا کرتے ہو باپ تمہارا ایسی خرابی اور آفت سے مارا گیا کہ کسی پہ ایسا ظلم نہین ہوا اوسکے مرتے تمہاری بہن کو ننگے پانون ننگے سر گلے مین طوق ڈالکر سیا دے گھسیٹتے کچہری مین لیگئے اور تمہاری مان کی چادر سر سے اوتاری تمکو لازم ہے کہ ہم سے یہہ حال بار بار سنو اور خوب رو رو پیٹو غرض سمجھو تو کہ کون اسکو تعزیہ کہے گا اگر کسی ادنی کا حال اوسکے قریب کے سامنے اس وضع سے کہو تو وہ برا مانے بلکہ مونہہ پہر مارنے چہ جائے بڑے آدمی کا حال سر بازار ڈھول اور تاشے سے نقل کرو

اقول اب آپ پہر حد سے گذرنے لگے اور پہر وہی خبط ہوا کہ انبیا اولیا کے حالات کو اپنے حال پر قیاس کرنے لگے ہم کتاب وسنت اور کلام علمائے امت سے تو آپکو سمجھا چکے اب خود آپ ہی کے کلام سے سمجھاتے ہین دیکھین آپ پہر وہی ضد کرتے ہین یا قائل ہوکر شرماتے ہین اپنے رسالہ کی تیسری فصل مین آپکو کچھہ یہہ کہنا یاد نہ رہا علی الغفلۃ وہان اسطرح کہا کہ حضرت سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تہین بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا) اب برائے خدا جواب دیجیے کہ آپکے نزدیک اس بیان سے

حضرت ابراہیم کی ذلت اور ہتک حرمت ہوئی یا نہین ہوئی اگر ہوئی تو پھر خود فضیحت بدیگران نصیحت کیسی کیا خدا کی قدرت ہے کہ جس کنوین مین زبردستی ہمکو ڈہکیلتے تھے اوسمین اوندہے موںہہ آپ ہی گرے اور اگر نہین ہوئی تو اپنے تئین بیان مذکور مین ہتک حرمت حضرت سارا و حضرت خلیل سے بری سمجھ لینا اور ہمکو اوسی بیان واقعی مین ذلت و ہتک حرمت امام نبیل و اہلبیت رسول جلیل کا الزام دینا کیا معنے اس سے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ دلی مقصد آپکا یہہ ہے کہ خاص حضرت امام اور اہلبیت کرام پر جو مصائب اشقیاے امت کے ظلم سے گذرے ہین وہ ذکر نہ کئے جائین اور لوگ مظالم یزید اور تابعین یزید نہ سنین شاید کہ اسمین آپکے دوست دلی یزید کی نہ نقلت بلکہ بڑی ذلت ہے پہر کیف ابتو یہہ آپکی تقریر آپ ہی کے گلوگیر ہوئی کہ اگر کسی ادنی کا حال کسی قریب و بعید کے سامنے اس وضع سے کہو کہ بیچارے فلان شخص کا حال بتحقیق یہہ سننے مین آیا کہ اوسکی بی بی کو جسکا یہہ نام ہے بادشاہ کے پیادے کچہری مین پکڑ لیگئے تو وہ برا مانے بلکہ موںہہ پر مارے اور تم حضرت خلیل سے پیغمبر جلیل اور اونکی بی بی کے نسبت ایسا کلمہ سبکے سامنے زبان پر لاتے ہو اور اونکا نام بہی مجمع عام مین لیتے جاتے ہو پس اگر کوی دوسرا تمکو نہ مارے تو تمکو لازم ہے کہ تم خود اپنے موںہہ پر طمانچہ لگاؤ اور اس فضول بکنے سے باز آؤ۔

قال اللہ اکبر یہہ ہمارا جگرا اور صبر ہے کہ ہمارے باپ دادا کو کیا کچھہ یزید لوگ اور بعضے ناخلف ہمارے روبرو و در پردہ فضیحت کرتے ہین اور ہم اپنے سلف صالح کیطرح صبر اور سکوت اختیار کرتے ہین۔

اقول آپکا جگرا تو ہندہ جگر خوار کے لخت جگر سے بہی بڑہکر قساوت اور حضرات ائمہ اثنا عشر سے کہلی کہلی عداوت رکہتا ہے اسی رسالہ منحوسہ مین آپنے لوٹی

اہانت ان بزرگونکی اوٹہار کہی بلا تشبیہہ نقل کفر کفر نہین وہ بم مہادیو اور دم مدار کے ساتہہ نعرہ یاحسین کرنا اور وہ ہیر پہیر کے ساتہہ علی علی کا دم بہرنا جو قبل اسکے آپنے کہاہے سب ہمکو یاد ہے اور یہہ سخت کلمہ کہ کیا امام مسلمانون کے یہی ہین جنکی یہہ گت ہوئی مثل نشتر ہمارے دلمین کہٹک رہاہے اللہ اکبر یہہ ہمارا دل و جگر ہے کہ ہمارے اجداد امجاد کو کہا کچہہ یزید لوگ اور بعض ناخلف ہمارے رو برو و سپردہ نہین بلکہ بلاحیا و حجاب بتحریر رسالہ و کتاب فضیحت کرتے ہین اور ہر جگہہ اونکی ذلت و شکست اور رسوای کا اظہار کرتے جاتے ہین اور ہم اپنے سلف صالح کیطرح صبر و تحمل سے کام لیتے اور اوسکا جواب بفاد کریمہ قولا لہ قولا لیّنا بہت ضبط اور نرمی سے دیتے ہین۔

قال حضرت حسن اور حسین کے وقت مین ایک یزید تہا اب اولاد حسن حسین کے وقت مین سینکڑون یزید ہوے خیر بہرحال صبر و برداشت لیا چاہیئے۔ انّ اللّٰہ مع الصّابرین۔

اقول حضرت حسن کے وقت مین تو ایکا یزید محض بیچارہ تہا مگر اپنا جوڑ بہا ہیکو آپنے حضرت حسن کا ذکر کیا ہان حضرت امام حسین کے وقت مین البتہ ایک یزید تہا اب سینکڑون یزید تو تہی ہی تعجب یہہ ہے کہ بعض ناخلف اولاد حسن کہلا کر حضرت امام حسین کی نسبت خود یزید ہوگئے یزیدیون نے اپکو تیغ و سنان سے شہید کیا ناخلف اولادنے طعنہاے زبان سے زخمی کرکے یزید کا ساتہہ دیا اور طرہ یہہ کہ باپ دادا کی شرم نہین آتی یزید کی غلامی کرکے جہوٹی سیادت پر مباہات کی جاتی ہے پس اگر وہ سلف صالح ہین تو آپ ناخلف ظالم ہوکر مصداق انّہ لیس من اہلک انّہ عمل غیر صالح ہین

قال عجب حیرت ہے کہ خدا و رسول کے فرض اور سنت ٹہین نہ ٹہرا لگے نہ پہٹکری

نہ کمنگہ بلانی پڑے نہ بالش ابرک منگانے نہ تاشے ڈہول بجانے نہ دہوم دہام
مچانے نہ لیئی کی حاجت نہ کاغذ کی ضرورت سو سینکڑون بار لوگون سے قضا
ہوتی ہین اور جسمین یہہ کچہہ جال اور جنجال چاہیئے اوسکو ایک سال قضا نہین کرتے
اقول عجب حیرت ہے کہ جب اصل اباحت تعزیہ سازی اور اوسکا منجملہ شعائر
امام ہونا بکرات ومرات ثابت ہوچکا اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ تعظیم شعائر ہر حال مین
لازم ہے پتہر اور قرطاس و بالش وغیرہ بعد شعائر ہونے کے ہرگز مانع تعظیم نہین
تو اس تمہید لاطائل سے کیا حاصل لیکن چونکہ آپکو خاص تعزیہ وغیرہ شعائر امام
علیہ السلام سے عداوت ہے بدین وجہ بے سمجہے بوجہے فقط شعائر امام کے
مٹانیکے واسطے بےتکی باتین کرتے ہین کہ جس سے کفار بہی گنجائش کلام کی
پاوین آپکے بدولت وہ بہی شرائع اسلام پر یہہ بیہودہ الزام لگاوین کہ ہماری
بتونکی پوجا مین نہ ہرا لگے نہ پہٹکری سنکہ پہونکنے مین نہ سنہ نکلے نہ گنگری جب تنوجی
برہمن کے استہان پر جاکر دو چار پتہر جاکر ڈنڈوت کرلیا عہدہ برای ہے مگر
مسلمانون نے اپنے خدا ورسول کے فرض وسنت ادا کرنے مین بڑی آفت
پیچہے لگائی ہے کہ ہر سال حج کو مکہ مین جانا احرام کے واسطے سیئے کپڑے بیکار
جامہ نادوختہ بہم پہونچانا کوہ صفا ومروہ کے درمیان مین دوڑنا کنکریان
پہینکنا پتہر کو چومنا ہدی کا ساتہہ لینا منی مین قربانی کرنا دیگر شرائط وآداب
حج بجا لانا تب خدا خدا کرکے گہر آنا اور اگر ان مناسک مین کچہہ خلل آیا تو حج تشریف
لیگیا مال ضایع محنت برباد گناہ لازم ہوا اگر اپنا بہلا چاہے تو سال پلٹے مکہ کا
عازم ہو پس جسمین یہہ کچہہ جال جنجال چاہیئے اوسکو ایک سال قضا نہین کرتے
دیکہیئے اگر آپکے نزدیک یہہ ہندوون کا گمان سچا ہے تو آپکا گمان بہی سچا ہے
حالانکہ شریعت اسلام کے روسے تم دونون کا گمان فاسد اور جہوٹا ہے پرستش

اصنام و دیگر افعال و عقائد کفرہ لیام اور شریعت کے احکام و شعائر اسلام میں زمین و آسمان رات دن کا فرق ہے ہم اوپر بھی اسکو لکھ چکے ہین پھر بیان کر کے بھی تنبیہ کراہی المسلک ما کررتہ یتضوع۔

قال اور اللہ کے جتنے فرض ہین سب مقدور پر موقوف ہین زکوۃ تب دی جب مال ہو اور روزہ تب رکہے جب بیمار نہو لیکن ہر چند محتاج ہو یا قرضدار تعزیہ جو بنانا ہم تو ضرور ہے کہ بناوی سبحان اللہ امام کی روح انسے کیا خوش ہوگی کہ ہماری دوستونکے نزدیک اللہ کے حکمون کی کچھہ قدر نہی اوسکو فرض و واجب پر حاشیہ چڑہایا ایسے مقام مین خدا کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیئے اللھم احفظنا۔

اقول اللہ کے جتنے فرض ہین و حسب شرائط مندرجہ سب مسلمان ادا کرتے ہین اور بقدر امکان شعائر اسلام و ایمان کو بھی رونق دیتے ہین لیکن ناداری اور عدم میسر مین جملہ تکالیف ساقط ہین پس جب بعض اوقات واجبات سے معافی ہے تو مستحبات کا کیا ذکر ہے لیکن آپکو عزاداری امام کی موقوفی مین بڑا اہتمام و فکر ہے حالانکہ بتفصیل معلوم ہو چکا کہ شعائر امام بعینہ شعائر خدای منعام ہین اور خدا تعظیم شعائر کا حکم فرماتا ہے پس امام کے نزدیک شعائر خدا کے مٹانیوالے دشمن خدا و امام ہین پس ایسے دشمنون کو خدا کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیئے۔

قال اور بڑے محب اور دوستدار امام کے اس زمانہ مین اپنے تیئین وہی لوگ بانتر ہین کہ خلاف خدا و رسول کے سارنگی نوازی اور رقاصی اور زناکاری اور مال مردم خوری وغیرہ افعال شنیعہ کرکے تعزیہ داری کرتے ہین۔

اقول اگر ایسے لوگ دعوای محبت امام علیہ السلام مین سچے ہین تو آپ ایسے ملا مخدوم و دشمن امام سے ہزار درجے بہتر ہین ان افعال سے اونکی دلی محبت مین کچھہ نقصان نہین کیا آپکو قصہ عبداللہ بن عامر کا بہول گیا جو حضرت پیغمبر کے صحابی

ہوکر شراب پیتے تھے جب بعض اصحاب نے اونکو زجر و توبیخ کی تو آن حضرت نے فرمایا
کہ ابن عامر کو کچھہ نکہو کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکہتا ہے پس ابن عامر کے حال پر
ان لوگون کا حال بہی قیاس کر لیجیے کہ باوجود افعال شنیعہ وہ محبت امام پر مرتے
امام کی تعزیہ داری کرتے ہین۔

قال اور یہہ عوام الناس بیجا کہانی اور تماشے اور فائدہ دنیوی کے لالچ انکے
یہان جاکر شریک مجلس ہوتے ہین بلکہ ان فاسقونکو مومن اور مومنہ کا خطاب دیتے۔

اقول شریک مجلس ہونے مین فائدہ دنیوی کیا ہے فائدہ دینی البتہ ہوتا ہو اور
بیجا کہانا کون کہاتا ہے ہمتو ایسے لوگون کو دیکہتے ہین کہ وہ نذر و نیاز مین بڑا اہتمام
کرتے ہین بڑی احتیاط و طہارت بجالاتے ہین جیسے جسطرح ابن عامر نے صحابی کا خطاب
پایا یہہ مومن مومنہ کا خطاب پاتے ہین۔

قال اور بعضے جو ظاہر مین اچہے بہلے آدمی اور بڑے کہلاتے ہین اور باطن مین فاسق
اور نالائق وہ بہی اونکے یہان دوڑے جاتے ہین۔

اقول شرع شریف مین تو حکم ظاہر حال پر ہوتا ہے باطن جاننے کی تکلیف نہین
دیگئی کہ باطن کا حال بجز عالم الغیب کے اور کوئی نہین جانتا کیا آپکو بہی علم غیب کا
دعوی ہے جو کہتے ہین کہ باطن مین فاسق اور نالائق ہین یہہ تو سخت غیبت ہوئی
توبہ کیجیے اور اونکے یہان دوڑے جانے کا الزام نہ دیجیے ایک روز حضرت امام حسن
علیہ السلام کہین تشریف لیئے جاتے تہے راستہ مین چند مجذوم بیٹہے کہانا کہاتے
تہے اونہون نے حضرت کو دیکہکر صلاح کہانے کی کی آپنے پہلے تو صوم کا عذر کیا
پہر سوچے کہ ایسا نہو انکو یہہ خیال آوے کہ حضرت نے بسبب ہمارے مرض
کے ہمسے اکراہ و انکار کیا پس فوراً اونسے ارشاد فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ
لوگ شام کو ہمارے مہمان ہوجائین اور ہم اور تم باہم بیٹہ کر کہانا کہائین وہ شام کو

حاضر در دولت اور امام کے ساتھہ کہانا کہا کر شکر نعمت ہوی اب سوچیے کہ جن اچھی پہلے آدمیون کو آپ فاسق اور نالائق کہتے ہین وہ ایسے لائق و فائق ہین کہ اپنے امام کی تقلید اور پیروی مین ایسے لوگون کے حال اور افعال پر نظر نکر کے محض اس حسن ظن سے کہ نذر و نیاز مین بُری کمائی نہ لگائی ہوگی اونکے یہان نہین بلکہ اپنے امام کی مجلس مین دوڑے جاتے ہین اور آپ اولاد حسن کہلا کر اپنے باپ دادا کی پیروی چہوڑ کر رجمًا بالغیب اون پہلے آدمیون پر فسق و فجور کا عیب لگاتے ہین سچ ہے المرء یقیس علے نفسہ۔

قال کسیکو یہہ غیرت نہ آئی کہ ایسے لوگ تو صرف اپنے نام کیلیئے یہہ کام کرتے ہین انکو امام سے کیا نسبت ایسون کے یہان نجایئے اور انکا کہانا نکہایئے۔

اقول یہہ آپنے کیونکر جانا کہ وہ صرف اپنے نام کے لیئے یہہ کام کرتے ہین بہر کیف چونکہ یہہ نیک کام ہے پس نیک کام مین جانے اور نذر و نیاز کا کہانا کہانے مین حیرت ہے کہ کونسا مقام غیرت ہے اس لیئے کہ انکو امام سے وہی نسبت ہے جو ابن عامر کو خدا اور رسول سے نسبت ہے۔

قال بلکہ انکو سمجہا کر ایسی حرکت سے باز رکہیئے۔

اقول واہ ری اولٹی سمجہہ انکو ایسی حرکت موجب برکت سے باز رکہنا چاہیئے یا اور ایسے نیک کامون کی ترغیب دینا چاہیئے کہ ایسے نیک کامونکی عادت ہوتے ہوتے انکے برے کام سب چہوٹ جائین کہ نیک کام مومنین خدانے بہی برکت دی ہے اور بہی اشارہ کیا ہے قرآن مین آیا ہے ان الصّلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر

قال کیونکہ اگر امام برحق کی محبت ہوتی تو ان حرام کامون سے کنارہ کرتے۔

اقول یہہ تو آپکا اس شکل قافیہ کو نہین مانتے پیغمبر برحق کا کہنا برحق جانتے ہین کہ ابن عامر کو باوجود شرابخواری خدا اور رسول کا دوست فرمایا کچہہ حرام کام کا خیال

نہ آیا پس حرام کاموں سے کنارہ کرنے کی یہی تدبیر تھی کہ اونکو نیک کاموں مین لگاکر اونکے کار خیر مین شریک ہوتے اونکے گھر جاتے اور اونکی ہمت و توفیق بڑھاتے کہ رفتہ رفتہ نیک کاموں کے بدولت بد کاموں سے وہ باز آتے لیکن چونکہ آپ بتقاضای خشونت طبع عنیف طریقہ نصیحت و تالیف نہین جانتے اور اونکے نیک کام مین بھی شریک ہونے کو منع کرتے ہین تاکہ وہ اپنے انہین بد کاموں پر اڑے اور اسی خلافت مین پڑے رہین تو اونکے گناہون کے مواخذہ مین آپ بھی پکڑے جاوینگے الدال علی الشیٔ کفاعلہ۔

قال نہ کہ ایسی کمائی جس سے شیطان عار کرے امام کیواسطے خرچ مین لائی اور اسی پیشہ کو کیئے جاتے ہین۔

اقول ہر گاہ افعال مسلمین خصوصاً نیک کاموں مین عند الشرع محمول بصحت ہین تو یہہ آپکو کیونکر یقین ہوا کہ ایسی کمائی جس سے شیطان عار کرے امام کے واسطے خرچ مین لاتے ہین خیر یہان تو آپنے عزاداری کے مصارف کو امام کے واسطے کہا شاید رو مین کچھہ اگلے باتونکا خیال نہ رہا اگر آپ پھر ویسی باتین بیجا کرتے تو ضرور ہم آپکا شکریہ ادا کرتے اور اگر آپ اونکی نیک کام مین شریک ہونے کو منع نفرماتے تو امید تھی کہ اونکا پیشہ کیا بد کام سب چھوٹ جاتے۔

قال اس سے معلوم ہوا کہ اون لوگون نے شاید کسیکا نام اپنے خیال مین امام رکھہ لیا ہے۔

اقول ایسا خیالی پلاؤ آپ ہی پکاتے اور اپنے پیر مقتول کی اوسپر نذر دلاتے ہین جس امام عالیمقام کو کفار تک ایسا پہچانتے ہین کہ ایام عزا مین وہ بھی نذر و نیاز امام صاحب کے چڑہاتے ہین اونکی جگہہ یہہ مسلمان کسی اور کا نام امام رکھہ لینگے بھلا یہہ بات کہین عقل مین آتی ہے ہان آپ ایسے عقلمند کے نزدیک اللہم تھا اگر یہ سلسلہ تا بہ

قال نہین تو امام پاک کو اس ناپاک کمائی اور ایسے ریاکارون سے کہ جسسے خدا و رسول ناخوش ہون کیا علاقہ ہے۔

اقول وہی علاقہ جو رسول پاک کو شراب ناپاک پینے والے ابن عامر سے تہا۔

قال چونکہ اللہ تعالے اپنے حبیب کی طرف سے اونیسوین سیپارہ مین دوسرے رکوع مین آیہ ارایت من اتخذ الٰہہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضلّ سبیلا و یعنے بہلا تو دیکہہ تو جسنے پوجنا اختیار کیا اپنے چاو کا کہین تو لے سکتا ہے اونکا ذمہ یا تو خیال رکہتا ہے کہ بہت انمین سنتے ہین یا سمجہتے ہین اور کچہہ نہین وہی چوپایون کی برابر ہین بلکہ وہ زیادہ بہکے ہین راہ سے سوان لوگون کا حال ایسا ہی ہے کہ شیطان اور نفس کے فریب مین آگئے کیسکے سمجہانے کو نہین مانتے بلکہ ضد کرکے اور زیادہ بہکتے ہین خیر ہم اپنا کام کرتے ہین وہ مانین یا نہ مانین ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے جسے چاہے دیوے جسے چاہے باز رکہے۔

اقول خدا کا فرمانا برحق ہے مگر اونیسوین سیپارہ کے لفظ کیطرح غلط مطلق ہے اسی ترجمہ کے پڑہنے کی تاکید ہوتی تہی سبحان اللہ خدانے کسی شخص خاص کو نہین فرمایا بلکہ من اتخذ الٰہہ ھواہ آیا ہے مگر آپنے جو بدون ثبوت کافی و شہادت وافی مسلمانون کو مصداق اسی آیت کا ٹہرایا کچہہ اپنا ہی خیال نہ آیا کہ کسقدر آپنے دین اسلام مین بلا اعتقاد الیان کین شعائر اسلام اور عزائے حضرت امام کے مٹانے مین کیا کیا نازک خیالیان کین کہ جسسے خدا و رسول بیزاری اور حافظان حدود شریعت حد شرع جاری کرین سمنے تو بقدر امکان آپکو بہت سمجہایا مگر شیطان اور نفس کے فریب نے آپکو سمجہنے ندیا بلکہ ضد کرکے اور زیادہ بہکایا سچ ہے ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے چنانچہ بیسوین پارہ کے نوین رکوع مین اللہ تعالے اپنے حبیب سے

خطاب فرماتا ہے انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من
یشاء یعنے تو ہدایت نہین کرسکتا جسکو چاہتا ہے اور لیکن خدا ہدایت کرتا
ہے جسکو چاہتا ہے واقعی خدا جسے چاہے ہدایت دیوے جسکو چاہے باز
رکہے اگر اپنی کسی تفسیر مین آپ نے شان نزول اس آیت کا پڑہا ہو گا
تو ہمارا آپکے نسبت اس آیت کریمہ کے لکہنے کا لطف زیادہ معلوم ہوگا قولہ

قال اور یہہ بہی سُننے اور دیکہنے مین آیا ہے کہ جب ایسے ریاکار بداطوار جہوٹے
دوستدار دنیا کی حرام کمائی حاصل کرکے اور اپنی ناموری کے کامونکے ساتہہ
یہہ کام بہی کرنے لگے ہین اور اس جناب پاک کی نسبت سینکڑون طرحکی بادبیان
عمل مین لاتے ہین تو امام کی خاطر سے جو پیارے بندے اللہ کے ہین اوسکے غضب
مین کبہی گرفتار ہوکر آخرت کے عذاب الیم کے سوا دنیا مین بہی جلد خانہ برباد
ہو جاتے ہین۔

اقول جو ایسے ریاکار بد اطوار جہوٹے دوستدار ہین کہ در پردہ دوستی
ایسے دشمن امام بنجاتے ہین کہ اوس جناب پاک کی نسبت سینکڑون طرح کی بے
ادبیان عمل مین لاتے ہین اونکی بمفاد کریمہ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون
العذاب الاکبر دنیا مین بہی سزا ہے اب بہی توبہ کیجئے اور ہوش مین آیئے نہین تو
بہت پچتایئے گا۔

قال اور بہتون کو بموجب اس آیت کے فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا
علیھم ابواب کل شئی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ھم بغتۃ فاذا ھم
مبلسون فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین پہر جب بہول گئے جو نصیحت
کی تہی اونکو کہولدیئے ہمنے اونپر دروازے ہر طور کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے
پکڑ لیا ہمنے اونکو بے خبر پس وے رہگئے ناامید گناہ کرنے کی فرصت دیتا ہے

پھر ایک مرتبہ ایسا پکڑیگا کہ اوسکا گڑگڑانا اور توبہ کرنا کچھہ فائدہ نکریگا۔

اقول خدا کا کلام برحق ہے اگر بچشم غور دیکھیے تو بعینہ یہی حال آپکا ہے کہ چند جہلا کے ارادت اور زخارف دنیا کی جمعیت سے بڑے نازاں ہو کر ایسے مغرور ہوئے کہ اللہ کے پیارے بندون کی اہانت مین مہمل رسالہ لکھے بڑی بڑی بے ادبیان اور گستاخیان کین اونکی مصیبتون پر جنہین حسب ارشاد خدای تعالے آسمان و زمین روئے رونے سے منع کیا خوشی اور سرور کا حکم دیا اسی خوشی مین خدا کے غضب کا خیال نہ آیا اوسکی نصیحت کو بہلا یا خدا نے فرصت دی مگر ابتک توبہ نکی ایکمرتبہ ایسا پکڑیگا کہ آپکا گڑگڑانا اور توبہ کرنا کچھہ فائدہ نکریگا۔

قال اور کیسکی سفارش کہ اپنے خیال ناقص مین اوسپر بہول رہے ہین کام نہ آوے گی۔

اقول خدا کی رحمت اوسکے غضب سے بڑھی ہوئی ہے اوسنے اپنی جوش رحمت فرمایا ہے پارہ ششم وسوین رکوع مین آیا ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ پس گنہگار مسلمانون کے واسطے جنکے عقائد درست اور خدا کے نیک بندون کے تابع ہین خدا نے ایک وسیلہ بتلا دیا ہے اوس وسیلہ سے اونکے سفارش قبول کریگا اور جو بندے گندے ایسے ہین کہ نہ خدا اور رسول کا حکم مانین نہ شعائر اللہ کی تعظیم لازم جانین بلکہ اللہ کے دشمنون کی اعانت اور شعائر اللہ کی اہانت کرین اونکے واسطے اونکے ایسے پیر کی سفارش کہ اپنی خیال ناقص مین اوسپر بہول رہے ہین کام نہ آویگی کہ ایسے پیر آپ ہی درماندہ شفاعت ہین۔

قال ہان اگر پہلے سے خبردار ہو کر اپنے برے کامون سے باز آتے تو چہوٹتے اور بچتے اللہ تعالے ہمکو اور جمیع مسلمانون کو ایسے برے کامون سے بچاوے آمین یارب العالمین۔

اقول ہان گناہونکے معافی کی یہی تدبیر ہے مگر وہ دانائی ثانی الضمیر ہے اگر ایسے برے کامون سے توبہ کرلی ہوگی تو البتہ خطا معاف ہے ورنہ سخت دار وگیر ہے اللہ تعالی ہمکو اور سب مسلمانونکو اوس سے بچاوے آمین یارب العالمین

قال فصل دوسری عجب معاملہ ہے کہ جب جاہلونکو اسطرح کے کامون سے منع کیا جاتا ہے تو عجب طرح کے واہی تباہی اعتراضین اور سوال کرتے ہین سب خرافات کون بیان کرے یہان چند باتون کا مذکور کردیتے ہین باقی اگر خدانے توجہ دی تو اسی پر اوسکا بھی قیاس کرلینا۔

اقول عجب معاملہ ہے کہ جب متعصبونکی ممانعت ومزاحمت بیجا پر علماء اسلام کے اقوال بلکہ اونہین کے قول سے استدلال کیا جاتا ہے تو حرکت جاہلانہ سے باز نہین آتے بلکہ کھسیانہ ہوکر اور اولٹی پلٹی باتین بناتے ہین اسی قسم سے آپکے جاہلونکی نسبت یہہ جاہلانہ تقریر ہے جسمین اعتراضین اور سوال کا جوڑ خود جہالت کی نظیر ہے۔

قال بعضے جاہل یون کہتے ہین کہ تعزیہ بنانا بادشاہونکی وقت سے چلا آتا ہے بڑے بڑے عالم فاضل گذرے کسینے منع نہین کیا تمہین بہت پڑھے ہو اور کوئی کیا پڑھا نتھا دیکھو فلانے میان کے پاس ہم مدت تک رہے اونہون نے کبھی منع نہین کیا اور جنکے ہمارے باپ اور ہم مرید ہین وے حضرت تو آپ تعزیہ بناتے ہیں

اقول ہزار آفرین ایسے جاہلون پر گو جاہل تھے مگر شناشنا یا تاریخی واقعہ تو بیان کیا عالمونکی سند تو گذرانی اپنے پیر کا حال تو ظاہر کیا ایسے جاہل تو آپ ایسے پڑھون سے پھر غنیمت نکلے ۵ مار از ین گیاہ ضعیف این گمان نبود۔

قال جواب یہہ ہے بقول تمہارے بادشاہون کے وقت سے چلا آتا ہے بھلا پیغمبر اور امام کیوقت سے تو نہین چلا آتا ہے۔

اقول جواب یہہ ہے کہ پیغمبر اور امام کیوقت مین کچہہ تعزیہ کی ضرورت نہ تہی سلاطین ازر اسلام نے جہان اور شعائر اسلام کا اعلان کیا ازانجملہ تعزیہ بنانیکا بہی حکم دیا۔

قال اب سمجہو کہ بادشاہونکی امت ہو یا پیغمبر کی۔

اقول کیا جاہلون سے قابلیت کرتے ہو وہ بیچارے تو پیغمبر کی امت ہین اور علمائے امت سے سُن سُنا کر بموجب حدیث من انکر امامۃ السلطان فہو زندیق بادشاہ اسلام کو منجملہ اولی الامر و امام جانتے ہین بدین وجہہ بادشاہون کیوقت سے تعزیہ بننے کو سند مانتے ہین اسی حدیث کے بموجب آپکے پہلے جواب کا دوسرا جواب یہہ دیا جاتا ہے کہ گو تعزیہ پیغمبر کے وقت مین نہین تہا مگر امام کیوقت سے بنتا آتا ہے اب آپ بہی تعزیہ بنائیے حکم امام یعنے بادشاہ اسلام سے عدول اور اوسکو عہدہ امامت سے معزول نفرمائیے ورنہ بہت پچہتائیگا یعنے گو صاحبزادے صدیق ہون مگر آپ زندیق ہوجائیگا۔

قال اور بادشاہون کے ہاتہہ اور وقت سے سینکڑون برے کام ہوتی آئی ہین اونکے وقت کے ہونے سے یا اونکے کرنے سے وے کام اچہے نہین ہوگئے۔

اقول بادشاہون کے کام اچہے ہون یا برے وہ سب بارشاد علمائے کرام ولا ینعزل الامام بالفسق ای الخروج عن طاعۃ اللہ والجور ای الظلم علی عباد اللہ کسی طرح معزول ہی نہین ہو سکتی اور جب فسق و جور سے معزول نہین ہوتی تو ایک امر مباح یعنے تعزیہ بنانے سے جو اچہا کام ہے کیونکر معزول ہونگے پس اگر آپ ایسے بادشاہ کیوقت مین ہوتے جو تعزیہ بنانے کا حکم دیتا بیچ کہئے آپ بناتے یا نہ بناتے اگر بناتے تو اب بہی بنائیے اور اگر بدعت کہکر نہ بناتے تو حسب ارشاد من دعاہ السلطان فلم یجبہ فہو مبتدع آپ نافرمانی اور عدم اجابت دعوت سلطان سے خود بدعتی ہو جاتے غرض یہہ جاہل بڑے ہوشیار

ہین خدا جانے کب کا بخار آپنے نکالا بادشاہون کا ذکر کرکے کس جہگڑے اور عذاب
مین آپکو ڈالا۔

قال اور بادشاہ کیا مال پیغمبر کے وقت سے بت پرستی چلی آتی ہے اور حرامکاری اور
قمار بازی اور چوری سب ہوتی آتی ہے کہدو یہہ سب کام بہی درست ہین۔

اقول سبحان اللہ اصل کلام یہہ تہا کہ بادشاہون کے وقت سے تعزیہ بنتا آتا
آتا ہے اونہون نے منع نہین کیا بلکہ اوسکو رواج دیا اسپر کیا خوب آپ فرماتے
ہین کہ بادشاہ کیا مال پیغمبر کے وقت سے بت پرستی وغیرہ سب بری کام ہوتے
چلے آئے ہین کہدو کہ یہہ سب کام بہی درست ہین لاحول ولا قوۃ کیا حضرت پیغمبر
نے ان امور منکرہ سے ممانعت نہین کی یا اپنے وقت مین اپنے امکان بہر انکو
روا رکہا آپنے جسطرح تعزیہ پر تہمت کی کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہ
ہونے لگے کیا اسیطرح حضرت پیغمبر پر بہی تہمت کیجیے گا کہ نعوذ باللہ آپکے سبب
یہہ سب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے اور بادشاہ تو ایسے مال ہین جنکی اطاعت
نہ کرنیمین آپ بدعتی اور زندیق ہوسکتے ہین اگر اور زیادہ سرتابی کیجیے گا تو شاید
سزایابی کی نوبت آئے تو اور خرابی ہوجائے۔

قال اور جو یہہ کہو کہ ان کامونکو آگے سے منع کرتے آئے ہین مگر لوگون نے نچہوڑا
تو یہان بہی اسیطرح سے سمجہو کہ تعزیہ کو منع کرتے آئے ہین مگر لوگون نے نچہوڑا۔

اقول اگلے علمای کرام اور سلاطین اسلام نے تو تعزیہ بنانیکو کبہی منع نہین کیا بلکہ خود اوسکو
رواج دیا اور علمای حال بہی اسکو مستحسن جانتے ہین ہان ایک فرقہ مستحدثہ وہابیہ جسمین
آپ بہی ہین پیچہے سے منع کیا سو ایسی گوز شتر بات کو ہم کب مانتے ہین۔

قال اور تمنے کسطرح سے جانا کہ کسی عالم و فاضل نے منع نہین کیا۔

اقول ہمنے اسطرح سے جانا کہ بڑے بڑے سلاطین اسلام اور علمای عظام کیوقت

سے تعزیہ بنانا شروع ہوا اور کسی نے ممانعت نہین کی حالانکہ عہد عالمگیر مین بھی جو ایک متعصب بادشاہ تہا اور صدہا علما اوسکے وقت مین موجود تہے وہ بھی کوئی مانع اور مزاحم نہوے اور ممانعت کیسی بلکہ اکثر علماے کرام جو طالب رونق اسلام تہے برابر جواز تعزیہ سازی کا فتوے دیا کیے اور اوسکی تعظیم کیا کیے چنانچہ مولوی عبدالواحد خان نبیرۂ مولوی عبدالعلی صاحب رسالۂ ازالۃ الاوہام مین فرماتے ہین (کہ علماے صالحین این عصر اسم مذکور را از شعائر اسلام تصور فرمودہ قطعاً فتوی براے ترویج وقیام آن دادہ اند) اور اس سے زیادہ خزانۃ المتقین مین تصریح ہے۔ کہ مفتی را باید کہ بنظر حال عصر و زمان فتوی دہد پس درین عصر و زمان علماے صالحین فتوی بترویج و قیام تعزیہ امام مظلوم کہ دادند نہایت بجا و مناسب است و ترویج آن موجب ثواب واجر عظیم انتہی۔ نا نقلنا من کشف الدین۔

قال جہان عالم فاضل ہوتے آئے ہین وہان ضدی جاہل بھی ہوتے آئے ہین تمام جہان سونہہ کے سمجہانے سے عالم فاضل کے چہوڑ نہین دیتا ہے۔

اقول ضدی جاہل وہی ہین جو باوجود دعواے قابلیت مرض جاہلیت مین گرفتار اور نشۂ جہل مرکب سے ایسے سرشار ہین کہ اگر ہزار عالم ایک طرف ہون اور کہین کہ تعزیہ بنانا موافق قواعد شرعیہ کے اگر چہ منع نہین تو بھی وہ مرغ کی ایک ہی ٹانگ کہے جائین گے اور اپنی ہٹ کی لکیر ہی پیٹتے رہین گے اور اوسکی ممانعت سے مونہہ نہ موڑینگے

قال اور عالم جانتے ہو کسے کہتے ہین حقیقت مین وہ ہے جو قرآن و حدیث سے خوب واقف ہو اور اللہ سے ڈرے اور دنیا کی محبت مین نہ پڑے اور خدا و رسول کے خلاف نہ کرے ایسے کو پڑہا کہتے ہین۔

اقول یہی صفت سب اون علماے کرام اور حامیان ملت اسلام مین تہی جو حضرات جواز تعزیہ کا فتوے دیتے تہے اور تعزیہ شریف کے روبرو باادب استادہ ہوکر

فاتحہ اور درود پڑھتے اور اوسکی تعظیم کرسکتے ہے تو اسبات بیحساب لیتے تھے
قال اور جو عربی و فارسی کی کتابین پڑھکر لگے دنیا کمانے اور نام و عزت کے
لیئے اور جاہ و حشمت کے واسطے اچھے کہانون اور کپڑونکی خواہش سے
موت و عاقبت کو بہول کر کافرون اور فاسقون اور بدعتیون کی خوشامد
کرے اور اونکا تابعدار بنے اور دین کے کامون مین انکی خاطر اور دہشت سے
سستی ڈالی نہ آپ ہمت باندہے اور نہ اونسے ہمت بند ہو لیئے بلکہ دین کی
چوروں کی طرح سے دنیا کی طمع سے کونے مین منہ چہپاوے اور دیندار لوگو
کی شرعی پکی باتون کو جو عوام کو شرک و بدعت سے بچنے کے واسطے کہتے ہین
اپنی بڑائی اور خود پسندی کی راہ سے اونمین جہتین منطقی نکالکر بیچارے نادانون کو
اچہی راہ سے بہکادے سو ایسے جہوٹے دغاباز مولویون نے خصوصا اس زمانہ مین
ظاہر شرع کے لباس سے اپنے تئین آراستہ کرکے ہزارون عوام مسلمانون کو راہ
سے بہکاکر شیطانون کو معطل کردیا سچ تو یون ہے کہ باطن مین انکے سواے طالب نام
اور جاہ اور حسد اور کینہ اور فسق اور بدنیتی اور فساد کی دینداری اور خدا پرستی کی
مطلق بو نہین غرض ایسے لوگ حقیقت مین نفس اور شیطان کے اوستاد ہین
اور بیچارے اللہ و رسول کی درگاہ سے راندے اور پہٹکارے ہے اللہ تعالے اپنے فضل و
کرم سے ایسونکی صحبت بد سے بچاوے اور اونکی دہوکے کی ٹٹی کے پہندے
مین نہ پہنساوے غرض نہ خدا سے ڈرے نہ قرآن و حدیث کے موافق کام کرے
ایسے عالمون کو خدا نے قرآن مین گدہا فرمایا ہے جسپر کتابین لدی ہین پڑہا اور ہی
گدہا اور ہے البتہ جو ایسا ہوگا وہ اورکو کیا نصیحت کریگا خود فضیحت
دیگرے را چہ نصیحت ؎
اقول الہی توبہ اس بحر طویل اور اولٹی پلٹی قال و قیل سے دماغ پریشان ہوگیا

پس اس تقریر پریشان کا مختصر جواب یہہ ہے کہ جمہور علماے اسلام کا جس بات پر اتفاق ہو کہ یہہ فقط بعد آنحضرت صلعم حادث ہوئے ہے بدعت منہی عنہا نہین ہے بدعت محرمہ وہی ہے جسپر قواعد تشریع و تحریم منطبق ہون اور جسپر ادلہ وجوب یا ندب یا اباحت منطبق ہون وہ بدعت محرمہ سے خارج اور اوسکا کرنا واجب یا مباح ہے خصوصاً جب وہ خدا اور رسول کے حکم سے منجملہ شعائر اللہ اور شعائر اولیاء اللہ ہو اوسکے کرنے اور بنانیمین تو عند الشرع بہت ثواب ہے ہان جو لوگ با وجود ادعاء علم و قابلیت شیطان اور نفس کے بہکانے سے ہر امر الزام کے واسطے اوسکا نام بدعت رکہکر اوسکے مٹانیکی فکر کرین بیچارے عوام اہل اسلام کو اپنی اس بناوٹ کے کلام سے دہوکا دین اور بہکاوین شعائر الہی کے مٹانے مین نہ خدا سے ڈرین نہ قرآن و حدیث کے موافق کام کرین وہ البتہ وہی لاد و کہو یا اولاد و گدہے ہین جنپر کتابین لدی ہین پر ایسونکی نصیحت کوئی نہ سنی کہ خود فضیحت ہین۔

قال پہلا تعزیہ کی بات ایکطرف سینکڑون مرد و عورت مسلمان مدت سے ظاہر بت پوجتے ہین اور چوٹیان رکہتے ہین اور ہندوؤن کے میلے مین پوری کچوری پکوان بیچا کر چڑہاتے ہین اور سینکڑون لوگ اسطرح سے جوے اور شراب مین گرفتار ہین اور ہزارون خلاف شرع کام کرتے ہین اور کوئی اونسے مزاحم نہین ہوتا او سے بہتیرے مولوی جیتے ہین اب یہہ لوگ بہی کہین کہ ہمارے سب کام حلال ہین کہ مولویون کے وقت مین ہم کرتے ہین نعوذ باللہ منہا۔

اقول یہہ بڑی خرابی ہے کہ آپ اصل بحث کو چہوڑ کر ادہر ادہر کی باتین ہانکنے لگتے ہین صاحب اون بیچارون کی اصل بحث یہہ تہی کہ ہمکو تعزیہ بنانے سے کسی مولوی نے منع نہین کیا اوسپر آپنے یہہ بے تکا کلام کیا جاہون مین اپنے

تئین بدنام کیا بہلا ایسے مسلمانون بدتر از کفار کو بہی بشایستگی و لینت و وعظ و نصیحت کیا علمانے ان حرکات سے نہ منع کیا ہوگا کیا اونکی اس بداطواری اور بدکرداری سے علماء راضی ہتے کبہی نہین یا تو اونکی ان باتون کے چہوڑنے سے قطعًا یاس ہوگئی ہوگی یا بعقد ور خود سمجہایا ہوگا گروہ نمانین تو علماء بیچارے مجبور ہین وہ خدائی فوجدار نہین کہ زبردستی بضرب و تادیب اونکو باز رکہتے پہر اگر ایسے لوگ نامسلمان یہہ کہین کہ ہمارے سب کام حلال ہین کہ مولویون کے وقت مین ہم کرتے ہین تو بالکل سڑی ہین ہان آپکو بظاہر حرارت اسلامی بہت ہے پہر پہلے انہین نامسلمانون کو درست کرتے راہ اسلام پر لگاتے اس کوشش بیجا سے جو تعزیہ کی ممانعت مین کر رہے ہین باز آتے۔

قال اور فلانے میان تمکو تعزیہ سے منع کرتے اور کس کام سے اونہون نے منع کیا تہا وے میان بی بی سے بدتر تہے کچہہ عالم فاضل نہ تہے جیسے تم ویسے وے سوتا کہین سوتے کو جگاتا ہے۔

اقول یہہ آپنے کیونکر جانا کہ وہ عالم فاضل نہ تہے جاہل تہے اور اگر بالفرض جاہل تہے تو ایسے عالمون کی صحبت اوٹہائی ہوگی جو خود تعزیہ شریف کو بناتے یا اوسکے سامنے درود و سلام تحیۃ و اکرام بجالاتے تہے۔

قال اور جبکہ تم اور تمہارے باپ مرید ہوے کیون نہ تعزیہ بنادین اگر ایسی باتون سے مریدون کو منع کرتے اور خود بہی باز رہتے تو مرید چادر ملیدہ ریوڑی گٹہر کسے لاتے اور بڑی حویلی اور دادا کا گنبد کہان سے بنتا جیسے ہم مرید ویسے وے پیر جیسی روح ویسے فرشتے

اقول کیون بیچارے فقراپر تہمت اور اونکی غیبت کرتے ہو یہہ بیچارے دنیا سے کنارے ہوکر گوشہ اور توشہ پر قناعت کرکے یاد اللہ کرتے ہین چادر ملیدہ

ریوڑی گشتہ اگر کوی اپنی ارادت اور عقیدت سے لایا ہی تو اوسیوقت حاضرین بالخصوص اطفال کو تقسیم کر دیتے ہین اگر بالفرض وہ اس قلیل نذر و نیاز کو ذخیرہ بہی کر دیتے تو بڑی حویلی اور دادا گنبد کیسا خاص کسی وہابی کی ایک پکی قبر بہی نہ بن سکتی ہان بفحوای من کان للہ کان اللہ لہ جب یہہ خدا پر توکل کر کے بیٹہے ہین تو خدا انکو پہونچاتا ہے آپکو ناحق ان اللہ والون پر غصہ آتا ہے ؎ خاکساران جہان را بحقارت منگر ٭ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔ آپکی یہہ متعصبانہ تقریر پُر تمیز و بیر کوئی نہ سُنیگا علما فقرا این جو مستند و کامل ہین اونکا قول و فعل البتہ حجت ہے جیسے علما ہین مولوی انوار الحق و نور الحق و مولوی عبد العلی و عبد الواحد خان وغیرہم جو تعزیہ شریف کو منجملہ شعائر اسلام اور واجب التعظیم والاحترام جانتے ہین اور فقرا مسلم الثبوت مین شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی جو خاص اپنے ہاتہہ سے بکمال احتیاط تعزیہ بناتے تہے اور بروز عاشورہ دستار سر برہنہ ہمراہ تعزیہ رہتے جاتے تہے اور شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کہ جب بروز عاشورہ کوئی تعزیہ اونکے مکان کے قریب آتا تہا اپنے کاندہے پر رکہکر تا مسافت بعیدہ پہونچا آتے تہے اور تمام روز اسی شغل مین رہتے تہے چنانچہ یہہ حالات ان بزرگون کے بسبب کثرت شہرت اقامت دلیل کے محتاج نہین لیکن مرض جہالت کا کوئی علاج نہین۔

قال اور پیر جی کی کسبیان بہی مرید ہوتی ہین اور اپنا کسب کیئے جاتی ہین اور خرچی سے پیر کا خرچ بہی نکالتی ہین اب تمہاری طرح کسبیان بہی کہتی ہین کہ ہمارا کسب بہی حلال ہے کہ پیر جی کمائی کہاتے ہین اور ہمسے مزاحم نہین ہوتے غرض ایسے ہی بہڑوے پیرون نے تو جہان کو خراب کیا ہے خدا انہیں خراب کرے اور ان ٹہگون سے اپنی پناہ مین رکہے ادہر مال لین اودہر ایمان۔

اقول یہہ اون دنیا طلبون اور مکارون کا ذکر کر رہے ہین جو دنیا کمانے کیواسطے
ہزار حیلے وبہانے کرتے ہین کہین مُلّا سیلانے بنتے ہین کہین پیرون کے بہیس مین
رنگ لاتے ہین غرض جس رنگ سے زخارف دنیا حاصل ہو اوسی رنگ سے کماتے
ہین ایسی ہی بے پیرون کی نسبت پیر معنوی فرماتے ہین ؎ اے بسا ابلیس آدم
طلعتست ؛ پس بہر دستی نباید داد دست - خدا ایسے بے پیرون شہدون کو
خراب کرے جنہون نے جہان کو خراب اور سچے پیرونکو بدنام کیا۔

قال اور بعضے جاہل یون کہتے ہین کہ اگر تعزیہ بنانا منع ہوتا تو ہمکو امام کچھ سزا دیتے
اسکا جواب یہہ ہے کہ تم بڑے جاہل ہو اتنا نہین جانتے کہ اگر امام کے ہاتھ سزا
ہوتی تو پہلے یزید کو سزا دیتے آپ کیون مصیبت اوٹھاتے سزا خدا کے ہاتھ ہے
اور موقوف ہے قیامت پر دنیا جزا اور سزا کا گہر نہین ہے یہان کر لو وہان
بہگتوگے مثل مشہور ہے جیسی یہان کرنی ویسی وہان بہرنی۔

اقول کیا آپکے زعم باطل مین حضرت امام علیہ السلام نے مجبوری سے یہہ مصیبت
اوٹھائی ورنہ در حالت اختیار کبہی اسکا تحمل اور یزید اور تابعین یزید کی سزا
دینے مین تامل نکرتے یہہ آپکا خیال خام مصداق ان بعض الظن اثم نسبت
بحضرت امام ہے اس لیئے کہ جب حضرت جبرئیل محضر شہادت امام خدمت رسول
جلیل مین لائے تو حضرت امام نے اس منصب جلیل اور مصیبت عظیم کو بکمال رضا و
تسلیم اور بوعدہ ثبات قدم اور صبر اتم قبول کیا اوس محضر کو مزین بدستخط کر دیا
اور یہہ سچ ہے کہ سزا خدا کے ہاتھ ہے مگر حضرت امام بہی اوس زمرہ کرام سے
ہین جنکی مشیت بمفاد کریمہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ خدا کی مشیت کے
ساتھ ہے پس اگر امام چاہتے تو یزید اور جملہ تابعین یزید کو اوسی روز سزا مل جاتی کہ تمام
مخلوقات فرزند رسول کی نصرت کو حاضر و موجود تہے مگر آپنے قبول نہ کیا کہ بعض

وہا بیان بے تہذیب کی تکذیب کی واسطے بعض مواقع مین اختیار سزادہی کو بہی ظاہر کردیا چنانچہ بعض ملاعنہ پیاس کے طعنہ دینے پر بد عای حضرت پیاسے جہنم واصل ہوے اور بعضے جنہی آتش خندق سے اشتعال دلانے پر نار دنیا سے جلکر ہاویہ مین داخل ہوے بہرکیف امام نے جب دشمنون کے مظالم پر صبر کیا تو دوستون تعزیہ بنانیوالون کو کیون سزا دیتے بلکہ روز جزا وہ اسکا پہل پائین گے حضرت امام اونکو جزای خیر دلوائین گے۔

قال اور بالفرض بہت کام تم بہی حرام جانتے ہو جیسے چوری حرامکاری شراب پینا جوا کہیلنا اور ان کامون کو ہزار لوگ کرتے ہین جنکے پہلے موجود ہین کچہہ سزا نہین ہوتی کیا امام کو یہہ کام بہی اچہے معلوم ہوتے ہین۔

اقول امام تو آپکے نزدیک برای نام بلکہ ہر مقام پر مورد الزام ہین لیکن اسکے تو آپ بہی مقر ہین کہ سزا خدا کے ہاتہہ ہے پہر کیا خدا کو بہی یہہ سب کام اچہے معلوم ہوتے ہین غنیمت ہے کہ پہلے تو اتنا ہی کہا تہا کہ سزا موقوف ہے قیامت پر اب یہان وہ بہی بہولے۔

قال اور بعضے بیوقوف یون مغز خالی کرتے ہین کہ یہہ باتین نئی نکالی ہین سمہنا اپنے بزرگون سے نہین سنین کیا جانے کون کتاب کہان سے نکلی ہے جسمین یہہ کچہہ لکہا ہے۔

اقول بعضے تہی مغز مطلب قائل پر غور نہین کرتے اولٹا پلٹا جواب دینے پر مرتے ہین مطلب قائل یہہ ہے کہ قرآن مین ایسی چیزونکو تعبیر بہ شعائر اللہ کیا اور اونکی تعظیم کا حکم دیا احادیث سے اقسام بدعت حسب تصریح فریقین ظاہر ہے جسنے تعزیہ وغیرہ امور مباحہ بدعت محرمہ سے باہر ہوی پہر علاوہ قرآن و حدیث اور نئی کتاب کون کہان سے نکلی ہے جسمین یہہ کچہہ لکہا ہے کہ تعزیہ بنانا نارواہے

قال اسکا جواب یہہ ہے کہ تم جو تعزیہ بناتے ہو تو پیغمبر اور اماموں کے بعد دنیاداروں نے مقرر کیا ہے۔

اقول اسکا جواب یہہ ہے کہ پیغمبر اور اماموں کے بعد بہت سی باتین مسلمانون نے مقرر کین ازانجملہ تعزیہ بنانا بہی ہے اور ان سب امور مین رجحان شرعی پایا جاتا ہے علمای اسلام اونکو مستحسن جانتے ہین فائدہ ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ الحسن کو مسلم مانتے ہین۔

قال اور ہم جو کہتے اور کرتے ہین سو پیغمبر اور امام کیوقت کا کہا اور کیا ہے

اقول جہوٹ ہے حضرت پیغمبر اور اماموں نے امام مظلوم کے غم مین مرثیے پڑہے روئے رولائے آپنے یہہ کچہہ نہ کہیا بلکہ برخلاف اسکے خوشی کا حکم دیا پہر کس موںہہ سے کہتے ہو کہ ہم جو کہتے اور کرتے ہین سو امام اور پیغمبر کے وقت کا کہا اور کیا ہے

قال ہماری کتاب قرآن و حدیث ہے خدا و رسول کا کہا ہوا ہے۔

اقول قرآن مین تعظیم شعائر اللہ کا حکم ہے تمنے نہ مانا او سمین ایسے مصائب بیان کیئے ہین جس سے پہاڑ روئین تمنے خوشی کرنا واجب جانا حدیث مین قرآن و اہلبیت کا قیامت تک ساتہہ تہا تمنے یہہ شاخ نکالی کہ ان دونون مین جدای ڈالی پہر تمہاری کتاب قرآن و حدیث کچہہ بہی نہین قرآن و حدیث اون مسلمانون کی کتاب ہے جو شعائر اللہ کی تعظیم مرثیہ مصیبت و ما بکت علیھم السماء والارض کو جو قرآن مین مذکور ہے تسلیم کرتے ہین حسب ارشاد پیغمبر قرآن و اہلبیت کا ساتہہ قیامت تک مانتے اور مرثیہ کہنے اور پڑہنے اور رونے رولانے تقلید و پیروی آنحضرت کی واجب جانتے تہے

قال اور تمہارا مرثیہ اور کتاب دلگیر و مسکین اور میان فلانے کا کہا ہوا ہے

اقول دلگیر و مسکین وغیرہا شعرای اہلبیت کے مرثیے و کتاب بہی قرآن و حدیث کے مرثیہ و کتاب سے ماخوذ ہین فرق اصل و نقل و ترجمہ کا ہے اور قرآن سے

ترجمہ پڑہنے کو تو آپ پہلے ہی حکم دیچکے ہین اسیطرح حدیث کہی ترجمہ کو سمجھ لیجیے

قال اب سچ کہو پرانی بات اور کتاب کسکی ہے اور نئی کسکی اور دنگیر اور مسکین کسکی طرف اور خدا ورسول کسکی طرف۔

اقول ہم سچ کہتے ہین کہ پرانی بات اور کتاب ہمین مسلمانونکی ہے جو قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہین محدثات امور کو قواعد شرع پر منطبق کرکے اوسکے اقسام نکالتے ہین اور نئی کتاب وہابیون کی ہے جو احکام اسلام اور طریقہ مستمرہ اہل اسلام مین نئی نئی باتین نکالکر جہگڑے ڈالتے ہین اور خدا ورسول دنگیر و مسکین ایسے مسلمانون کیطرف اور عبدالوہاب مردود اور سعود نامسعود وہابیون کی طرف ہین۔

قال اور بعضے جو آپکو قابل سمجھتے ہین دیون قابلیت جہاڑتے ہین کہ قرآن اور حدیث تو ہمیشہ سے ہے اور بہت لوگ پڑہے ہوئی ہین لیکن یہہ معنی آیت اور حدیث کے کبہی نہین سنے تہے اسکا جواب یہہ ہے کہ قرآن وحدیث کے لفظ کے معنی تم پہچانتے ہو یا نہین اگر پڑہے ہو تو ہمارا ہاتہہ پکڑکر کہو کہ اس لفظ کے معنے یہہ نہین ہین جو تم کہتے ہو اسطرح نہین اور جو تم طوطے کیطرح سوای لفظ کے نہین جانتے تو پہر ناحق ٹین ٹین کیون کرتے ہو کسی عالم معتبر سے پوچہا تہا کہ اوسنے اس لفظ کے معنے کچہہ اور ہی کہے۔

اقول قرآن مین صفا ومروہ اور شتران قربانی کو شعائر اللہ اور من یعظم شعائر اللہ سے اونکی تعظیم کا حکم فرمایا ہے اور کل شی مطلق ای مباح حدیث مین آیا ہے اب اگر آپکی طرح کوئی کہے کہ صفا ومروہ تو پتہر اور شتران قربانی ذی روح جانور ہین اسیطرح تعزیہ ابرک بانس کا غذ وغیرہ کا بنتا ہے مسجد چونے اینٹ لکڑی سے بنائی جاتی ہے کعبہ اینٹ پتہر سے تعمیر کیا گیا ہے حجر اسود تو خاص پتہر ہی ہے ان سبکی تعظیم مت کرو تعزیہ نہ بناؤ اوسکے بنانیکو بدعت سمجہو اسکا

جواب یہہ ہے کہ قرآن و حدیث کے الفاظ کے معانی تم پڑہے ہو یا نہین اگر پڑہے ہو تو ہمارا ہاتہہ پکڑ کر کہو کہ صفا و مروہ اور بدن اور من یعظم شعائر اللہ کے معانی ان آیات قرآنی مین اور مطلق مباح کے معانی حدیث میں یہہ نہیں ہین جو تم کہتے ہو اور اونسے تعزیہ بنانے اور اوسکی تعظیم کرنے کا جواز نکالتے ہو بلکہ اسطرح ہیں اور جو تم طوطے کیطرح سوائے لفظ کے نہین جانتے یا جان بوجہکر نہین مانتے ہو تو پہر ناحق ٹین ٹین کیون کرتے ہو سو آدمیت اور شے ہے علم ہے کچہہ اور شے ہے لاکہہ طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا۔

قال اور بعضے کمبخت جاہل جب ساطر ضد سے ہار مانتے ہین تو یون کہتے ہین کہ یہہ ہم کچہہ نہین جانتے ہمارے بزرگون سے یہہ بات چلی آتی ہے ہم اپنے باپ دادا کی لیک پر چلین گے اسکا جواب یہہ ہے کہ پیغمبر کے وقت کے کافر بہی حضرت کے مقابلہ مین یہی کہتے تہے جو ہیسے تم کہتے ہو بہلا ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اگر تمہارا باپ دادا اندہا ہو یا ایکبار رستہ چلنے مین کنوین مین جا رہا ہو یہہ سنکر تم بہی اپنی آنکہین پہوڑلو گے اور کنوین مین جاکر گر پڑو گے کہ یہہ ہمارے باپ دادا کی صورت اور سیرت ہے آخر یہہ چال باپ دادا کی ہرگز نہ چل سکو گے بڑا تعجب ہے کہ دنیا کے نقصان مین باپ دادا کے شریک نہین اور دین میں اونکی لیک پر چلا چاہتے ہو ذرا تو شرماؤ کیسے کٹر ہو کلمہ کہو نبی کا اور لیک پر چلو اپنے باپ دادا کی۔

اقول اگر باپ دادا طریقہ اسلام پر ہون تو اونکے طریقہ پر چلنے کو کسنے منع کہا ہے قرآن مین ما وجدنا علیہ اباءنا خدا نے کافرون کی نسبت فرمایا ہے یا مسلمانون کے نسبت بہی یہی حکم آتا ہے کہ اپنے باپ دادا کے طریقہ اسلام پر نہ چلین شاید اسی وجہ سے آپنے باپ دادا کا طریقہ چہوڑا اونکی تقلید اور پیروی کا

پٹہ توڑا ثانی یزید عبد الوہاب مرید کے مرید ہوگئے ذرا تو شرماؤ کیسے کٹر ہو کلمہ پڑہو جناب رسالتماب کا اور طریقہ اختیار کرو عبد الوہاب کا۔

قال بعضے جو جاہلون مین ملامخدوم بنے ہین وہ یون مسئلہ جہاڑتے ہین کہ حضرت امام نے امت کے واسطے سردیا اسواسطے یہہ امت انکا تعزیہ بناتے ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تمہارا زٹل قافیہ جسکا کہین ٹہور نہ ٹہکانا اسکے کیا معنے کہ امت کے لیئے سر دیا جو کوئی کسیکی لیئے سر دیتا ہے تو چاہیئے کچہہ دنیا مین اوسکا بچاؤ ہو یا عقبے مین بہلا ہم تمسے پوچہتے ہین کیا اوسوقت یزید پلید تمام امت کا سر کاٹے ڈالتا تہا کہ امام نے اونکے سر کے عوض اپنا سر دینا قبول کیا اور عاقبت مین بہی امام کے سر دینے سے ہمارے گناہ کی سند معافی کی نہین ملی کہین قرآن و حدیث مین ہے کہ قیامت کو تمہارے گناہ امام کے سر کے عوض بخشے جاوینگے جہان خدا اور رسول نے اسکا ذکر کیا ہے یہی کہا ہے کہ جو کوئی ایمان لاوے اور بہلے کام کرے اوسکو خدا بخشے گا بہلا اتنا سمجہو کہ دنیا اور دین مین کوئی ادنی کسی دوسرےکے گناہ مین مارا دہاڑا نہین جاتا اللہ ہمارے عوض امام کو کیون مارتا الہی ہماری ہزار ہزار توبہ گناہ ہم کرین اور امام مارے جاوین۔

اقول یہہ بیچارے جاہلون کا زٹل قافیہ نہین ہے بڑے بڑے محققین علماء کرام سے شنا سنایا ہے حضرت امام کا خدا کی راہ مین سر دینا توظاہر ہے لیکن فدیہ رسول اور ذریعہ شفاعت امت رسول مقبول ہونا ہی آیا ہے چنانچہ سر الشہادتین مین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم مین جملہ کمالات خدانے جمع کیئے تہے فقط کمال شہادت بدین مصلحت باقی تہا کہ آپکی شہادت بالاعلان سے کسر شوکت اسلام واختلال دین مبین ہوجاتا پس حکمت الہی اسکی مقتضی ہوئی کہ آپکے عزیز ترین اولاد کی شہادت سے کمال

مین بہی ویسا ہی معلوم ہوا جہو ٹیکو خواب بہی جہوٹا دکہائی دیا یہہ آپنے اپنے پیر کی تعریف مین سچ کہا کہ ہر جیسے کو تیسا نہ اسمین کوڑی خرچ کرنی پڑے نہ پیسا ۔

قال حدیث مین آیا ہے جو بات مین سچا زیادہ وہ خواب مین بہی سچا زیادہ جب حضرت پیغمبر کو جنکی صورت شیطان نہین بن سکتا ہے انکے حدیث خواب یہہ حکم ہے کہ شرع اور حدیث زندگی کے مخالف ہو تو اوسپر عمل نہین درست پہر اور کا خواب کس گنتی مین ہے یہہ دین مسلمانی خواب وخیال سے مقرر نہین ہوا خلقت ایسی گمراہ ہوئی کہ ہمنے حضرت مدار سلار اور فلانے پیر وشہید کو خواب مین دیکہا وے ہمسے یون کہہ گئے خدا ایسی جہالت سے پناہ مین رکہے

اقول پہر آپکے پیر کا خواب بہی نہ تین مین نہ تیرہ مین کسی گنتی مین نرہا وہ ساری منامات وکرامات گاؤ خورد ہوگئے آپنے سچ کہا کہ یہہ دین مسلمانی خواب وخیال مقرر نہین ہوا ایک عجیب الخلقت ایسا گمراہ ہوا کہ مین نے حضرت پیغمبر اور حضرت علی اور حضرت بی بی اور سب سے بڑہکر خدا کو خواب مین دیکہا کہ وہ ہمسے یہہ کرگئے اور کہہ گئے خدا اس جہالت سے پناہ مین رکہے

قال اور بعضے بیوقوف جسکو سنتے ہین کہ بدعت سے منع کرتا ہے کہتے ہین کہ یہہ شخص وہابی ہے ایسی باتین وہابی کرتے ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ جس بات سے ہم منع کرتے ہین اوسکی برائی قرآن وحدیث سے بیان کرتے ہین کہین وہابیون کا نام نہین لیتے ہین نہ انکی بات کی سند پکڑتے ہین باوجود اسکے ہمارا وہابی کہنا ہمکو بیجا ہے اور اگر وہابی اسیکا نام ہے کہ جو شرک اور بدعت کو دور کرے اور موافق قرآن وحدیث کے عمل مین لاوے تو ہم وہابی سہی بقول امام شافعی کے اگر رفض فقط حب آل محمد کا نام ہے تو ہم رافضی ہین ۔

اقول یہہ تو وہی مثل ہوئی کہ چور کی داڑہی مین تنکا آپ لاکہہ چہپایئے اور باتین بنایئے مگر نبی خانہ اور تعزیہ خانہ بلکہ روضۂ آن حضرت علیہ السلام اور تعزیہ امام کی اہانت کرنے اور میلاد شریف سید کونین و مجلس عزای امام حسین علیہ السلام کو بدعت ٹہرانے اور آن حضرت کے شعائر مٹانے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کہلے وہابی اور اسی فرقہ ہر بابی سے ہین یہہ فقط آپکا مکر و غل ہے کہ ہمارا قرآن و حدیث پر عمل ہے خدا امام شافعی کو جزای خیر دے کہ وہ حب آل محمد مین رافضی ہونے کو تیار ہوگئے مگر آپکو آل محمد سے وہ عداوت ہے کہ جیسے رافضیون سے آن حضرات کی محبت پر خفا تہے ویسے خود انسے بیزار ہوگئے کہ وہابی ہونا قبول کیا مگر محبت آل محمد کے مارے رفض سے عدول نکول کیا۔

قال اور جو بڑی بیل ہین وے یون بولتے ہین کہ مسلمانی اب دو کامون مین آرہی ہے ایکتو گائے کا گوشت کہانا دوسرے تعزیہ بنانا اسکا جواب یہہ ہے کہ گائی کا گوشت کہانا نہ فرض ہے نہ واجب نہ کچہہ ثواب نہ عذاب جسطرح اور گوشت حلال ہین ایک یہہ بہی ہے بالفرض اگر ہنود گائی کا گوشت کہانے لگین اور باتین مسلمانی کی قبول نہ کرین تو بہی ہم اونکو مسلمان نہ کہین گے اور جو فقط گائے کہانے مین مسلمانی ہوتی تو سب سے بڑے مسلمان چمار اور بہنگی ہوتے کہ سب سے زیادہ کہاتے ہین نہ حلال چہوڑین نہ مردار بقول شخصے کہڑی گائی کہانے والے ہین۔

اقول زہے قابلیت گائے بیل کے قصے اور مسلمانون سے مناظرہ اب مثل عجل جسد لہ خوار۔ اس میدان سے الگ فریاد کیجئے اور گاؤ زوری مین قول سعدی یاد کیجیئے ؎ اسپ لاغر میان بکار آید ✽ روز میدان نہ گاؤ پرواری بہلا شعائر ایمانی اور رتبۂ مسلمانی سے گاؤ کو کیا لگاؤ ہے۔ برات عاشقان

برشاخ آہو۔ سنا تہا کہ قنوجی برہمن کے ساتہہ شاخ گاؤ ہے لیکن چونکہ ہم آپکے حال سے واقف ہین اسکی لم سمجہہ گئے واقعی کیونکر آپ گاے بیل کی رعایت نہ نباہین کہ مریدین سرکار مین چہپی مُہ بیٹھے جولاہے کتر قنوج کے قصائی شہر ہین پہر بلّی کو خواب مین چہیچہڑے ہی نظر آیا چاہین سچ کیف ایسے گوکہتے سنا ہم وہی لوگ پہسلتے ہین جو اس امت مین ہوکر سامری کی لیک چلتے ہین ابجدرا سو چہیلے شرمائیے نری کہری بچہیا کی پایا نہ بنجائیے۔

قال اور جو اس سبب کہتے ہو کہ گاے کہلنے مین ہمکو ہندوؤن سے کمال تفرقہ حاصل ہوتا ہے کہ جسکو وہ معبود ٹہراتے ہین اور تعظیم کرتے ہین ہم اوسکو ذبح کرکے کہلاتے ہین گویا ہمارے اونکے دین مین اسی بات سے کمال جدائی نکلتی ہے تو شاباش آفرین پہر تعزیہ کو بہی یہی بوجہکر چہوڑدو کہ جسطرح گاے کہانے مین ہندوؤن سے مخالفت تمام ہے تعزیہ بنانیمین بہی اونسے موافقت اور مشابہت مالا کلام ہے یہان بغیرتی کا برقع کیون پہنے ہوا ور اونکی موافق اور مشابہہ ہوی جاتے ہو۔

اقول یہہ نہ معلوم ہوا کہ تعزیہ بنانے مین ہندوؤن سے کس بات مین موافقت اور مشابہت ہے کیا وہ بہی کوئی چیز بلا تشبیہ مثل تعزیہ اپنی کسی اوتار کی مصیبت مین بناتے ہین یا اہل اسلام تعزیہ کو مثل معبودان ہنود اپنا معبود ٹہراتے ہین یہہ دونون امر تو ایسے بدیہی البطلان ہین کہ کوئی مسلمان اسکے بطلان مین شبہہ نہین کرسکتا پہر کونسی مشابہت ہے شاید وہی پرانا ڈہکوسلا ہوگا کہ تعزیہ ابرک بانس کاغذ سے بنتا ہے سو اسکا جواب بکرات و مرات بخوبی ہوچکا ہے اور بدلائل ثابت کردیا گیا ہے کہ تعزیہ بنانا عمومات شرع سے مستفاد ہوتا ہے اسمین کچہہ قباحت نہین

اور ہنود کے افعال و اعمال مین کوئی شریعت اسلام کا لگاؤ اور اباحت نہین مگر آپکی آنکھون مین ہنود کا رنگ ایسا سما رہا ہے کہ آپکو اسلام بہی اوسی رنگ کا نظر آرہا ہے۔

قال ذرا سمجھو یہی سبب ہے کہ ہنود کسی اور کام مسلمانی مین شریک اور موافق نہین ہوتے ہین بلکہ دشمنی رکہتے ہین مگر تعزیہ اور گورپرستی سے راضی ہین بلکہ شریک ہوکر شربت اور ریوڑی چڑہاتے ہین اور درگاہون مین نذر و نیاز لیکر جاتے ہین اسواسطے کہ اسمین مشابہت پاتے ہین سچ ہے ؎ کبوتر با کبوتر باز با باز ٭ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز۔

اقول واہ رہی اولٹی سمجھ اجی حضرت اسکا سبب معاذ اللہ جنسیت اور مشابہت نہین بلکہ رعب شوکت و جلالت شعائر حضرت امام اور ابہت اولیای کرام سے نذر و نیاز چڑہاتے اور اس کار خیر کے فیض و برکت سے بالآخر اکثر پابند اسلام ہو جاتے ہین افسوس آپنے لکھنؤ کے نامی گرامی ہندوؤنکو نہین دیکہا ورنہ بخوبی ظاہر ہو جاتا کہ تعزیہ داری کی برکت سے کتنے ہندوؤن نے شعائر اسلام کو اختیار کیا اور بت پرستی کو مطلقاً چھوڑ دیا مراسم کفر سب موقوف ہوکر اقامت صلوۃ اور ایتاء زکوۃ مین بدل مصروف ہوئے اب ذرا سمجھو کہ اسی تعزیہ داری کے بدولت ہنود جملہ کام مسلمانون مین مسلمانون کے شریک اور موافق ہوجاتے ہین آپ اولٹی جاتے ہین مسلمانونکو مشابہت ہنود کا الزام دیا یہہ نہ سمجھے کہ اپنا ہی اسلام کہان بیل گیا سچ ہے ؎ کلاغے تگ کبک را گوش کرد ٭ تگ خویشتن ہم فراموش کرد۔

قال اور بڑے شرم کی بات ہے کہ تمنے قرآن و حدیث نماز و روزہ و حج زکوۃ سب چھوڑکر کاٹ بانس اور گائے مین مسلمانی مقرر کی۔

اقول بڑی شرم کی بات ہے کہ جواب پا ہی جاتے ہو پھر باتین بنائے جاتے ہو
اس کاٹ بائبل کو خدانے یہہ شرف دیا ہے کہ مسلمانون کا کیا ذکر اسی کی بدولت
سے کفار بہی قرآن و حدیث پڑہتے اور صوم و صلوۃ حج و زکوۃ سب ارکان
اسلام رفتہ رفتہ ادا کرنے لگے پس جسکے سبب سے اسقدر اشاعت اسلام ہو
اوسکو دیندار لوگ کیونکر شعائر ایمانی اور تمغہ مسلمانی نہ مقرر کرین۔

قال ذرا شرماؤ وہ بڑی بیل کا ٹہکے آلو نہ بنو۔

اقول ؎ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ✿ آنچہ آن شیخ بما گفت بگو میگویم

قال اور تعزیہ کا احوال ہمنے اوپر کے اودہیرن کر دکہایا اور باقی رہا سہا
اور دکہائے دیتے ہین۔

اقول یہہ سب منصفون کے ذہن مین منقوش ہو گیا کہ آپکا اودہیڑن بالکل
کالعہن المنفوش ہو گیا اب جو باقی دکہائیگا انشاءاللہ اسیطرح بجتا ئیگا۔

قال فصل تیسری چند مکرا ور ذرا دل سے سنو کہ بنیاد تعزیہ کی اس بات پر
ہے کہ موت اور مصیبت مین رو کے پیٹے جسطرح ہو سکے۔

اقول بنیاد تعزیہ کی ہر موت اور مصیبت کے واسطے نہین ہے یہہ آپکا کرہے
ہان مصیبت امام مین رونے اور پٹینے کو کہئیے تو صحیح ہے۔

قال اب دیکہو کہ خدا ورسول نے ایسے وقت مین تعزیہ بنانے اور مرثیہ گانیکا
حکم دیا ہے یا صبر اور اپنی یاد کرنیکو فرمایا ہے۔

اقول خدا خیر کرے اب آپ ابتدائی فصل سے بگڑے کلام فقط مصیبت امام مین
تہا آپنے ہر مصیبت کو عام لیلیا اور اوسپر الزام دیا خیر ہر مصیبت کے واسطے
خدا ورسول نے تعزیہ بنانے کا حکم نہین دیا مصیبت امام نے منجملہ شعائر ذکر
کیا ہے اور خدا ورسول کی یاد تو شادی و غم ہر حال مین مقدم ہے اور صبر بہی ہر حال مین

منحصر ہے مگر رونے پیٹنے سے صبر نہین جاتا چنانچہ اسکا ذکر بعد اسکے آتا ہے۔

قال تعالی اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصابرین اللہ تعالی فرماتا ہے اے مسلمانو قوت پکڑو صبر کرنے سے اور نماز سے بیشک اللہ تعالی ساتھہ ہے صبر کرنیوالون کے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کچھہ مشکل اور مصیبت پڑے تو اوسمین صبر اور نماز سے قوت پکڑے کیونکہ بغیر مشکل اور مصیبت کے صبر کی حاجت نہین اور جو کوئی صبر نکرے اللہ اوسکے ساتھہ نہین اور صبر کرنا ایمان کی نشانی ہے۔

اقول اس آیہ کریمہ سے ہمکو روز عاشورہ حضرت امام کا نماز کے واسطے اہل شام سے مہلت طلب کرنا یاد آگیا افسوس اون اشقیانے امام کو نماز کی بہی مہلت ندی اور آپنے نماز خوف ادا کی اپنے جد امجد کیطرح کما سیاتی فرقت احباب اور اعزہ مین روئے رولائے اون مصائب بیحساب مین صبر کے جوہر بہی دیکہائے پس صبر کرنا بیشک ایمان کی نشانی ہے لیکن رونے رولانے کو منافی صبر سمجہنا محض بے ایمانی ہے بہلا یہہ تو بتلایئے کہ یہہ آیت جنپر نازل ہوئی تہی وہ خوب اسکا مطلب جانتے تہے یا آپ اور اونہون نے جو اپنے اعزا اقارب کی مصیبتون پر گریہ و بکا بلکہ صیحہ و نالہ کیا جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا وہ آپکے نزدیک صابرون مین تہے یا نہین اگر تہے اور بیشک تہے تو ہم بہی رونے اور صبر کرنے مین اپنے پیغمبر اور امام کے پیرو ہین اور خدا ہمارے ساتھہ ہے اور اگر معاذ اللہ آپکے زعم فاسد مین یہہ حضرات صابرون مین نتہے تو پہر جب پیغمبر اور امام ہی بے صبر ٹہرے اور اونہین کی کچھہ آپ رعایت نکرین تو ہم کیا شکایت کرین

قال اور صبر شرع اسیکا نام ہے کہ مصیبت مین آپکو نوحہ و زاری اور پیٹنے اور گریبان پہاڑنے سے بند کرے۔

اقول ہمتو اتنا جانتے ہین کہ حضرات انبیا خصوصاً حضرت سید انبیا و اہلبیت وصحابہ ان سب اکابر مین صبر جمیل بورث اجر جزیل تہا جس صبر کے ساتہہ وہ بہت باتین جو آپنے خلاف صبر لکہی ہین کرتے تہے خواہ وہ صبر عرفی ہو یا شرعی اب ہم ان چارون چیزون کی جنکو آپ مخالف صبر کہتے ہین علیحدہ علیحدہ سند پیش کرتے ہین اما نوحہ و زاری پس حضرت یعقوب کا رونا تو مشہور ہے اور قرآن مین اسطرح مذکور ہے وابیضت عیناہ من الحزن یعنے روتے روتے اونکی آنکہین سفید ہوگئین نور بصارت جاتا رہا برادران یوسف نے زیادہ رونے رولانے پر آپکی طرح طعنے دیئے جسکے جواب مین حضرت یعقوب نے بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل کہا ہمارے حضرت کو وقت انتقال فرزند خود حضرت ابراہیم اسقدر رونا آیا کہ جوش رقت مین جاہلون کے شبہات واہیہ دفع کرنے کو بموجب روایت صحیحہ البکاء من الرحمۃ فرمایا اور حضرت امیر حمزہ سید الشہدا کے سانحہ پر تو اسی بیتابی سے روئے اور ایسا گریہ عجیب دردانگیز مرثیہ پڑہا کہ سننے والون کے ہوش کہوئے چنانچہ مدارج النبوۃ مین ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ گفت ندیدیم ہرگز آن حضرت صلعم را گریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریہ وی بر حمزہ ابن عبد المطلب ایستاد بر جنازہ وی و گریہ کرد و بر داشت آواز تا بیہوش شد و فرمود یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ یا اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ و از اینجا معلوم می شود کہ در ندبہ و بے طاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجود آمدہ است واللہ اعلم انتہی پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصیبت مین رونا رولانا مرثیہ پڑہنا بلکہ حالت بیطاقتی مین آہ و نالہ صیحہ و فریاد تک بہی منافی صبر نہین ہے۔ اور جو سنگدل اسکو بے صبری سمجہے اوسکا دین و ایمان جاتا رہا کہ اوسنے ہمکو نہین بلکہ رسول خدا کو

بے صبر کہا اور خود آن حضرت کے غم مین اہلبیت کا تو کچھ ذکر نہین صحابہ نے یہہ حالت بنائی کہ گریہ و زاری و نالہ و بیقراری کیسی بلکہ جزع و فزع تک نوبت آئی عن سالم بن عبید الاشجعی قال لما مات رسول اللہ صلعم کان اجزع الناس کلھم عمر ابن الخطاب رض یعنے جب حضرت پیغمبر نے انتقال کیا تو سب سے بڑھکر جزع فزع کرنیوالے حضرت عمر تھے اور اس سے بڑھکر ابن یسر کی روایت ہے کہ جب حضرت کی وفات ہوئی تو شدت غم والم سے صحابہ عدول کے عقول زائل ہوگئے اور بعض زمین گیر ہو کر قیام سے اور بعضے گونگے ہو کر کلام سے معذور ہوگئے اور ابن عباس کا یوم الخمیس یا یوم الخمیس کہہ کہکر رونا تو بہت مشہور اور صحیح مسلم وغیرہ مین بہی مذکور ہے اب ہم نہین جانتے کہ یہہ سب صحابہ کی بے صبری ہے یا آپکو خود سے صبر سے بیخبری ہے اب سر پیٹنا اور گریبان پہاڑنا لیجیے اوسی مدارج مین یہہ عبارت ملاحظہ کیجیے پس فرمود آن حضرت بفرما ابا بکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست بر سر زنان و فریاد کنان انتہی پہر جامع کبیر سے یہہ روایت گریبان پہاڑنے کی نکالیے اور حضرت خلیفہ ثانی پر طعن بیجا کرنے سے اپنے گریبان مین سونہہ ڈالیے عن عبد اللہ بن عکرمہ قال عجبا لقول الناس ان عمر ابن الخطاب نہی عن النوح ولقد بکا علی خالد بن الولید بمکہ والمدینہ نساء بنی المغیرہ سبعا یشققن الجیوب ویضربن الوجوہ وما نہیھن عمر رض یعنے عبد اللہ بن عکرمہ نے کہا کہ تعجب ہے لوگون کے اس کہنے سے کہ حضرت عمر نے منع کیا نوحہ و بکا کرنیسے حالانکہ خالد بن ولید پر مکہ اور مدینہ مین سات عورتین قبیلہ بنی مغیرہ کی روئین اور اپنے گریبان پہاڑے اور سونہہ پر طمانچہ مارے اور حضرت عمر نے اونکو منع نکیا انتہی پہر آپ کیا حضرت شیخین سے بہی اتالیق ہوگئے ایسے حد سے گذرنے لگے کہ جن باتون سے اونہون نے کچہہ تعرض

شہادت بہی آپکی دیگر کمالات سے ملحق ہوجائے فاستنابت الحسنین علیہما السلام مناب جدہما صلعم پس عنایت الٰہی نے حصول کمال شہادت کے واسطے حضرات حسنین علیہما السلام کو قائم مقام اونکے جد بزرگوار آنحضرت صلعم کا کردیا انتہی اسکا حاصل یہی ہے کہ حضرات حسنین آنحضرت صلعم کے عوض فائز بدرجہ شہادت ہوی اور مولوی حسن رضاخان بریلوی کی کتاب شہادت نامہ مین یہہ عبارت ملاحظہ ہو شہادت مین اوس جناب کی چند نکات واقع ہین اول نکتہ یہہ ہے کہ جب حقتعالی جل جلالہ نے ابراہیم کو واسطے ذبح کرنے حضرت اسمٰعیل کے حکم فرمایا فرشتون نے عرض کی کہ خداوندا نور فیض نشور جناب سرور عالم فخر موجودات رحمت عالمیان وصفوت آدمیان وتتمہ دور زمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا پیشانی نورانی اسماعیل مین ہے پس اگر وہ ذبح ہوگا ظہور ونشور حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین کا کیونکر ہوگا ارشاد ہوا کہ اگر کوئی اور بدلے اسماعیل کے قربانی ہماری قبول کری تو یہہ امر موقوف ہو کسی نے پانون جرات کا میدان شجاعت مین نرکہا مگر روح پرفتوح امام حسینؑ نے اس امر کو قبول کیا کہ عوض حضرت اسماعیل کے دشت کربلا مین ہوکے پیاسے خنجر ستم اور تیغ ظلم سے شہید ہوی چنانچہ وفدیناہ بذبح عظیم سے بقول صاحب کشاف اور مصنف مدارج النبوۃ کے اشارہ شہادت حسین علیہ السلام سے ہے انتہی اس تقریر علمای تحریر سے بہی عوض آنحضرت ثابت ہے گو حضرت اسماعیل بسبب حامل نور آنحضرت ہونے کے واسطہ ہوگئے اور منکر شفاعت لائق شفاعت ہے کتاب کنز الغرائب مین امام طبری کے سیر کبیر سے یہہ روایت ہے۔ کہ جبرئیل گفت ای سید این دو میوہ باغ ترا شربت شہادت چشانیدہ یکے را بزہر و دیگرے را بہ تیغ بیدریغ خواہند کشت واین مصیبت ترا سبب زیادتی شفاعت

است است انتہی پس ہمتو بشفاعت پیغمبر و آل پیغمبر انشاء اللہ نجات پائینگے اگر آپ بسبب شامت اعمال شفاعت آل سے محروم رہے تو اور بہ روز شہر ائینگے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من تشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

قال اے نادانون حضرت امام علیہ السلام نے اپنا سر اللہ کیواسطے دیا ہے کہ اللہ اون سے راضی ہوا اور اونکو شہادت کے درجے ملین یزید جو مخالف شرع اور بدعتی تہا اسواسطے اوسکی تابعداری قبول نکی کہ دین کا نقصان نہو جان جاکر لیکن ایمان بچا ے۔

اقول بے شک حضرت امام علیہ السلام نے حفظ نور نبوت کی غرض سے اپنا سر اللہ کی راہ مین دیا اور اللہ اونسے راضی ہوا مگر یزید پلید کی تابعداری نکرنے اور اوس بدعتی کی بدعتین دور کرنے سے آپ حضرت امام سے راضی نہوے بلکہ اونکے دوستون کے دشمن ہوگئے اونکو بدعتی قرار دیا شعائر امام کے مٹانے پہ مستعد ہوے یزید پلید کا بدلا امام شہید سے لیا اوسپر یہہ دعوی کہ حضرت امام ہمارے باپ ہین کیا لائق اولاد ایسی ہی ہوتی ہے جیسے آپ ہین۔

قال سبحان اللہ اوس جناب پاک کی کیا تعریف کیجیے پاک بندے مقبول اللہ کے ایسے ہوتے ہین انہین کامون سے امام تھے کہ اللہ کے جان و مال سے غلام تہے۔

اقول الفضل ما شھدت بہ الاعداء۔

قال تعزیہ بنانے اور سر دینے سے کیا نسبت امت کو چاہیے کہ اپنے امام کی پیروی کرین

اقول نسبتین پوچھنا ہمارا کام نہین اتنا جانتے ہین کہ ہمارے امام نے راہ خدا مین سر دیا ہمارے پیغمبر نے عالم مثال مین اونپر گریہ و ماتم کیا ہمنے اپنے پیغمبر کی پیروی کی رو سے رولانے افراط گریہ و بکا کے واسطے تعزیہ ضریح تابوت علم بنائے علماے اسلام نے اونکی تعظیم کے شعائر اسلام سے جانا آپنے وہابیت جتانے اوسکی برائی بتائی

علمای اسلام کا کہنا نہ مانا پہر کر رہنے تنبیہ کی جب ہار مانی تب انکو نسبتین سمجہانے۔

قال محبت اسکا نام ہے کہ اپنے امام کے موافق ہو جیئے۔

اقول حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ انا قتیل العبرۃ لا یذکرنی مومن الا بکی ہم موافق ارشاد امام آپکی مصیبت پر روتے رولاتے زیادتی سامان عزا کے واسطے تعزیہ وغیرہ بناتے ہین ابتو اپنے امام کے موافق ہونے سے آپکے نزدیک بہی شاید ہماری محبت مین کچہہ شبہہ باقی نہ رہے۔

قال دیکہو نماز کی امام کے اگر نماز مین کوئی پیچہے موافقت نہ کرے تو اپنی نماز ہی کہو دی اور اوسکو امام سے مخالفت ہو گی بہلا جب نماز مین امام کی موافقت فرض ہے تو ایمان کی امام کے اوس سے اولے تر ہے۔

اقول تمہین دیکہو جب امام نماز کی مخالفت کا یہہ حکم ہے کہ نماز جاتی ہے تو ایمان کی امام کے مخالفت سے ایمان جاتا ہے پہر تم ایمان کی امام کی کیون مخالفت کرتے جلتے ہو اور شعائر امام کو مٹاتے ہو حضرت امام کا نام بیہودہ طور پہ لیکر شور و غل مچاتے ہو پس تمنے اگرچہ نماز کو نہین کہویا مگر ایمان سے تو ہاتہہ دہو یا جسکے ساتہہ نماز بہی تشریف لے گئی۔

قال اب ذرا تو آنکہین کہولو ہوشمین آؤ کہ پیچہے ایسے امام کے کیا کر رہے ہو

اقول یہہ کلمہ سمجہہ شاید آپنے اپنے امام جماعت کے حقمین فرمایا ہے اور اپنے ماموین کی مخالفت پر یہہ بے تہذیب فقرہ سنایا ہے بہرکیف یہہ روزمرہ بازاریون کا ہے شرفا اور علما کی یہہ بول چال اور طرز مقال ہرگز نہین سچ ہے جب اوباش و ارذال کی کثرت صحبت سے خلاف تہذیب باتون کی عادت ہو جاتی ہے وہ بالآخر یہی خرابی لاتی ہے۔

قال اور بعضے جاہل جو آپکو دلیل مین بڑا پکا بوجہتے ہین وہ یون طوطے

زیر رنگ مانگتے ہیں کہ دیکھو صاحب تعزیہ کی بڑی مقبولیت ہے محرم کے دو روز باقی تھے کہ ایک رات مین اپنے چچا کی اٹاری پر بیٹھا ہوا تھا کیا دیکھتا ہون کہ امام کے چبوترے پر بہت سی مشعلین روشن ہین اور کچھ ادمیون شبہ سا معلوم ہوا بعد تھوڑی دیر کے غائب ہوگیا آپ ہی امام صاحب تھے ان دنون آپکا گذر ضرور ہوتا ہے بڑی قسمت ہماری جو ہمکو دکھائی دیگئے اسکا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو تم بڑے سچے ہو دوسرے تمنے کیونکر جانا کہ وہ امام صاحب کی روشنی تھی سینکڑون جن اور شیطان آدمی کے بہکانے کو مارے پھرتے ہین جو کوئی قرآن و حدیث اور امام کے زندگی کے وقت کی بات چھوڑکر خواب و خیال پر دین اپنا مضبوط کرے اوسکو جن اور شیطان ایسے ایسے طلسمات دکھا کر خراب کرتے ہیں تمنے اپنے چچا کی اٹاری پر یہہ تماشا دیکھا اور عجب تماشا ہے کہ ہمکو مسجد کی اٹاری پر سے ایک چراغ بھی کبھی دیکھائی ندیا کیون نہو شیطان اور جن خوب جانتے ہین کہ یہہ لوگ ایسے تماشے دیکھکر ہرگز نہ ٹلین گے بے قرآن و حدیث کے خلاف نہین مانتے ہین ہم ہزارون مشعلین دیکھائیں تو کیا بلکہ اور لاحول پڑہین گے مگر بیوقوف لوگ تمہاری آس پر ہیں ایسون کو دکھانا ضرور ہے۔

اقول جیسے وہ جاہل ویسے آپ محمد فاضل مگر پھر وہ آپ سے غنیمت ہیں کہ جو واقعہ آنکھون سے دیکھا تھا وہ سچ سچ کہہ سنایا مگر آپنے جواب مین وہ طوفان اوٹھایا جسکا جواب وہ ہمسے سیکھکر ایسا دینگے کہ اولٹ کر وہ اپھی آئیگا اونکا کچھہ بنجائیگا اب ذرا متوجہ ہو کر اپنے شبہات واہیہ کا تعلیمی جواب اونسنے سنیئے اور شرمائیے اور جو وہ لقمہ دیتے ہین یعنے آپ ہی کی سے آپکو کھلاتے ہین طوعًا و کرہًا کھائیے وہ کہتے ہیں آپکے جواب کا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو تم ٹہرے

سچے ہو یا جاہلوں پر شبہ اور عالموں سے مقابلہ کرنیمین کچھ ہو خیر ہم عالمونکی
مدد سے تمکو ایسا جواب دینگے کہ تم بھی یاد کروگے دوسرے یہہ کہ اسطرح جیسا جانا
کہ وہ امام صاحب کی روشنی تھی کہ حضرت امام نور خدا ہی علم یزلی اور شمع
دودمان زہرا و علی ہین اونکی نور کرامت ظہور کو دنیا کی کسی روشنی سے نسبت نہین
ہے اوس نور خدا کا ایک ادنی فیض عام ہے کہ جس آنکھہ نے اوسکا ایک جلوہ بہی
دیکہہ لیا وہ بعلم الیقین جان لیتے ہین کہ یہہ نور نبی یا امام ہے جن اور شیطان
اگر اس دہوکے مین آئین تو فورًا جل جائین آپکو کچھہ اپنے پیشواؤن کے بہی شیطانی
خواب یاد ہین جو سراسر مورث شرک و الحاد ہین ذرا آنکہین کہول کر اپنے پیر سید
اسماعیل کی کتاب سقیم صراط مستقیم دیکہیئے جسمین آپکے پیر مقتول کی بہت سی
کرامات اور منامات مندرج ہین از انجملہ آنحضرت صلعم نے عالم خواب مین اونکو تین
خرمے کہلائے پہر دوسرے خواب مین حضرت علی نے غسل دیا حضرت بی بی نے
کپڑے پہنائے پہر تیسرے نمبر پر عنایت رحمانی اور تربیت یزدانی بلا واسطہ اونکی
متکفل حال ہوئی اور خود خدا سے مصافحہ کی نوبت آئی اور عجب قیل وقال ہوئی
یعنے خدا نے لاحول ولا قوۃ اونکا ہاتھہ پکڑ کر ایک شی بس رفیع اور بدیع کو اونکے
آگے کیا اور فرمایا کہ ہم ایسی اور چیزین بہی دینگے جیسا یہہ تجکو دیا اب سچ
کہو یہان بہی اسیطرح کہوگے یا نہین کہ جن اور شیطان آدمی کے بہکانے کو
مارے پہرتے ہین جو کوئی قرآن و حدیث اور پیغمبر و امام کے زندگی کے وقت کی
بات چہوڑ کر خواب و خیال پر اپنا دین مضبوط کرے اوسکو جن اور شیطان ایسے
ایسے طلسمات دکہا کر خراب کرتے ہین جیسے آپکے پیر مقتول کو خراب کیا اور شیطان
کے بہکانے سے معاذ اللہ پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر کو اپنا خدمت کرنیوالا قرار دیا
بلکہ اس سے اور فضیلت بڑہا ئی کہ خدا ئی جلیل سے بالمشافہہ قال و قیل کی نوبت آگئی

پناہ بخدا خداے تعالے تو جسم و جسمانیت سے منزہ ہے پہر تمہاری پیر اور تمنے کیونکر جانا کہ وہ اللہ صاحب کا ہاتہہ تہا سچ ہے جو خدا کی جسمیت ثابت کرتے ہیں شیطان کی تابعداری کرتا ہے اوسکو جن اور شیطان ایسے ہی پانون ہاتہہ بلکہ ایک چیز واہیات دکہاکر خراب کرتے ہیں تمہارے پیر نے تو چچا کی اٹاری سے خدا کا سارا ہاتہہ دیکہا اور تمکو مسجد کی اٹاری سے کہ شاید خدا سے ملاقات کرنے گئے ہو گے ایک چنگلیا بہی نہ دیکہائی دی واقعی خدا کے گہر میں شیطان اپنے ہاتہہ پانون کب نکال سکتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جو لوگ خدای پاک کو جسم و جسمانیت سے مبرا اور منزہ جانتے ہیں وہ ایسے ہتکنڈے تماشے دیکہکر ہرگز نہ بہلینگے وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں مانتے ہیں ہم ایک نہیں ہزارون ہاتہہ دکہائین بلکہ پورے جسم کے پتلے بنجائین تو کیا وہ کبھی دم پہ نہ چڑہینگے اور ان طلسمات سے زیادہ لاحول پڑہینگے مگر جو نسناس فقط ہماری آس پہ ہین اور اونکے فہم و عقل مین فساد و فتور ہے اونکو ایسے طلسمات اور پانون ہاتہہ مع دیگر آلات دکہا حاضر رہے

قال اور ایک روز ایک جاہل یون نقل کرنے لگا کہ دیکہو بسا کل فلانے ڈاڑہی نے عجب خواب دیکہا کہ ایک شخص بزرگ آئے اور اوسکے ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون مردود تونے دو سال سے تعزیہ نہین بنایا وہ بیچارہ ڈر گیا بولا کہ مجسے حضرت بہول چوک ہوئی ابکی دو سال کا تعزیہ نکالون گا اسکا جواب یہہ ہے کہ ڈاڑہی کا خواب بیتال و سرکا ہے قربان جایئے تمہارے بوجہہ کے جو بیچارات دن شراب پیکے کسبیون کو نچائیں سو حضرت امام کو دیکہے

اقول حکیم بو علیخان مرحوم اپنے رسالہ مین اسکے جواب مین فرماتے ہیں کہ این خواب فتح محمد فرخ آبادی بعد توبہ از معاصی جلوہ ظہور پذیرفتہ پس تشنیع بافعال

سابق محض بیجا است انتہی اور ہم کہتے ہین کہ بیچارہ ڈاڑہی پر تہمت نکیجیے اوسنے
تو حضرت امام کا نام بہی نہین لیا آپنے اپنی تجویز سے امام کا نام لیکر اوسکو الزام
دیا ظاہر اوہ کوئی ایسے بزرگ تہے جنکو امام کی محبت سے یہہ خیال آیا کہ اپنے سب
برے کامونسے توبہ کی مگر امام کی محبت سے کیون سونہہ موڑا تعزیہ بنانا کیون چہوڑا

قال سوچو تو ایسا ڈاڑہی بہڑوا کسی بہڑوے شیطان کو خواب مین دیکہو گا
یا حضرت امام کو۔

اقول انما الاعمال بالنیات۔ خدا کی رحمت وسیع ہے جب اوسکو خدا نے
برے اعمالون سے توبہ کرنے کی توفیق دی اور اوسنے توبہ کرکے اپنی نیت خالص
کی تو حضرت امام کا خواب مین دیکہنا کوئی تعجب کی بات نہین باینہمہ یہہ اوسنے کب
کہا کہ مین نے امام کو خواب مین دیکہا یہہ آپکا حاشیہ ہے۔

قال اور عجب ہے کہ امام نے اسپر کبہی آکر طمانچہ نہ مارا کہ شراب نہ پی اور کسبیونکی
نوکری نہ کر اور نماز و روزہ کیون نہین ادا کرتا۔

اقول جو شخص سب منہیات سے توبہ کر چکا ہو بعید ہے کہ وہ روزہ نماز نہ ادا
کرتا ہو پہر آپ اپنے فرضی امام کے نہ مارنے پر ناحق تعجب کرتے ہین اور اگر
درحقیقت بموجب آپکی کشف الالہام کے وہ امام ہی تہے تو پہر کچہ عجب سے بڑہکر
عجب یہہ ہے کہ حضرت پیغمبر نے ابن عامر کو باوجود شراب پینے اور توبہ نکرنے
کے طمانچہ نہ مارا کہ شراب نہ پی بلکہ اور ون کے جہڑکنے پر اوسکی رعایت
و حمایت کی کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکہتا ہے اسکو کچہہ نکہو۔

قال اور مارا تو ابرک بانس کے لیے۔

اقول مارنے اور تنبیہہ کرنے کا یہی موقع تہا کہ بعضے ناخلف اولاد حسن حسین
کہلا کر ابرک بانس کی لم لگا کر تعزیے کے نہ بنانے اور شعائر امام کے مٹانے پر تغیر

براہین و دلائل محض تعصب و نفسانیت سے سی لاطائل کر رہے ہین کیا تو بھی ایسون کے بہکانے مین آیا جو تعزیہ نہ بنایا۔

قال اور ایسے ایک خواب پر اعتماد کر لیتے ہو۔

اقول آپنے تو اپنے پیر کتے ہین خوابہاے پریشان پہ جو مصداق ظلمات بعضہا فوق بعض تھے بلا حجت و سند اعتماد کر لیا اگر اوس بیچارے نے ایک خواب پہ اعتماد کر لیا تو کیا برا کیا۔

قال اور ہماری سینکڑون دلیلون عقلی نقلی پر ایسے کامو ہین شبہہ ہی نہین لاتے۔

اقول سینکڑون نہین بلکہ ہزارون دلیلین عقلی و نقلی بشہادت قرآن و حدیث و اجماع علما و فقہا ابا حت تعزیہ داری و تعزیہ سازی مین بیان کی گیئن مگر ابھی تک آپ باتین بناے جاتے اور مغالطات وہمیہ اور طرہات خطابیہ و شعریہ کو دلائل عقلیہ و نقلیہ ٹھہراے جاتے ہین کیون نہو گو کہ ایمان جاتا رہا مگر مردون نے جو کہا سو کہا سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

قال اور خواب کی کیا حقیقت پوچھتے ہو جو کوی دنکو جس وہم و خیال مین رہتا ہے اور جسکو واہی تباہی جہوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے اوسکو خواب بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جہوٹے کو خواب بھی جہوٹ و کہاتے ہین ہر جیسے کو تیسا۔

اقول پھر چہپتا کون ہے تم آپ ہی کہتے ہو اور کہا بھی تو کیا کہا جس سے بڑے بڑے خواب خیالون کا اعتبار جاتا رہا کیا آپکے پیر مقتول و نکو حسب معمول اسی وہم و خیال مین رہتے تھے کہ حضرت پیغمبر اونکو خرمے کہلا وین حضرت علی نہلا وین حضرت بی بی کپڑے پہنا وین پھر خدا اونسے ہاتھہ ملاوے ایک نادر عمدہ چیز دکہاوے کیا اونکو ہمیشہ واہی تباہی جہوٹ بولنے کی عادت تھی کہ خواب

کہیا اونکو بہی منع کرنے لگے۔

قال اور نماز پڑہنی مصیبت مین گویا اللہ کی طرف رجوع اور دعا کرنی ہے ہمارے پیغمبر صلعم جب دکہہ مین ہوتے تہے نماز پڑہنے لگتے تہے۔

اقول مصیبت مین تو اللہ کی طرف رجوع ہوتی ہی ہے اور غمزدہ کی آنکہہ بہی روتی ہے سچ ہے ہمارے حضرت صلعم جب دکہہ مین ہوتے تہے نماز پڑہنے لگتے تہے اور روتے تہے پس جب تک آپ صاف صاف اسکا اقرار نکیجیے گا کہ ہمارا رونا رولا ناصبر کے خلاف اور ممدوح نہین یا حضرت پیغمبر کا نوحہ وفریاد صبر کے موافق اور ممدوح نہین تب تک آپکا پیچہا نہ چہوٹے گا اب جس شق کو چاہیے اختیار کیجیے اختیار ہے مگر بہت سوچ سمجہکر کہ ایک مین فقط عار اور دوسری مین خوف ناری سا

قال اور جب حضرت سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تہین بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا حضرت ابراہیم عین اس مصیبت مین نماز پڑہنے لگے اور وہان حضرت سارا نے بہی جاکر بادشاہ کے سامنے نماز شروع کی۔

اقول یہہ تو ہوا لیکن آپکو یہہ کیا قلب ماہیت ہوئی کہ بڑے آدمی کی بی بی کا اسطرح بالاعلان نام لیکر اونکی ذلت اور شکست اسطرح بیان کرتے ہین کہ اونکی بی بی کو بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا کچہہ آپکو ہتک حرمت حضرت ابراہیم خلیل سے پیغمبر جلیل کا خیال نہ آیا خدا کی قدرت دیکہیے جس بات پر آپنے ہمکو ہتک حرمت امام کے طعنے دیئے ایک طوفان برپا کیا وہی کلمہ پیغمبر کی نسبت خدا نے آپکے مونہہ سے کہوا دیا تا کہ آپ اپنے مونہہ سے قائل ہو جائین بیان امر واقعی مین ہتک حرمت کی تہمت نہ لگائین۔

قال اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی حالت موت سنکر نماز پڑہنے لگے۔

اقول اور کالی جمعرات کو یاد کر کے رونے ہی لگے۔

قال اور مشہور ہے کہ حضرت امام حسین بھی سجدے ہی مین شہید ہوئے۔

اقول یہہ اوس نماز آخری کا سجدہ تہا جسکے پڑہنے کی آپنے مہلت نہ پای اور وقت شہادت ادا فرمائی۔

قال اب سمجھو کہ تعزیہ ان دونون باتون کے خلاف ہے صبر کی جگہہ سر پیٹنا اور چہاتی کوٹنا اور نعش بنا کر کوچہ و بازار مین نکالنا اور نماز کی جگہہ ڈہول گہسر تمام بے صبری اور شکایت تال و سر سے نکلتی ہے۔

اقول مؤذن رسول ذوالجلال حضرت بلال کا جبر کے ساتھہ سر پیٹنا صحابہ کا چہاتی کوٹنا شدت غم والم سے گونگے بہرے ہو جانا آنحضرت صلعم کا نماز کے ساتھہ مرثیہ۔ یا حمزہ یا عم رسول اللہ۔ پڑہنا اور بآواز بلند بر و نا نعش امیر حمزہ کو معرکے سے گہر تک لانا پہر گہر سے باہر نکالنا یہہ سب امور متواتر ثابت ہین۔ اور تعزیہ مصیبت امام مین انہین سب باتون کا سعین ہے اب اولٹی سمجھہ کو چھوڑو اور سیدہی طرح سمجھو کہ تعزیہ ان دونون باتون کے موافق ہے اور ہماری مرثیے تو ایسے نہین کہ جنمین بے صبری اور شکایت ہو ہان آپکا مرثیہ جو بڑی وقت اور مشقت سے حضرت ابراہیم و سارا کے حال مین کہا ہے شاید آپکو ایسا ہی معلوم ہوتا ہو کہ جسمین تمام بے صبری اور شکایت تال و سُر سے نکلتی ہے۔

قال معلوم ہوا کہ تعزیہ مین سراسر بے صبری ہے کہ جس سے اللہ کا ساتھہ چھوٹتا ہے اور پیغمبرون اور امامون کے طریقہ اور خدا کے حکم سے کہ مصیبت مین نماز پڑہنا اور صبر کرنا ہی مخالف ہے۔

اقول معلوم ہوا کہ پیغمبرون اور امامون نے جو مصائب مین گریہ و زاری خصوصًا ہماری پیغمبر نے جو امیر حمزہ کے حال پہ اور صحابہ ممدوحین مقبولین نے جور سولِخدا

کی انتقال پر فریاد و بیقراری کی وہ آپکے نزدیک سراسر بے صبری اور خدا کی حکم سے
بالکل بے خبری ہے نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد فے حق ھؤلاء الامجاد۔

قال قال اللہ تعالی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون
اور نہ کہو جو مارا جاسے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین بلکہ زندہ ہین لیکن تمکو خبر نہین
انتہی بدر کی لڑائی کے بعد صحابہ شہیدون پر افسوس اور غم کرتے تھے کہ دیکھو
فلانے نے یون جان دیا اور دنیا کی لذت سے محروم ہوا سو اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو
کوئی اللہ کی راہ مین مارا گیا اوسکو مردہ سمجھکر اوسپر افسوس اور ماتم کرنا نہ چاہیئے

اقول اب بے اعتدالی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ خدا کے کلام مین بھی ایجاد
بندہ ہونے لگی یہہ طوفان ہو رہا ہے کہ جو جی مین آیا وہ اپنے مطلب پوچ
کی تائید مین بے تکلف بڑہا یا بھلا آیہ مصدورہ کے کس لفظ کے یہہ معنی بیان
ہوئی کہ جو اللہ کی راہ مین مارا گیا اوسکو مردہ سمجھکر اوسپر افسوس اور ماتم کرنا نہ چاہیئے
اللہ رے جرات کہ آپ ہی تو یہہ فقرہ جمایا اوسپر کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا
فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ
لیشتروا بہ ثمنا قلیلا انتہی پس ویل اونکے لیئے ہے جو لکھتے ہین کتاب اپنے
ہاتہون سے پھر کہتے ہین کہ یہہ خدا کے پاس سے ہے تاکہ بیچین اوسکو کم قیمت قربان
اس قرآن خوانی اور تفسیر دانی کے اجلہ صحابہ پر بھی یہہ الزام لگایا کہ اون
بزرگوارون نے لذات فانیہ دنیا کی محرومی پر غم کہایا سچ ہے تعصب دشمن
ایمان بد بلا ہے گویا یہہ شعر آپ ہی کے واسطے موزون ہوا ست گر تو قرآن برین
نمط خوانی ٭ ببری رونق مسلمانی۔

اقول کیونکہ وہ اللہ کے پاس زندہ ہین اور اپنے زندہ کا کوئی جہان مین ماتم
نہین کرتا پھر اللہ کے زندہ پر کیون ماتم کرے۔

اقول واہ سبحان اللہ کیا معقول دلیل ہے واقعی جیسی آپکو سوجھی ایسی تو پیغمبر و امام ایکطرف معاذ اللہ خدا کو بھی نہ سوجھی باوجودیکہ شہدا اوسکے پاس زندہ موجود رہینا اور بقول آپکے اپنے زندہ کا جہان مین کوئی ماتم نہین کرتا پھر کیون آسمان و زمین سے اونکا غم اور ماتم کروایا اور ما بکت علیہم السماء والارض فرمایا۔

قال مگر ہان اتنا فرق ہے کہ اللہ کے زندہ کی تمسے ملاقات نہین۔

اقول غنیمت ہے اتنا فرق تو نکالا مگر کیا فائدہ کہ آگے چلکر پھر بہک گئے۔

قال سو اسکو یون سمجھو کہ جیسے کوئی تمہارا بزرگ یا قریب کسی ولایت دور دست مین نکل گیا ہو اور تم سنو کہ وہ وہان صحیح و سلامت چین مین ہے تو البتہ یہہ حال سنکر اوسکے سفر کی مصیبت کو یاد کرکے ہرگز ماتم نہ کروگے۔

اقول دیکھئے بہکئے نہ اور ایسے بہکے کہ کچھہ حضرت رسول خدا صلعم کا بھی لحاظ نرہا اور بے سوچے سمجھے یہہ خود تراشیدہ فقرہ کہا معاذ اللہ کیا حضرت پیغمبر کو آپکے برابر بھی سمجھہ نہ تھی کہ وہ حضرت امیر حمزہ کی شہادت سے بآواز بلند گریہ و زاری نالہ و بیقراری فرماتے اور دل غمدیدہ اور خاطر زخم رسیدہ کو یون سمجھاتے کہ وہ ہمارے بزرگ اور قریب ایسی ولایت مین گئے جو منصوص بنص جنات تجری من تحتہا الانہار اور جسکا مثل و نظیر دنیا مین دشوار ہے اور ہمنے سنا کہ وہ وہان صحیح و سلامت بعزت و کرامت ایسے چین مین ہین جو دنیا مین نصیب نہین پھر یہہ خوشی کا حال سنکر اونکے سفر کی مصیبت کو یاد کرکے ہرگز غم اور ماتم نہ کرین پھر جب حضرت پیغمبر نے ایسا نکیا اور خدا نے بذریعہ وحی و جبرئیل اونکو یہہ حکم نہ دیا پھر بیچارہ ہم کیا شعور ہین اور خدا کی و رسول کی اطاعت سے مجبور ہین۔

قال اب اسیطرح امام علیہ السلام کا حال ہے کہ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے سمجھو

اور انکو زندہ جان بوجھکر بے صبری کا کام نکرو۔

اقول حضرت پیغمبر واقعہ شہادت امام کی خبر سنکر روئے اور روز شہادت امام سر و ریش مقدس پر خاک ڈالی ہمنے آن حضرت کی پیروی کی پھر کیون بے صبری کا کام کرتے اور بے صبری کا الزام دہرتے ہو۔

قال آیہ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ت اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو کچھہ ایک ڈر سے اور بھوک سے اور مالونکے اور جانون کے اور میوون کے نقصان سے اور خوشی سنا صبر کرنیوالون کو جنکو پہنچے اونکو مصیبت کہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اوسیطرح پھر جانا ہے اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المفلحون ت ایسے لوگ اونہین پر شاباشی ہے اور مہربانی ہے رب کی اور وہی ہین راہ پر ف اس آیت سے بہت فائدہ اور حکم بوجھے گئے کہ جب کسی پیغمبر اور امام کا اسطرح کے مصیبتون مین جو آیت مین مذکور ہوئین گرفتار ہونا معلوم ہویا اب کوئی مسلمان گرفتار ہو تو اوسکو اللہ کی آزمائش سمجھو اور اوسمین صبر کرے اور انا للہ پڑہے۔

اقول سب خادمان خدا مصیبت و ابتلا مین اللہ کی آزمائش سمجھکر صبر کرتے اور انا للہ کہتے آئے ہین مگر رونے اور غم کرنے کو مخالف صبر کوئی نہین سمجھا سیواسطے جو محب امام ہے وہ مجلس مین مصیبت امام پر روتا ہے اور خاتمہ ذکر مصیبت کا اسی کلمہ انا للہ پر ہوتا ہے۔

قال اور واقعی ہے کہ دوست کی آزمائش مین خواہ اپنے او پر خواہ اپنے کسی بزرگ اور قریب پر ہو ماتم اور بے صبری کے کام کرنا نہایت خامی اور دوستی سے بعید جانتا ہے۔

اقول جب دوست کی آزمائش مین دوست نے یہہ کہدیا ہو کہ رونا اور غم کرنا صبر کے خلاف نہین تو پہر رونا رولانا نہ بے صبری کا کام اور نہ دوستی سے جی چہپانا ہے بلکہ یہہ فقط مصیبت امام پر نہ رونے کے لئے حیلہ بہانہ ہے حدیث کا ترجمہ جو مولوی خرم علی بلہوری کا ہے دیکہئے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا آنسو بہاتی ہے آنکہہ اور غم کرتا ہے دل اور نہین کہتے ہم مگر وہی جو ہمارے رب کو پسند آوے یعنی انا للہ کہتے ہین انتہی بیچئے انا للہ کہنے کے ساتہہ رونے اور غم کرنیکا برابر جوڑ لگا ہوا ہے اب ان وہابی کے کہنے سے آپکا اطمینان ہوا پہر اس غم و ماتم کو بے صبری کا کام ٹہرانا دوستی سے جی چہپانا اور رخامی بنانا ایمان کی خامی اور شیطان کی غلامی ہے۔

قال خصوص اوسوقت مین کہ دوست کہکر آزماوے تو اور بہی مضبوطی چاہیئے اور یہی سبب ہے کہ انبیا و اولیا پر بے سبب مصیبتین گذرین اور وے راضی برضا اور صابر بقضا ہی رہے۔

اقول ہم نہین جانتے کہ آزمائش مین کوئی حضرت پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر سے زیادہ مضبوط ہو با اینہمہ آنحضرات کا رونا رولانا غم کرنا بتواتر مذکور ہو چکا پس اگر گریہ و زاری منافی صبر خلاف مرضی باری ہوتی اور اوس مین بے صبری پائی جاتی تو کبہی آنحضرات سے ایسی بے صبری وقوع مین نہ آتی۔

قال یہہ کسینے نہین کیا کہ مصیبت کے واسطے خواہ اپنے اوپر ہو خواہ اپنے قریب یا بزرگ پر نبی بارہ اور ولی بارہ اور امام بارہ بنایا ہو۔

اقول خدا نہ کرے کہ جہوٹ بولنے کی عادت پڑ جاوے یہہ اگلے پیغمبرون سے لیکر ہمارے پیغمبر کے اہلبیت تک اکثرون نے کیا ہے کہ مصیبت کے واسطے خواہ اپنے قریب یا بزرگ پہ ہو نبی باڑہ و ولی باڑہ وغیرہ بنایا ہے چنانچہ روایات صحیحہ مین

آیا ہے کہ حضرت یعقوب پیغمبر نے اپنے عزیز ترین حضرت یوسف کے فراق مین کنعان کے باہر بیت الحزن بنایا تہا کہ صبح سے شام تک اوسی مین بیٹھے رویا کرتے تھے اور حضرت خاتون جنت تو اپنے پدر بزرگوار کے غم مین اسقدر روتی تہین کہ بالآخر اہل مدینہ نے پریشان ہو کر حضرت امیر سے شکایت کی کہ آپ خدمت حضرت سیدہ کو سمجہائین کہ وہ یا دنکو رویا کرین یا رات کو گریہ و زاری فرمائین کہ ہم انکے دن رات رونے سے تنگ آ گئے ہین تب حضرت امیر نے مدینہ سے باہر بقیعہ حضرت پیغمبر کے واسطے ایک بیت الحزن بنوایا کہ صبح سے حضرت امیر کے ساتھہ وہ اوس بیت الحزن مین تشریف لیجاتی تہین اور دن بہر وہان روتی تہین اور رات کو آپ ہی کے ساتھہ گہر آتی تہین پس اصل بنانا تو ثابت ہے فقط تسمیہ مین تفاوت ہے خواہ بیت الحزن کہو خواہ بہی باڑہ و امام باڑہ و آئمہ سے اب جو کوئی نبی باڑہ و امام باڑہ بناتا ہے پیغمبر و امام ہی کی تقلید سے بناتا ہے آپکو ناحق ایسا غصہ آتا ہے جو بیکار جہوٹ بلواتا ہے۔

قال اور اوسمین تعزیہ رکہکر اور مرثیہ گا کر چہاتی کوٹے اور سر پیٹتا ہو۔

اقول یہہ وہی ہر پہیر کہ ہر پل کی لکڑی پکڑتا ہے جسکا جواب بکرات و مرات ہو چکا ہے اب کہانتک کوئی اپنا سر خالی کرے اور کیونکر آپکو ذہن پر حالی کرے

قال اور اللہ تعالے قرآن شریف مین بیشتر جگہہ سے زیادہ صبر کی تعریف کی ہے اور ثواب صبر کرنے کا بے انتہا فرمایا اور ماتم کرنیکا مصیبت مین ایک جگہہ بہی ذرا سا ثواب نہ کہا اور کسی نبی و لی امام کے واسطے ماتم مخصوص نہین کیا۔

اقول ماتم کے معنے منتہی الارب کے ترجمہ مطبوعہ مین (اندوہ یا شادی مین آدمیون کا مجمع یا عورتون کے مجمع کے ساتہہ مخصوص ہے اور عرف مین عورتونکی مجلس کے ساتہہ مخصوص ہے جو کسی کے مرگ کے وقت مجتمع ہون) پس اگر

خدا نے کسی نبی و ولی امام کے واسطے ماتم مخصوص کیا تو پھر کیون حضرت پیغمبر نے
بعد شہادت حضرت امیر حمزہ جب خانہای انصار سے شہدا پر آواز عورتونکی
رونیکی سُنی تو کلمہ حسرت آمیز و اما حمزہ فلا بواکی لہ فرمایا اور انصار نے
یہ سنکر پہلے اپنی عورتون کو خانہ حضرت امیر حمزہ مین رونے اور ماتم کرنیکو
بہیجا اپ آرام فرماتے تھے جب صدای ماتم و شیون زنان انصار آن حضرت کے
گوش گذار ہوئی تو بیدار ہو کر پوچھا کہ خانہ حمزہ مین کون عورتین روتین اور ماتم
کرتی ہین معلوم ہوا کہ زنان انصار ہین آپنے اونکے حق مین دعای خیر فرمائی ۔

قال اور حدیث مین آیا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور ماتم کو کہین چالیسوان حصہ
بہی ایمان کا نہ کہا ۔

اقول جنہون نے حدیث مین صبر کو نصف ایمان فرمایا ہے اوسہین حضرت نے
اپنے عم بزرگوار کی مصیبت مین زنان انصار سے شیون و ماتم بہی کروایا ہے پس
معلوم ہوا کہ ماتم مخالف صبر نہین بلکہ ان دونون کا ایک ثواب ہے پھر آپکا جال پیچ
بالکل نقش بر آب ہے ۔

قال اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان مصیبت مین جزع و فزع کے مقام
مین کلمہ انا للہ بار بار کہے اللہ اوسکو اچہا بدلا اوس مصیبت کا دے اور اجر و ثواب
اوسکا ذخیرہ رہے ۔

اقول اب ہم سمجہے کہ اسی لفظ جزع و فزع سے آپ ہر جگہہ دہوکا کہاتے ہین
یا اسکی کراہت احادیث مین پا کر عمدًا اسکو معنے گریہ و زاری ٹہرا کر شور و غل
مچاتے ہین قربان آپکی سمجہہ کے سے از افادات شیخ ما چہ عجب گر بہ شنا شید
گفت بار انست ۔ حضرت سلامت اب اس کج فہمی و پیچ بحثی محض بے سود ہے
دیکہیئے جزع و بکا کے معنون مین صراح مین تفرقہ بین موجود ہے جزع کے

معنے ناشکیبای کردن نقیض صبر آی ہین اور بکا کے معنے گریہ بآواز بلند فقط بتائے ہین پس مصیبت ہین شکوہ و شکایت اور بے صبری کرنا جزع و فزع ممنوع ہی اور رونا اور غم کرنا بلکہ بآواز بلند رونا عین صبر اور مشروع ہے

قال اور رسول خدانے کہا ہے کہ ہماری است کو وہ چیز دی ہی کہ کسی اگلی است کو نہین دی اور وہ کلمہ انا للہ ہے کہ مصیبت کے وقت کہتے ہین

اقول جہان حضرت رسول خدانے یہہ فرمایا ہے کہ مصیبت کیوقت کلمہ انا للہ کہتے ہین وہان یہہ بہی فرمایا ہے کہ دل سے غم اور آنکہہ سے آنسو بہی جاری رہتے ہین پس جب رونے اور انا للہ کہنے مین ربط ہوگیا تو آپکا مطلب خبط ہوگیا۔

قال اور مسند امام احمد مین خود حضرت امام حسین سے روایت ہے کہ پیغمبر خدانے فرمایا کہ جب مسلمان کو مصیبت پہونچے اور بعد مدت کے اوس مصیبت کو یاد لاوے اور نئے سر سے پہر انا للہ کہے تو اللہ تعالی اوسکو اجر تازہ بخشتا ہے گویا وہ مصیبت گذشتہ ابہی پہونچی۔

اقول اسی طرح مسند امام احمد مین روایت ہے کہ پیغمبر خدانے فرمایا من بکی علی الحسین وجبت لہ الجنۃ یعنے جو مصیبت امام حسین پر روئے بہشت اوسپر واجب ہے لیجیئے اب پوری تحقیق ہوگئی اور امام احمد ہی سے انا للہ کہنے اور رونے دونون باتونکی تصدیق ہوگئی

قال الغرض جب مصیبت کے وقت قرآن مین صبر کرنے اور انا للہ کہنے پر بشارت اور صلوات اور رحمت اور ہدایت مقرر ہوئی اور پیغمبر اور امام کے ہی قول سے مصیبت مین انا للہ کہنے کا حکم معلوم ہوا تو صاف بوجہا گیا کہ جو اسکے خلاف بجائے صبر اور انا للہ کے

ماتم اور مرثیہ اور تعزیہ مقرر کرے وہ اس بشارت اور رحمت اور صلوات سے
بے نصیب ہے اور راہ سے گمراہ اور خدا و رسول اور امام کی کہنی اور طریقہ سے باہر
اقول الغرض جب ثابت ہوچکا کہ غم والم رونا و رولانا صبر اور انا للہ
کہنے کے خلاف نہیں بلکہ حضرت پیغمبر نے۔ البکاء رحمۃ۔ فرمایا امام نے۔ لا یذکرنی
مومن الا بکی۔ ارشاد کیا۔ امام احمد نے مصیبت امام کے رونے پر من بکی
علی الحسین وجبت لہ الجنۃ کو سند لیا تو صاف بوجہا گیا کہ صبر کرنے
اور انا للہ کہنے اور رونے اور غم کرنے پر بشارت اور صلوات اور رحمت
اور ہدایت مقرر ہوئی اور پیغمبر و امام کے قول سے بہی مصیبت مین انا للہ
کہنے کے ساتھہ رونیکا حکم معلوم ہوا بلکہ بکا کا خود رحمۃ ہونا ثابت ہوا
پس جو اسکے خلاف ماتم اور مرثیہ اور تعزیہ کو جو معین گریہ و بکا ہین
مقرر کرنا اس بشارت اور رحمت اور صلوات سے بے نصیب ہونا
سمجہے وہ خود دولت ایمان سے بے نصیب اس بشارت و رحمت سے
دور فریب شیطان سے قریب ہے۔
قال اب اے مسلمانون جب تمکو حضرت امام کے مصیبت یاد آوے
تو یہی لازم ہے کہ موافق حکم خدا و رسول اور امام کے صبر کرو اور انا للہ پڑہو۔
اقول اے مسلمانون تم آدہی بات نہ مانو خدا و رسول اور امام کے پورے
حکم کی تعمیل واجب جانو جب تمکو حضرت امام کی مصیبت یاد آوے
تو رووُ رولاوُ امام کا تعزیہ بناوُ وانا للہ کہو اور صبر کرو۔
قال بڑی مصیبت کی بات ہے کہ نہ خدا کا کہنا مانو نہ پیغمبر کا نہ امام کا
اقول بڑی مصیبت کی بات ہے کہ جو تمہارے ذہن مین جم جائے
اوسکو خدا و رسول اور امام کا کہنا سمجہو اور اوسکی تائید واجب جانو

اور ہم خدا ورسول و امام کا فرمانا ہزار سمجھائین ہرگز نہ مانو۔

قال اور کہنا مانو تو احسان اور دلگیر کا۔

اقول احسان و دلگیر نے کیا خلاف خدا و رسول کے کہا جو ہم اونکا کہنا نہ مانین اونکے مرثیو مین حضرت امام کے صبر و شجاعت کا بیان اشقیای امت کے ظلم و جور کا اعلان ہے مدارج النبوۃ مین حسان ابن ثابت کا حال دیکھیے جو حضرت سید المرسلین کی مدح کفار و مشرکین کی ہجو نظم کرتے تھے اور آن حضرت صلعم بنفس نفیس اونکے واسطے منبر رکھوا کر بٹھاتے تھے اور بکمال بشاشت ان اللہ یوئد حسان بروح قدس فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسان کے کلام سے مشرکونکے دلو مین گویا خلش تیر پیدا ہے اس ارشاد سے تعریف مرثیہ و نظم دلگیر و احسان بھی مثل نظم حسان ہویدا ہے۔

قال اور بیحیائی سے امام کی محبت کا دعوی کرو قربان اس محبت اور اس اعتقاد پر یہہ تو صاف مخالفت اور دشمنی ہے ایسی مخالفت کو محبت کا دعوی کرنا اور اپنے تئین محب اہلبیت مشہور کرنا خلاف واقع اور صرف نادانی ہے۔

اقول محبت ایسی چیز نہین جو بنائے سے بن سکے یا چھپائے سے چھپ سکے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ہمتو ایسے محب اہلبیت ہین جنکی محبت نے مخالف اور موالف کے دلون پر سکے بٹھائے حتی کہ جو حب آل محمدؐ کا دعوی کرے وہ بقول امام شافعی رافضی کہلائے یہہ تو آپ خود ہی کہہ آئے ہین پھر یہان کیون بھول گئے سچ ہے ایسے لوگونکو حافظہ نہین ہوتا۔

اقال محب اہل بیت وہ لوگ ہین جو اونکی حکم اور مرضی کی باتکو سر اور آنکھون سے مانتے ہین اور جان و دل سے اوسکو خوش ہوکر بجا لاتے ہین اور اوسمین کسی اور کی پیروی ہرگز منظور نہین رکھتے۔

اقول آپکو قسم ہے خدا اور رسول کی اے توبہ رسول کی قسم تو آپکے نزدیک بدعت ہوگی فقط خدا کی قسم سچ بتائیے کہ وہ کون لوگ ہین واللہ اگر چراغ لیکر تہتر فرقہ اسلام مین ڈھونڈہیئے گا تو ایک ہی فرقہ ایسا ملیگا جو اہلبیت کے حکم اور مرضی کی باتکو سر اور آنکھون سے مانتے ہین اور جان و دل سے اوسکو خوش ہوکر بجا لاتے ہین اور اوسمین کسی اور کی پیروی ہرگز منظور نہین رکھتے سہ نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

اقال اسیطرح مرثیونسے حدیث مین منع آیا ہے چنانچہ کتاب ابن ماجہ مین یہہ حدیث ہے کہ نہی رسول اللہ صلعم عن المراثی یعنے منع فرمایا رسولخدا نے مرثیون سے۔

اقول یہہ نہی اون مرثیون سے ہے جو ایام جاہلیت مین مشہور یا سور شعر پڑھے جاتے تھے یا جو مرثیہ آپکے یزید نے گڑھا اور حضرت امام سے قتلہ بدر کا انتقام لیت اشیاخی ببدر شہدوا اسپڑھا نہ مراثی مسعود اہل اسلام سے جنکو حضرت سید امام اور اہل بیت کرام و صحابی عظام برابر پڑھا کیے جیسا کہ بیان ہوا

اقال اور صبر اسکا نام نہین ہے کہ آدمی اپنے دلین کدورت کسی مکروہ کام کی نہ پاوے اور پاوے تو اوسکو مکروہ نجانے کیونکہ یہہ دونون امر طاقت بشری سے باہر ہین بلکہ حقیقت صبر کی یہی ہے کہ باوجود کدورت اور کراہت طبعی کے خلاف عقل اور شرع سے آنکو بند رکھے اور پیغمبر اور امام سب اسطرح صبر کرتے آئے ہین اور عین مصیبت کیوقت اپنے تئین خلاف شرع

اور عقل سے باز رکھے اور فقط آنسو جاری ہونا چہرہ متغیر بنانا خلاف شرع اور صبر کے نہین ہے۔

اقول یہی تو ہم بھی کہتے چلے آتے ہین کہ رونا رلانا چہرہ متغیر بنانا صبر اور شرع کے خلاف نہین ہے۔ اب آپ بھی راہ پر آئیے اور صبر کے معنے رونے اور چہرہ متغیر کرنے سے موافق بتائیے۔

قال اور صبر بھی سمجھو تو یہی ہے کہ جو اول صدمہ کیوقت واقع ہو اور جب مصیبت گذر گئی پھر اوسوقت ترک شکایت اور جزع و فزع صبر نہین گنا جاتا بلکہ اسکو تسلی اور دلاسا کہتے ہین اور اسیواسطے حکمانے کہاہے کہ جو کسیکو اس بات کی تکلیف دیجائے کہ ہمیشہ مصیبت پر رویا پیٹا کرے وہ تکلیف مالایطاق ہے سچ ہے جو کسی بڑے محب اور تعزیہ دار سے یون کہا جائے کہ مہینا بھر متواتر امام کے غم مین رویا کرے مہینا کسکا دو روز متواتر نہ رویا جاوے۔

اقول مراتب محبت و عرفان و اخلاص و ایقان بحسب اختلاف طبائع بنی نوع انسان مختلف اور متفاوت ہوتے ہین اسی وجہ لوگ بھی مختلف طور روتے ہین حضرت یعقوب مہینا کیسا برسون روے تا اینکہ روتے روتے آنکھین سفید ہو گئین حضرت خاتون جنت کو بعد انتقال آن حضرت کسینے ہنستے نہ دیکھا استغفر مہینا کیسا اسقدر روئین کہ اہل محلہ تنگ آگئے حضرت امیر نے بیت الحزن بنایا آخر کو روتے ہی روتے پدر بزرگوار سے جا ملین دنیا سے انتقال فرمایا بیمار کربلا بعد واقعہ شہادت حضرت سید الشہدا چالیس برس تک اسقدر بجوش و خروش سے روئے کہ رخسار ہائے مبارک گھل گئے ہمکو یہ اخلاص و عرفان جو پیغمبرون اور اہلبیت کو حاصل تھا کہان نصیب جو ہم آن حضرات کے برابر ہو سکین اور اس حد تک رو سکین مگر بمقتضائے عقیدت و محبت بقدر طاقت بشری

ہم بہی روتے رولاتے ہین خدا ہمکو توفیق زیادہ عطا فرمائے اور سمجھ اپنے خوف اور مصیبت اہلبیت کے اور کسی غم دنیا مین نہ رولائے دیکہئے سچی محبت ایسی ہوتی ہے کہ مصیبت امام پر رونے رولانے کی نسبت آپکے مونہہ سے بہی کسی بڑے محب اور تعزیہ دار ہی کا نام نکلا اور کسی کا نہ نکلا۔

قال قال اللہ تعالی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ت اور تو نہ سمجھہ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین مردے ہین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہین فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون خوشی کرتے ہین اسپر جو دیا اونکو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہین اونکی طرف سے جو ابہی نہین پہونچے انمین پیچہے سے اسواسطے کہ نہ ڈر ہے انکو نہ غم ف اس آیہ سے معلوم ہوا کہ شہید لوگ کہاتے پیتے خوشیان کرتے ہین ہرگز انکو غم اور رنج نہین اور اسیطرح سمجہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام بہی نہایت خوش اور بے غم ہونگے کیونکہ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے ہین۔

اقول پہر کیا آپکی خوشی اسمین تہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جیسی مصیبتین دنیا مین اوٹہائین اپنے رب کے پاس بہی ویسی مصیبتین اوٹہاتے نہ خوشیان کرتے نہ کچھہ کہاتے پیتے۔

قال الغرض قطع نظر اور باتون سے اب ماتم کرنا اور تعزیہ بنانا آپکے حال کے بہی خلاف ہے اور اونکی ضد کہ وے خوش اور بے غم ہین اور تم اونکے لئے ماتم کرتے ہو

اقول حضرت خاتم انبیا جنپر قرآن نازل ہوا اور آپ معانی آیات اور کلام خدا کے دقائق و نکات سے ایسے واقف اور عالم تہے کہ خدا نے اونکی شان مین

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فرمایا اسپر بہی حضرت امام حسین اور حضرت امیر حمزہ کا جو اوس زمانہ مین سیدالشہدا تہے اور اونکا کہنا پینا خوشی کرنا تو سب شہیدون سے بڑہکر ہوگا کسقدر غم کیا اونکی مصیبت مین مرثیہ پڑہا بیتاب ہوکر روئے حالت غیر کی زنان انصار کے حقمین جو امیر حمزہ کو روتی آئین تہین دعائی خیر کی آپکی طرح اونکے حال کے خلاف اور ضد ہونیکا حضرت پیغمبر کو ہرگز خیال نہ آیا اگر بالفرض آن حضرت کو سہو ہوا تو حضرت جبرئیل بلکہ خود خداوند جلیل نے بہی تنبیہ نفرمایا کہ وے خوشیان کرتے ہین تم اونکے حال کے خلاف اور اونکی ضد مین غم کرتے ہو مرثیہ گاتے ہو کیون ایسی بہول چوک سے اپنی کہری رسالت مین بٹہ لگاتے ہو الغرض جو باریکیان پیغمبر کو عمر بہر قرآن سے نہ معلوم ہوئین تہین وہ بارہ سو برس کے بعد اس تیرہ صدی مین آپکو خوب سوجہین کہ جسمین حضرت پیغمبر تک الزام سے نہ بچے ہمارا کیا حسنا ہذا شئی عجاب ۔

قال اور ایسے وقت مین اگلی مصیبت کو یاد کرکے رونا ویسی بات ہی جیسے کوئی کسیکا دوست چوتہی تاریخ رجب کی کچہہ بیمار ہوا ہو یا ایذا پائے ہو اور بعد تہوڑے عرصہ اوسکو غسل صحت حاصل ہو اور سب طرحسے نعمتین کہانے پینے لگے اور کوئی درد و غم باقی نہو اور نہایت چین اور خوشی مین ہو پہر رجب کی چوتہی تاریخ آوے کوئی اگلی بیماری اور درد کو یاد کرکے ماتم کرنے لگے ہرچند لوگ اوسکو سمجہادین کہ اب آپ اچہے اور خوش ہین اور کسیطرحکا درد و غم نہین وہ شخص سمجہائے نہ سمجہے اور کہے کہ اچہا اور بے غم ہین تو کیا ہوا دن اور تاریخ تو وہی ہے بہلا ایسے شخص کو کیا کہوگے آخر یہی کہوگے کہ یہہ شخص یا دشمن یا سودائی جو خوشی کے وقت واہی تباہی باتین کرتا ہے یہہ مخالف کا

کام ہے موافق سے ہرگز ایسا نہو گا۔

اقول ہم کہانتک ہندی کی چندی کرین ایک بات کو کتنے مرتبہ سمجہاوین اس مقام مین فقط وہی ابن عباس کا حال یاد دلایا جاتا ہے جو جمعرات کا دن یاد کرکے رویا کرتے تہے اور وہی اگلی مصیبت او پنجشنبہ کا دن یاد کرکے جان کہویا کرتے تہے اوراسمین کچہہ شک نہین کہ کسی روز معین یا تاریخ معین کو یاد کرکے رونا رولانا تجدد حزن وملال ہے چنانچہ کلام صاحب مرقات شارح مشکوۃ اسی روایت ابن عباس مین اسپر دال ہے حیث قال ویحتمل ان یکون لتذکر وفاته وفقدان حیوته صلعم تجدد الحزن علیه یعنے احتمال ہے کہ یاد کرنا ابن عباس کا روز پنجشنبہ کو واسطے تذکرہ وفات وفقدان حیات آن حضرت صلعم کے ہوا اور تجدد حزن واندوہ کے ساتہہ انتہی بہلا اب تم ابن عباس ایسے شخص بزرگ کو کیا کہوگے کیا یہی کہوگے کہ یہہ شخص یا دشمن ہے یا معاذ اللہ سودائی کہ حضرت پیغمبر تو خوشی چین مین رہن اور یہہ شخص خوشی کے وقت واہی تواہی باتین کرتا ہے یا یوم الخمیس کہکر غل مچاتا ہے یہہ مخالف کا کام ہے موافق سے ہرگز ایسا نہو گا۔

قال اور جب حادثہ ہو کر گذر گیا اور مقدمہ برعکس ہوا کہ دشمن پکڑے گئے اور دوست سرفراز ہوئے پہر ماتم اور مرثیہ دشمنون کے نصیب رہے خدا دوستونکو خوش رکہے۔

اقول جب حادثہ ہوا ہی نہتا فقط حادثہ کی خبر سنکر حضرت پیغمبر اپنے حیات مین اور جب یہہ حادثہ ہو کر گذر گیا تو آن حضرت بعد از وفات روئے رولائے دیگر انبیا کے ساتہہ مرثیہ مصیبت پڑہا اور یزید اور لشکر یزید نے خوشی کا جشن کیا فتح کے شادیانے بجائے پس جو اس حادثے مین غم وماتم

کرے مرثیہ پڑہتے امام کا فرمانا لایذکرنی مومن الا بکی بجالاوے وہ حضرت پیغمبر اور امام کا پیرو اور سچا دوست اور یزید پلید کا پکا دشمن اور جو یہہ خیال کرے کہ حادثہ گذر گیا خوشی مناوے وہ یزید پلید کا پیرو اور اوسکا سچا دوست اور حضرت پیغمبر اور امام کا پکا دشمن ہے اب سمجہے یا نہین لکہ دینکر دلی دین

قال ع دوست جو خوش ہو تو خوشی کیجیے ٭ اوسکو جو غم ہووے تو جان دیجیے

اقول ع عالم ارواح مین روئے نبی ٭ شاہ کے غم مین یہہ سمجہہ لیجیے
ساتہہ دیا ہمنے بہی یہہ سوچکر ٭ اونکو جو غم ہوئے تو جان دیجیے ٭ خوش
تہا یزید آپ بہی کیون خوش نہون ٭ دوست جو خوش ہو تو خوشی کیجیے

قال قال اللہ تعالی ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا الیما اللہ تعالے فرماتا ہے اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کرکے تو اوسکی سزا دوزخ ہے اوسمین پڑا رہے اور اللہ نے اوسپر غضب کیا اور اوسکو لعنت کی اور اوسکے واسطے تیار کیا ہے عذاب سخت ف یہانسے بوجہا گیا کہ یزید اور جو کوئی امام کے قتل مین راضی اور شریک تہے اللہ کے غضب اور لعنت اور عذاب مین ہونگے اور اونکی روحین نہایت رنج اور ماتم مین گرفتار ہونگی اور اونکو سواے غم خوشی کا نشان نہوگا۔

اقول یہہ اوسکا بدلا ہے جو دنیا مین حضرت امام اور اہلبیت کرام کو طرح طرح کے غم والم مین مبتلا کرکے خوش ہوتے تہے ع پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد ٭ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت۔

قال غرض اب جو کوئی یزید اور اوسکے ساتہیون کا دوستدار اور غمخوار ہو اور اونکو غم اور مصیبت مین نہ دیکہہ سکے تو وہ ماتمداری مین یزید کی موافقت کری

اقول ہمتو حضرت پیغمبر اور اونکے ساتھیون کے دوستدار اور غمخوار ہین اور حضرت امام کی مصیبت ہے اونکو غم اور مصیبت ہین حضرت ام سلمہ اور ابن عباس وغیرہ ہمارے سنکر اس ماتم داری ہین حضرت پیغمبر کی موافقت کرتے ہین پس یہہ کلمہ بروز قیامت آپ حضرت پیغمبر ہی سے کہیئے گا اور وہی اسکا جواب دین گے ہم اگر یزید پلید اور اوسکے ساتھیونکو اپنی آنکہہ سے غم والم بیحساب اور لعنت وعذاب مین مبتلا دیکھتے تو بھی حضرت امام کا غم ہمارے دلسے کم نہوتا اس لیئے کہ ہمارے پیغمبر کو بعلم الیقین یزید اور اوسکے ساتھیون کا عذاب معلوم تہا مگر اونکو دلسے ہمارے امام کا غم کم نہوا۔

قال بخلاف وقت وقوع واقعہ کے کہ دشمن خوش ہو بود تھے اور اہلبیت در درد و رنج و مصیبت تازہ مین پہنسے تہے اوسوقت غمناک ہونا مقتضائے محبت وبشریت ہے۔

اقول حضرت پیغمبر نے تو قبل از وقوع واقعہ فقط خبر شہادت امام حضرت جبرئیل سے سنکر رنج وغم کیا آپکی طرح اوسوقت خاص کو نہین لیا پس یہہ تخصیص بیکار اور غرض عمدہ ہر وقت اور ہر زمانہ مین اسکا اعلان اور اشتہار اور تا قیام قیامت اس حزن وبکا کا استمرار ہے جیسا کہ کتب فریقین مین آیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ علمای ثقات نے فرمایا ہے پس تجدد حزن وبکا ہر وقت مین ضروری ہے مگر آپ حضرت پیغمبر ہی سے ضد اور خلاف کرتے ہین اسمین مجبوری ہے۔

قال قال اللہ تعالی قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین ت اللہ تعالے فرماتاہے تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہوجاؤ ابراہیم کی

ملت سے کہ جو ایک طرف کا تہا اور نتہا شریک کرنیوالونمین سے اور آیت سے اور دیگر آیتون سے ثابت ہے کہ ہمارے دین ملت ابراہیم کی تابعداری فرض ہے اور حضرت ابراہیم کی ملت مین بہت چیزین ہین اونمین سے یہہ بہی ہے کہ مورتون کا مٹانا اور اپنے قریب اور دوست کی موت مین صبر کرنا اور جزع اور فزع اور شیون اور نوحے سے دور رہنا سو تعزیہ داری مین سب باتین اسکے برعکس ہین یہہ باتین موت کے وقت بجا لانے چہ جای سینکڑون برسون کے بعد ہر سال کرنا۔

اقول حضرت رسول خدا صلعم جو دین حنیف اور ملت ابراہیم پہ مبعوث ہوئے جب وہی امام کے غم مین اور اپنے قریب اور دوست کی موت مین روتے رولاتے اور بکا کو رحمت فرماتے تہے تو معلوم ہوا کہ یہہ منافی صبر نہین ہے اور اسکے تو آپ بہی قائل ہو چکے ہین مگر شاید بہول گئے اور وہ مورتین جو حضرت ابراہیم نے مٹائین جاندار کی صورتین تہین سو تعزیہ داری مین سب باتین اسکے برعکس ہین نہ اسمین کسی جاندار کی تصویر بنتی ہے نکوئی صبر کے خلاف بات کیجاتی ہے اور ہر سال کرنیمین وہ تجدد مقصود ہے جو اکابر علما کے قول سے ہم اوپر لکہہ آئے ہین اگر خوبی حافظہ سے سہو ہو گیا ہو یا عبارت عربی سر الشہادتین سمجہہ مین نہ آئی ہو تو شاہ سلامت اللہ صاحب کا ترجمہ فارسی سنئے تا حاضر و غائب برین سانحہ ہوش ربا مطلع شود و ہر کس از دور و نزدیک و ترک و تاجیک برچنین واقعہ غم افزا خبردار گردد بلکہ مقصود اصلی و غرض حقیقی ازین ہمہ باقی ماندن غم و الم دائم و تذکر و یادگاری وقائع الم اندود و سوانح غم فرسود درین امت تا قیام قیامت است انتہی۔

قال دوسری آیت مین خدا فرماتا ہے ومن یرغب عن ملة ابراهیم

الا من سفہ نفسہ ٭ اور کون پسند نہ رکھے ملت ابراہیم کو مگر بیوقوف ہو اپنے جی سے۔

اقول اس سے بڑہکر بیوقوف وہ ہے جو حضرت پیغمبر کے طریقہ کو حضرت ابراہیم کے طریقہ سے مخالف سمجہے

قال اور صحیح بخاری اور مسلم مین یہہ حدیث ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد ٭ یعنے جو کوئی نئی بات نکالے ہمارے اس دین مین جو اوسمین نہو وہ مردود ہے۔

اقول اس حدیث مین وہی احداث مراد ہے جسکو شرع سے کچہہ لگاؤ نہو اور وہ احداث بدعت محرمہ ہے چنانچہ قبل اسکے مذکور ہو چکا۔

قال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو کوئی پیغمبر کے دین کے کامون مین کہ مقرر کرنا احکام شرع کا ہے اپنی طرف سے کوئی نئی بات مقرر کرے کہ جسکی اصل ہی دین مین ثابت نہو اور اپنی طرف سے ثواب اور عذاب کسی کام مین ٹہرادے تو وہ چیز مردود ہے۔

اقول اور جو اوس نئی بات کی اصل دین سے ثابت ہو تو وہ اس حدیث سے مستثنی اور مقبول ہے چونکہ آپکی عادت بہولنے کی ہے لہذا جتائے دیتے ہین کہ اسکو یاد رکہیے گا۔

قال اب تعزیہ مین دیکہو سوچو یہی بات موجود ہے۔

اقول لاحول ولا قوۃ اتنا جتایا مگر پہر بہولے صاحب تعزیہ بنانیکی اباحت اصل دین سے ثابت ہے چنانچہ قبل اسکے نہایت تفصیل و توضیح سے بیان ہو چکا پہر تعزیہ مین کہان یہہ بات موجود ہے خود آپ ہی کا یہہ قول مردود ہے۔

قال اول تعزیہ بنانا نئی بات دین مین ہے۔

اقول ہان ہے مگر نئی بات دین مین مطلقاً منع اور بدعت محرمہ نہین ہے چنانچہ اسکی تنقیح مقدمہ مین بخوبی ہو چکی ہے۔

قال کسی پیغمبر یا امام کے شہید ہونے یا مرنے سے شرع مین تعزیہ یا شدہ یا چبوترہ اور کچھ سوا اسکے بنانا نہین آیا۔

اقول اگر کسی پیغمبر و امام کے واسطے کچھ بنانا نہین آیا تو حضرت یعقوب پیغمبر نے اپنے واسطے اور حضرت علی نے حضرت خاتون جنت کیواسطے بیت الحزن کیون بنایا۔

قال اور جو باتین تعزیہ کے لیئے مقرر ہین وہ باتین انکی سچی قبرون پر بھی درست نہین چہ جائے جھوٹی تربتون پر۔

اقول جب حضرت پیغمبر کی اصلی قبر شریف آپکے پیر عبدالوہاب کے زعم فاسد مین صنم اکبر ہے تو حضرت امام کی نقلی قبر کو جھوٹی سچی کہنا کیا بات ہے باقی جسطرح انکے اصلی مزارون پر فاتحہ درود پڑھنا اور تعظیم و تکریم کرنا چاہیئے ویسی انکی نقلون کے ساتھ بھی علمای امت اور حامیان ملت کرتے آئے ہین کما مر فتذکر۔

قال دوسرے یہہ کہ تعزیہ بنانا دین کے کام مین گنتے ہین اور اوسکے بنانے والون کو ثواب اور تعریف ٹھہراتے ہین اور جو اوسکو برا جانکر نکرے تو اوسکو امام کا دشمن بناتے ہین اور طعن و ملامت کرتے ہین اور ایسا طعن و ملامت سوائے پیغمبر خدا کے بتائے کسی کام مین اپنی طرف سے کرنا درست نہین۔

اقول اصل اس تعزیہ کی شرع مین دین مین حدیث مین قرآن مبین مین سب مین ثابت ہے چنانچہ اسکے شواہد قبل اسکے بہت سے مذکور ہو چکے اب صاحب

غایۃ المرام کا ایک قول مختصر یہان ہی سُن لیجیئے فرماتے ہین اور جو لوگ کہ اسکو (تعزیہ کو) بدعت سیئہ کہتے ہین وہ لوگ واقف اصل دین اپنے سے نہین ہین اسواسطے کہ اصل اشیا مین اباحت ہے جبتک کہ کوئی دلیل قطعی مانع اوسکی نہوے انتہی اب بتلایئے کونسی دلیل قطعی مانع اباحت ہی جو تعزیہ بنانا مورث قباحت ہے اور جن چیزونکی اباحت اصل شرع سے ثابت ہے ایسی چیزون کا منع قران مین حدیثو مین کہین نہین آیا ہے۔

قال غرض جب معلوم کر چکے کہ تعزیہ مین یہہ باتین جمع ہین تو رسولخدا کے حکم ثابت ہوا کہ تعزیہ بنانا مردود ہے۔

اقول غرض جب معلوم کر چکے کہ جس چیز کے بنانے مین رجحان شرعی اور اصل شرع کا لگاؤ ہو وہ بموجب حدیث کالشئ مطلق حتےٰ یرد فیہ النہی مباح ہے اور تعزیہ مین یہہ باتین جمع ہین تو حضرت رسول خدا کے حکم سے ثابت ہوا کہ تعزیہ بنانا مباح و محمود ہے اور اوسکا منع کرنا مردود ہے۔

قال اور یہہ حدیث مشکوۃ شریف مین ہے ومن یعش منکم بعدی فسیری اختلاف فاکثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنے جو کوئی جیتا رہا تم مین سے میرے پیچھے سو دیکھیگا بہت اختلاف آدمیون مین پس لازم کر لو تم اپنے اوپر میری اور میرے خلیفون کی سنت جو رشد والے اور راہ پائے ہوئے ہین۔

اقول یہہ وہی اختلاف ہے جو آپ لوگون وہابیون نے امت مین ڈال رکہا ہے کہ ہر امر مباح کو بدعت کہے جاتے ہو حالانکہ مصیبت مین رونا رولانا سنت پیغمبر و خلفائے راشدین و صحابہ و تابعین تبع تابعین اور تعزیہ بنانا مباح اور رونے رولانے کا سبب ہے پس اس حدیث کے ذکر کرنے سے آپکا کیا فائدہ اور ہمارا

کیا نقصان ہوا بلکہ امر مباح مین رخنہ نکالنے اور سنت رسول مین اختلاف ڈالنیکا اور اعلان ہوا اگر افسوس کسی نے اس حدیث کے فرمانے وقت آن حضرت صلعم سے یہہ نہ پوچھہ لیا کہ کون کون بزرگوار آپکے خلفائے راشدین ہونگے ورنہ یہہ خلاف کابہی اختلاف جاتا رہتا اور ہر فرقہ فرقہ واحدہ کیطرح متحد اللفظ اونہیں اشخاص معینہ کو خلفای راشدین پیغمبر کہتا۔

قال وعضوا علیہا بالنواجذ اورمضبوط پکڑو اس سنت کو دانتون سے وایاکم ومحدثات الامور اور بچائے رکہو آپکو نئے کامون سے فان کل محدث بدعة جو بات دین مین ٹہرائی گئی سو بدعت ہے وکل بدعة ضلالة اور جو بدعت ہے گمراہی ہے۔

اقول یہان بہی وہی محدثات مراد ہین جنکو شرع سے کچہہ لگاؤ نہو اور بطور تشریع کئے جائین پس ہر ایسا محدث بدعت محرمہ ہے اور ہر بدعت محرمہ بیشک گمراہی ہے۔

قال ف مسلمان کو لازم ہے کہ دین مین اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہ نکالے اور نہ اور کی ایجاد پر عمل کرے۔

اقول اگر مطلق نئی بات نکالنا منع ہوتا تو قرآن کا جمع کروانا لکہوانا او سکا اعراب کرنا سو روایات کا ترتیب دینا جو حضرات خلفا اور صحابہ کیوقت مین ہوا سبب سنت خلفا مین نہ گنا جاتا بلکہ بدعت محرمہ کہلاتا پس یون کہنا چاہیے کہ مسلمان کو لازم ہے کہ دین مین اپنی طرف سے کوئی نئی ایسی بات نہ نکالے جسکو شرع سے کچہہ لگاؤ نہو اور محض بطور تشریع کے ہو اور نہ اور کی ایسی ایجاد پر عمل کرے۔

قال اور تعزیہ بنانا بیشک بعد مدت کے پیغمبر اور امام کے پیچھے اہل بدعت نے

ایجاد کیا ہے اور پیغمبر اور اونکے خلیفونکی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور
گمراہی مین داخل ہے۔

اقول اگر تعزیہ بنانا اہل بدعت نے ایجاد کیا ہوتا تو کبھی اہل سنت اوسکی
مباح ہونے اور بنانیکا فتوی نہ دیتے اور نہ اوسکی تعظیم کرتے اور نہ اوسکے سامنے
ادب سے استادہ ہوکر فاتحہ اور درود پڑھتے مذہب جدید وہابی البتہ
بعد مدت کے پیغمبر اور امام کے بعد عبدالوہاب بدعتی نے ایجاد کیا ہے
اور حضرت پیغمبر اور اونکے خلیفونکی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور گمراہی
مین داخل ہے۔

قال اب اہل سنت کو چاہیئے کہ ایسے کاموںمین اپنے نام کا پاس کرین بڑی
شرم کی اور حیف کی بات ہے کہ اہل سنت ہوکر اہل بدعت کے کام کرو
برائے خدا اپنی ناموری مین بٹہ نہ لگاؤ اور ایسی بدعت کو دل سے بہلاؤ اور
اپنے تئین اہل سنت کے طریقہ پر چلاؤ مثل ہے کہ جسکا کہائیے اوسکا گائیے

اقول اب اہل سنت کو چاہیئے کہ ایسے وہابیون کو اہل سنت بننے سے روکین
اپنے نام کا پاس کرین یا اونکو سمجھائین اور اسطرح راہ پر لائین کہ بڑی شرم
کی اور حیف کی بات ہے کہ اہل سنت بنو اور اہل بدعت کی پیر عبدالوہاب کی
غلامی کرکے اہل سنت کی بدنامی کرو برائے خدا ہماری ناموری مین بٹہ نہ لگاؤ
اور اوس بدعتی کو دل سے بہلاؤ اور اپنے تئین اہل سنت کے طریقہ پر چلاؤ
مثل ہے کہ جسکا کہائیے اوسکا گائیے۔

قال اور حضرت نے فرمایا ہے من وقر صاحب بدعة فقد اعان
علی هدم الاسلام ـ جو کوئی تعظیم اور بزرگی کرے بدعت والے کی پس
وہ مدد کرتا ہے اسلام کے ویران کرنے مین۔

اقول اس حدیث مین بہی وہی بدعت سیئہ مراد ہے نہ بدعت حسنہ چنانچہ کتاب نہایۃ الامام الحافظ ابو محمد عبد الرحمن سے منقول ہے فالبدعۃ الحسنۃ متفق علی جواز فعلها والاستحباب یعنے بدعت حسنہ کے کرنے اور اوسکے جائز اور مستحب ہونے پر سب مسلمانونکا اتفاق ہے ۔

قال ف اب ذرا عقل صحیح سے سمجھو کہ جب اہل بدعت کی عزت کرنیمین یہہ خرابی لازم ہو تو پہر جو شخص خود بدعتی ہو اوسکا کیا حال ہوگا ۔

اقول وہی حال ہوگا جو آپکا ہوا ست در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

قال اور علمانے لکہا ہے کہ بدعت کا رتبہ فسق سے بہی زیادہ بدتر ہے کیونکہ فاسق فسق کو گناہ جانتا ہے اور توبہ اوس سے واجب سمجہتا ہے بخلاف اہل بدعت کے کہ بدعت کو اپنے اعتقاد اور گمان مین نیک جانتا ہے اور اوسپر اصرار کرتا ہے اسمین توبہ کا کیا دخل ۔

اقول علماء اسلام نے جو ایک قسم خاص کو بدعت محرمہ لکہا ہے وہ بدعت البتہ فسق سے بہی بدتر ہے اور ایسا ہی بدعتی بدکو نیک بلکہ ہر نیک و بد کو ایک سمجہتا ہے پہر اسمین واقعی توبہ کا کیا دخل ۔

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ تم تعزیہ بنانا برا جانتے ہو یا بہلا ۔

اقول یہہ سوال ہی مہمل ہے جو بوڑہا ہو کر بچونکی ایسی باتین کرے اوسکا کیا جواب ہے ۔

قال اگر برا جانتے ہو تو بے پوچہے چہوڑ دو ۔

اقول ایسے تو دنیا مین ایک آپ ہی دکہائی دیتے ہین کہ نعمت البدعۃ کو بئست البدعۃ کہے جاتے ہین اور پہر اوسیکو کیے جاتے ہین اور کوئی ایسا نہین کہ کسی چیز کو برا جانے اور پہر اوسکو ثواب سمجہکر کرے ۔

قال اور جو نیک جانتے ہو تو جو شخص بدعت کو نیک سمجھے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔

اقول ہزار مرتبہ کہہ چکے کہ تعزیہ بدعت محرمہ نہین بدعت محرمہ کو جو نیک سمجھے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے وہ تو ضرور اسلام سے خارج ہے مگر جو امر مباح کو بدعت ٹھرائے اور شعائر اسلام کو مٹائے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے مسلمانکو کہنا نہ مانے اوسنے کیا اسلام کا قبالہ لکھوالیا ہے۔

قال چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلعم لایقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوماً ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجاً ولا عمرۃ ولا جہاداً ولا صرفاً ولا عدلاً یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ من العجین یہہ حدیث کتاب ابن ماجہ مین لکھی ہے یعنے قبول نہین کرتا خدا بدعت والے کا روزہ نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض اور وہ خارج ہوتا ہے اسلام سے جیسے خارج ہوتا ہے بال گوندہے آٹے سے۔

اقول یہہ وہی بدعت محرمہ منہی عنہا ہے جو ضلالت اور گمراہی ہے جسکا کرنیوالا خارج از اسلام اور واہی ہے۔

قال اب ذرا خدا سے ڈرو اور بدعت نکرو کہ اس سے زیادہ کیا بدبختی ہے بدعت کے کرنیمین دین و دنیا دونون کا نقصان ہے محنت برباد گناہ لازم۔

اقول خدا سے تو ہم ہرحال مین ڈرتے ہین مگر بدعت محرمہ نہین کرتے ہین اب تم خدا سے ڈرو اور امور حسنہ کو بدعت سیئہ سے جا ملو نہین اپنا وقار بڑہانے اور نفع پانے کے لیئے تعبیر نکرو کہ دین و دنیا دونون کا نقصان ہے نفع موہوم ضرر جازم محنت برباد گناہ لازم

قال اور تفسیر درمنثور کہ تصنیف علامہ جلال الدین سیوطی کی ہے اوسمین یہہ

حدیث ہے من زار قبراً بلا مقبور فہو ما حون ت یعنے جسنے زیارت
کی ایسے قبر کی جسمین کوئی گڑا نہو پس وہ شخص ملعون ہے اور شرح برزخ مین روایت
ہے طبرانی اور بیہقی اور ترمذی سے من زار قبراً بلا مقبور فکانما عبد
الصنم ت یعنے جسنے زیارت کی خالی قبر کی عبادت کی بت کی۔

اقول اسکا جواب مولوی عبد الواحد خان صاحب نبیرۂ مولوی عبد العلی صاحب
سندیلوی نے اپنی بعض تصانیف مین یہہ دیا ہے و بعضے مردم ابن عصر
کہ بسند حدیث من زار قبراً بلا میت او بلا مقبور فقد اثم و کفر تعزیہ
شریف را بر آن منطبق کردہ امتناع آن می کنند غیر معقول اولاً حدیث مذکور در
صحاح و ہم در دیگر کتب حدیث معتبرہ مذکور نیست و راوی این حدیث مجہول و نامعلوم
و الفاظ حدیث مختلف ہمچو حدیث از قرآن اعتبار ساقط است و بالفرض اگر
حدیث مذکور صحیح بودہ باشد از جملہ احاد است و تواتر و اجماع است بر حصر از
خبر احاد حسب قاعدہ اصول نمی شود و سوای ازین تعزیہ امام علیہ السلام قبر
جعلی نیست یعنے کسی نمی گوید کہ جسم شریف حضرت امام حسین علیہ السلام درین
قبر تعزیہ دفن است و در کربلا جسم آن حضرت دفن نیست کہ آن قبر جعلی باشد
بلکہ نقل قبر است و آن جائز است بموجب حدیث نبوی صلعم چنانچہ مذکور
خواہد شد انتہی

قال یعنے حقیقت بت پرستی کی یہہ ہے کہ ایک چیز کی نقل بنا کر بجای
اصل کے اوسکی حرمت اور تعظیم کیجیے ویسا ہی خالی قبر کا زیارت کرنیوالا
بھی ہوا کہ نقل کو اصل کی جگہہ پوجا اور تعزیہ مین بھی خالی قبر بنا لین
کوئی شخص اوسمین دفن نہین ہے۔

اقول یہہ نقل بنانیوالے اور اوسکی تعظیم کرنیوالے پر طعن نہوی بلکہ اصل

حکم دینے والے یعنے حضرت پیغمبر ہوئی جنہون نے خطوط قبر والدین کی تقبیل اور تعظیم کا مثل اصل قبور حکم فرمایا پس یہہ خالی قبر کا زیارت کرنیوالا اپنے دل سے نقل کو اصل کی جگہہ نہین سمجہا بلکہ پیغمبر کے حکم کو بجالایا پس جو تابع حکم رسول کریم ہین اونکے نزدیک تعزیہ شریف اور اوسکی خالی تصویر بہی اسیطرح لائق تعظیم ہین اب اگر آپکے زعم ناقص مین حقیقت بت پرستی کی یہی ہے کہ ایک چیز کی نقل بناکر بجاے اصل کے اوسکی حرمت اور تعظیم کرے تو خدا کی پناہ یہہ لوگو نکا کیا ذکر خود حضرت پیغمبر ہی بت پرستی کا حکم دینے لگے اور بیبا کانہ امت کا اتنا بڑا سخت الزام اپنے اوپر لینے لگے سے معاذ اللہ پیغمبر حکم دیوین بت پرستی کا ؎ چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی ؎

قال غرض یہہ تعزیہ قابل زیارت کے نہین ہین بلکہ لائق غارت کے ہین کیونکہ محض لکڑیان او کہپاچین ہین ۔

اقول اللہ اکبر آپکی اس گستاخی اور شرارت واطلاق لفظ غارت پر ہمکو بے اختیار اسوقت وہ بلوہ یاد آگیا جو بعد شہادت امام مظلوم اہلبیت عصمت وطہارت پر ہوا اسے خیمہ مین جب دہنسے وہ لعین چہاتیان تنے ؎ بیٹی پہ پہپی تہی مان سیدانیان بیٹی سے کے سے سگنے ؎ کیا ہوئے اون غریبون سے جنپر یہہ آبنے ؎ جنزاینکہ دین خدا و پیمبر کے واسطے ۔ سچ ہے جب آپکے پیشوای معلوم اور شیاطین شوم کے نزدیک اہلبیت عصمت وطہارت لائق غارت کے تہے تو آپکے نزدیک تعزیہ لائق غارت کیون نہونگے اب یزید کی جگہہ آپ اور اہلبیت کی جگہہ اونکی یہہ نشانیان باقی ہین پس بتقلید یزید انکو غارت کیجیئے اور اس غارت کا صلہ بروز قیامت یزید سے خاطر خواہ لیجیئے بلکہ اگر تعزیون کی طرح بدلیل علیل محض لکڑیان اور کہپاچین ہونے کی منبر رسول اور باب اور ستونہاے مسجد

اور پیشاب حرم اور دولاب چاہ زمزم وغیرہ کو بھی مدعا نگری مین لائیگا تو البتہ اوسی سرکار سے زیادہ جائزہ و انعام پائیگا۔

قال اور اس مقام مین فاتحہ و درود پڑھنا نہایت بے ادبی ہے جسطرح پاخانے مین قرآن کی تلاوت کرتے کہ محل نجاست ظاہر ہے اسی طرح یہہ مقام محل نجاست باطنی ہے اسکا دور کرنا مناسب اور لازم ہے چہ جائے قرآن اور درود پڑھنا۔

اقول اب تعفن اخلاط عصبیت و مادہ فاسدہ وہابیت کی یہہ نوبت پہونچی کہ فضلہ باطنی ابلنے لگا قلب ماہیت ہوکر پاخانہ موہنہ سے نکلنے لگا اگر باطن صاف اور ظاہر مین کچھہ انصاف ہوتا تو کبھی یہہ بے ادبی کا کلمہ زبان پر نہ آتا بلکہ بمقتضاے حمیت اسلام اس مقام پاک مین علماے کرام کے باادب ایستادہ ہوکر فاتحہ و درود پڑھنے کا خیال کیا جاتا جو اسر تعظیم تعزیہ و فاتحہ و درود کو تعظیم و فاتحہ امام علیہ السلام جانتے تھے اور اسکا ادب امام کا ادب مانتے تھے چنانچہ قبل اسکے کتاب ازالۃ الاوہام مولوی عبدالواحد خان صاحب مندرا سی سے ہم یہہ پوری کیفیت بتفصیل اسماے علماے فرنگی محل لکھنو و کلکتہ و مدراس وغیرہ لکھہ آئے ہین پس حسب افادۂ علماے موصوفین جسطرح تعظیم و فاتحہ تعزیہ شریف تعظیم و فاتحہ امام ہی ہے ویسی ہی اہانت اوسکی اہانت حضرت سید الشہدا ہے اب غور کرنا چاہیے کہ اس نجاست باطنی و ظاہری کا اثر کہانتک پہونچتا ہے بیشک ہمارے امام اپنے جد امجد حضرت رسولخدا کے ورثہ دار ہین چنانچہ کتاب روضۃ الاحباب مین عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مین نے حضرت پیغمبر کو کبھی قریش کے حقمین دعاے بد کرتے نہین دیکھا مگر ایک روز

کہ آپ خانہ کعبہ مین نماز پڑہتے تہے اور ابوجہل مجمع قریش مین بیٹہا تہا اور اوسکے
متصل ایک اونٹ نحر کیا گیا تہا اور اوسکا شیمہ وہان پڑا تہا ابوجہل نے کہا
کون ہے جو شیمہ خون اور لید بہرے ہوے کو اوٹہا لاوے اور جب محمد سجدہ مین جاوین
تو اونکے دونون شانون کے بیچ مین رکہدے عقبہ بن سعید ملعون نے وہ شیمہ
چرک آلود اوٹہا لیا جب حضرت سجدہ مین گئے تو اوس بیحیا نے ماہین کتفین
آن حضرت صلعم رکہدیا آپنے سجدہ مین توقف فرمایا کفار اسقدر قہقہہ مار کر
ہنسے کہ قریب تہا کہ ایک دوسرے پر گر پڑین اوسوقت آپنے اونکے حقمین
بد دعا کی انتہی پس جسطرح اوس ابوجہل نے آن حضرت پر نجاست ڈلوائی
ویسے ہی ہمارے ابوجہل نے نجاست ظاہری و باطنی کی تعزیہ پر نہین بلکہ باعتبار
انتساب الی الاصل حضرت امام پر تہمت لگائی اب امام تو دنیا مین بحیات
دنیوی موجود نہین جو اپنے جد امجد کیطرح بد دعا کرین مگر ہم خدا سے دعا
کرتے ہین کہ الہی روز قیامت ان ایذا دہی کرنیوالون کے گریبان اور ہمارے
ہاتہہ ہون اور یہہ ہمارے رشتہ کے چچا او سرور اوسی رشتہ کے چچا کے
ساتہہ اور ہم رشتہ کے بہتیجے اونہین رشتہ کے بہتیجے کے ساتہہ ہون آمین

قال اور حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے انا بریٔ ممن خلق وصلق و
خرق حدیث مشکوۃ مین ہے یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ مین بیزار ہون اوس
شخص سے جو سر کے بال نوچے مصیبت مین اور آواز سے چلا کر روئے اور گریبان
پہاڑے ف چہاتی کوٹنا اور سر پیٹنا اور نوحہ کرنا اور جو کام ایسا ہے مطلق
حرام ہے موتکے وقت ہو یا بعد اوسکے کسیکے واسطے درست نہین پیغمبر ہو
یا پیغمبر امام ہو یا شہید۔

اقول چہاتی کوٹنے اور سر پیٹنے کا تو اسمین ذکر نہین علاوہ برین ماسبق

ہین اسکا جواب ہوچکا اور آن حضرت صلعم کا حضرت امیر حمزہ پر آواز سے
چلا کر رونا بہی مذکور ہو چکا ہے پہر اوسی کی تجدید و تائید مستدرک حاکم کے
ان فقرات سے کر لیجئے فنسار رسول اللہ صلعم نحوہ فلما رای حثیثہ
بکی ولما رای ما مثل بہ شہق یعنے پس حضرت رسول خدا صلعم نعش
حضرت امیر حمزہ کیطرف چلے جب اونکی نعش کو دیکہا روئے اور جب دیکہا کہ اونکو
مثلہ کر ڈالا ہے چیخین مار کر رونے لگے۔

قال اور اس محرم کے ماتمداری کی بنیاد نکالی ہوئی ہے مختار ثقفی کی کہ وہ
مردود ناحق نام امام کے نام سے لوگون کو اپنے دام مین لا کر چاہتا تہا کہ سلطنت
حاصل کرے اور حقیقت مین اوسکو امام سے کچہہ کام نتہا کسواسطے کہ وہ درپردہ
در پردہ آپ نبوت کا دعوی کرتا تہا کہتا تہا کہ میرے پاس جبرئیل آتے ہین

اقول مختار پر اسقدر جو یہہ غیظ و غضب آپکا فقط اسوجہ سے ہے کہ اوس بہادر
نے یزیدیون کے مجمع کو درہم و برہم اور ڈہونڈ کر قاتلان امام مظلوم کو واصل
جہنم کیا بڑا کفر توڑا کسی ناصبی و شامی کو زندہ نچہوڑا اس غصہ مین آپسے اور
تو کچہہ بن نہ آئی اوس بیچارے پر دعوی نبوت کی تہمت لگائی پہر اس
دعوے پر یہہ سند لاتے ہین کہ کہتا تہا میرے پاس جبرئیل آتے ہین حالانکہ وہ
اپنی عقل و فراست سے جو باتین کہتے تہے اکثر اوسکا ظہور ضرور ہوتا تہا بدیں وجہ
بعضے جہلا کو نزول وحی کا اوپر گمان ہوتا تہا چنانچہ روضۃ الصفا مین مذکور
ہے۔ و جمعی از جہلائے آن دیار صدق قول مختار را مشاہدہ کردہ گمان بردند
کہ بروے وحی نازل می شود شیعے بایشان گفت کہ ازین عقیدہ رجوع کنید کہ
امثال این حکایات ناشی از فراست مومن می باشد چنانچہ رسول اللہ
فرمودہ کہ فراسۃ المومن لا تخطی انتہی اور صاحب تحفہ نے مرزبانی سے

نقل کیا ہے کہ مختار را غلامی بود کہ جبرئیل نام داشت در رہا و رات خود میگفت کہ جبرئیل بمن چنین گفت بمن با جبرئیل چنین گفتم بمردم جہال منظنہ خلاف واقع می شد۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ مین فرماتے ہین کہ در اصلاح بعضی از اغلاط لفظ جبرئیل بہر واقعہ نویس اطلاق می کنند ولا مشاحۃ فی الاصطلاح ولا فی التسمیۃ بھذا الاسم انتہی پس حسب تصریح شیعے جو اکابر علماے ہین مختار ایک مرد مومن تہا جسکو آپنے بسبب قتل اور استیصال قتلہ امام از راہ عداوت بجیا مردود و مدعی نبوت نا فرجام بنایا اوسکے غلام کو چہوڑ حضرت جبرئیل کو آپکا حاشیہ چڑہایا پہر کہا محرم کی ماتمداری کی بنیاد اونہی ڈالی پہر کہا امام سے کچہہ اوسکو کام نتہا یہہ بات نکالی حالانکہ محرم کے ماتمداری کی بنیاد حقیقت مین خدا و رسول کی ڈالی ہوی ہے جو قیامت تک نہین ہو ٹوٹ ہو سکتی آپ تو خود اوپر کہہ آئے ہین کہ حضرت جبرئیل نے آکر خبر اس واقعہ کربلا کی حضرت کو کردی تہی شاید سہو ہوی یا حضرت جبرئیل سے وہی مختار والی جبرئیل آپ سمجہے۔

قال اور اصل مین یہہ سب رسمین مجوسیونکی ہین کہ وہ اپنے بزرگونکی مصیبت مین ماتمداری اور نوحہ و زاری کرتے ہین۔

اقول اپنے عزیز اور بزرگ کی مصیبت مین حضرت رسولخدا روی حضرت فاطمہ روئین حضرت علی روئے حضرت عائشہ روئین اپنے بہائی کی نعش کا جلنا سنکر تہنی بکری کا کہانا چہوڑ دیا صحابہ نے آن حضرت کی مصیبت مین سخت ماتمداری اور نوحہ و زاری کی آپ اپنے تعصب کی جہالت مین بے تکان ایسا کلمہ سمجہنہ کہہ بیٹہے جس سے جمہور علماے اسلام کے نزدیک حد شرعی کے مستحق ہو گئے

قال اور نیلے کپڑے پہنتے ہین۔

اقول شریعت اسلام مین سیاہ اور نیلے کپڑے مردونکا پہننا مکروہ ہے عورتون کو وہ بھی نہیں فتاوی عالمگیری وغیرہ ملاحظہ ہو اور باتمداران امام عالی درجات خصوصاً قوم سادات تو نیلے کم تر اور سبز بیشتر پہنتے ہین جو بنا بر تصریح صاحب اسعاف الراغبین افضل الالوان اور مخصوص اہل جنت اور موقفہ مین الملبوس نبی رحمت ہے

قال اور نصاری کا بھی یہی معمول ہے کہ جب اونکے یہان کوئی مرتا ہے تو سیاہ لباس پہنتے ہین۔

اقول اگر عمامہ اور موزہ سیاہ ہو تو کچھہ مضائقہ نہین مگر خلفائے عباسیہ کا لباس بھی اکثر سیاہ ہوتا تھا چنانچہ مختصر تاریخ بغداد مین منقول ہے کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک روز جبرئیل قبائے سیاہ پہنے اور عمامہ سیاہ باندہے ہوئے میرے پاس آئے مین نے کہا یہہ کیا صورت ہے کہ مین نے کبھی تمکو اس صورت سے آتے نہین دیکھا جبرئیل نے کہا یہہ صورت اون بادشاہونکی ہے کہ جو آپکے چچا عباس کی اولاد مین ہونگی مین نے پوچھا وہ حق پر ہین جبرئیل نے کہا ہان حضرت نے اونکے لیئے دعا کی جبرئیل نے کہا کہ آپکی امت پر ایک زمانہ آویگا کہ خدا اسلام کو اس سواد سے عزت دیگا انتہی ابتو شاید آپکے نزدیک سیاہ کپڑے پہننے مین کچھہ مضائقہ نہو بلکہ اسلام کی عزت سمجھی جائے۔

قال اور حضرت عیسی علیہ السلام کی شکل سولی پر دہرنی کی جسکو چلیپا کہتے ہین وہ بناتے ہین کہ اسکو دیکھہ کر حضرت عیسی کے واقعہ پر غم و رنج کرین گویا انکا یہہ تعزیہ ہے کہ اپنے پیغمبر کے غم اور مصیبت کو یاد کرنے کے واسطے یہہ صورت مقرر کی ہے۔

اقول جب آپ خود یہہ کہتے جاتے ہین کہ وہ چلیپا یعنے حضرت عیسے علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی شکل سولی پر دہرنے کی بناتے ہین پہر اونکا یہہ تعزیہ کیونکر

ہوا پہلا تعزیہ مین امام علیہ السلام کی شکل کب بنائی جاتی ہے اور جلیپا کو بناکر اپنے پیغمبر کی مصیبت مین کب روتے رولاتے ہین جو آپ گویا اونکا یہہ تعزیہ بتلاتے ہین اس دروغ بیفروغ سے کیا فائدہ۔

قال مسلمان کو لازم ہے کہ مشابہت کفار سے آپ کو بچاوی اور اونکے کام آپ نکری کیونکہ حدیث مین آیا ہے جو جس قوم کی مشابہت پکڑے وہ اوسی قوم سے ہے

اقول اور مسلمان کفار کی مشابہت نہ بناوی اور اونکے کام نکری بلکہ زبردستی کوئی مشابہت کا عیب لگاوی تو اوسکی کیا سزا ہے۔

قال اب ای مسلمانون تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے کہ جب تم ایسے کامونکی سنا ہی اور تعزیہ کی برائی سب طرحسے دریافت کرچکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہے کہ بدعت اور گمراہی سے باز آؤ۔

اقول اب ای مسلمانون دیندار بھائیو تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے کہ جب تم ایسے مباح کامون کی خوبی اور تعزیہ کی بھلائی کتاب وسنت اور اجماع امت سب طرحسے دریافت کرچکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہے کہ کسیکی بدعت اور گمراہی اور وہو کا دینے پر نجاؤ اور جہانتک ممکن ہو تعزیہ داریکو بڑہاؤ اور تعزیہ بناؤ

قال اسمین دو فائدہ ہین اول دنیا مین ہر سال ناحق مال خراب اور زیر باری اور قرضداری سے بچوگے دوسرے بعد مرنیکے شرع کی مخالفت کے سبب اپنی عاقبت تباہ نہ کروگے۔

اقول تعزیہ داری مین کچھہ زیر باری اور قرضداری کی تکلیف نہین دی گئی بقدر امکان جو کچھہ اسمین صرف ہو وہ صرف خیر ہے اسراف نہین اور جب بدلائل شرع موافقت اسمین ثابت کردی گئی تو پھر شرع کے خلاف کہے جانا بالکل ہٹدہرمی ہے انصاف نہین۔

قال اور اسکا خیال نکرنا کہ اگر ہم یہہ باتین بدعت کی چھوڑ دین گے تو لوگ ہمپر طعن اور بہتان کرین گے اور برادری کے نادان لوگ لڑین گے۔

اقول واقعی اظہار امر حق مین یگانہ و بیگانہ کسی سے نہ ڈرنا چاہیے اور جس بات پر جمہور علمائی امت اور کتاب و سنت کا اتفاق ہو وہ اختیار کرنا چاہیے آنحضرت صلعم نے اقارب کا اعقارب کے ہاتھون سے کیا کیا صدمہ اوٹھائی لیکن بحکم وانذر عشیرتک الاقربین کبھی اونکی تخویف و ہدایت سے باز نہ آئے اسیطرح ہم بھی اگر برادری کے چند نادان لوگون کے بیجا لڑائی کا خیال کرتے تو آپکے اس رسالہ کا جسمین اظہار بدعت سے ممانعت اور حقیقت مین سخت بدعت ہے نہ رد لکھتے نہ کچھہ قیل و قال کرتے خوردی اور بزرگی کا اعتبار نسب مین نہ دین کی راہ سے نکوئی بزرگی ابو جہل مین ہے نہ ابولہب مین ہے افسوس ہے غیر قوم کے لوگ جنکو توفیق الٰہی ملے وہ امام علیہ السلام پر اپنی جانین فدا کرین اور آپ اولاد حسن حسین کہلا کر شعار حضرت امام کی سعایت اور یزید پلید کی اطاعت و حمایت پر مرتے ہیں سچ ہے یہ فضل حق ہے جنہین کیا ملی اونکو نجات ہ جنکو وانامی کا دعوی تھا وہ نادان نکلے ہ ایک حر ایک پسر ایک غلام ایک بھائی ہ فوج کفار سے یہہ چار مسلمان نکلے

قال بھلا جب خدا و رسول و امام خلقت کی طعن اور ملامت سے نہ بچے تو ہم مسلمان بیچارے خلق کی زبان سے کب بچے گے۔

اقول والله سچ ہے آپ ہی اپنے رسالہ مین دیکھیے کہ خدا و رسول کسکو چھوڑا اور امامون پر تو وہ کھلی طعن و ملامت کی رونے رولانے بے صبری کے طعنے دیئے کس بے ادبی سے اونکے نام لیئے آپ اونکی گت بنائیے ہندوؤن کی تہمت لگائیے حالانکہ کوئی کافر ایسا نہ کرتا مسلمان کا تو کیا ذکر مگر ہان وہی مسلمان جنہون نے باوجود ادعائے اسلام حضرت امام کو شہید کیا۔

قال خدا اور رسول کی رضامندی پر نظر رکھنا چاہیئے اور ونکی ناخوش ہونے
اور ناپسند کرنے سے خوف نکہا ئے کہ آخر دنیا سے جانا ہے اور اللہ اپنے
خالق اور مالک کو مونہہ دکیہانا ہے۔
اقول قال اللہ تعالی اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم سوآپ
ہی اونہین لوگون مین ہین کہ اورونکو نیک بات بتلادین اور اپنے نفسونکو بہلادین
قال پیغمبر خدانے فرمایا ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله
اجر مائة شہید ت یعنے جو کوئی چنگل مارے اور عمل کرے میری سنت پر
میری امت کے فساد کیوقت تو اوسکو سو شہیدون کا ثواب ہے ف یعنے
شہید اوسے کہتے ہین جو اللہ کی راہ مین زخم اوٹہاوے اور جان سے مارا جاوے
اور ایسے زمانہ مین کہ ایک جہان رسومات بدعت مین گرفتار ہو اور سنت بجا لانے
مین ہر کسی کو عار ہو اوسوقت سنت پر عمل کرنا گویا جیتے جی مرنا ہے کہ ایک عالم
سے لڑنا اور ہر دم تیر اور تلوار طعن اور ملامت سے آپکو افگار کرنا شہید جیسی
ایک بار مرتا ہے اور یہہ شہید روحی ہر دم اولٹی بہرتا ہے اسواسطے اللہ تعالے
ایسے مجاہد کو ثواب سو شہید کا عطا کرتا ہے۔
اقول اور جو حضرت امام شہید راہ خدا و دیگر شہدای کربلا کی شہادت کو
چہپاوے اونکی شعائر کو مٹاوے تعزیہ بنانے غم والم کرنے رونے رولانے سنت
رسول کے بجالانے کو بدعت ٹہراوے سینکڑون طعنے دیکر حضرت امام کا نام ہیچ
لیکر اونکی شہادت کے بعد بہی اونکی ایذادہی سے نہ باز آوے کاری زخم بدزبانی کے
لگاوے اوسکو کتنے شہیدون کے شہید کرنے کا ثواب ملتا ہے اگر انہین بہتر ہی
شہیدون کے شہید کرنیکا ثواب ملا تب تو آپکا بڑا نقصان ہوگا یہہ کچہہ نہین
صاحب اور بڑہایئے بہلا ہزار شہیدون کے شہید کرنیکا تو ثواب پایئے۔

قال اب سمجھو کہ جب ایک شہید کا اسقدر عظیم ثواب ہے تو سو شہیدون کا کیا حساب ایسی باتون پر اہل ایمان کو جان دینا سزاوار ہے نہ جائے طعن اور خوف نان

اقول یہہ تو آپ ہی کو سمجھنا چاہیئے کہ جب ایسی باتون پر اہل ایمان کو جان دینا سزاوار ہے نہ جائے طعن اور خوف نان پہر آپ سنت پیغمبر کے بجا لانے یعنے مصیبت امام علیہ السلام پر رونے رولانے سے کیون ناہمپر طعن کرتے اور جہگڑا و فساد مچاتے اور نہایت بے ادبی اور گستاخی سے اسکو بدعت ٹہراتے ہین

قال اور لوگ دنیا کے واسطے کیا کچھہ محنت اور ملامت اوٹہاتے ہین ہمتو تمکو محض خدا کے واسطے بتاتے ہین۔

اقول یہہ دعوی فقط زبانی ہے اور دل مین تو کچھہ اور ہی ٹہانی ہے جو اس رسالہ کے ہر فقرہ اور آپکی ہر بات سے ظاہر اور خدا خوب اوس سے ماہر ہے اوسکے سامنے کوئی مکر و فریب چل نہین سکتا اوسکے احاطہ قدرت سے کوئی باہر نکل نہین سکتا جسکی وہ ہدایت کرے وہ کبہی کسیکے بہکانے پر راہ راست سے نہ پہرے گا بلکہ بہکانے والا آپ ہی اوندہے سونہہ دوزخ مین گریگا۔

قال اور جو اسپر بہی نہ سمجہو تو بہاڑ مین جاؤ اور اپنا سر کہاؤ موت قریب ہے منکر و نکیر سمجہا دین گے۔

اقول ابتدا تو آپنے اپنے اس آخری وعظ و نصیحت کی یہہ کی تہی کہ (ابای مسلمانون تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے جس سے تم سمجہے تہے کہ اب آپ اپنے مزاج کے خلاف لینت اور نرم زبانی سے کام لین گے مگر انتہا بیچارے مسلمانونکی یہہ ہوئی کہ (بہاڑ مین جاؤ اپنا سر کہاؤ موت قریب ہے منکر و نکیر سمجہا دین گے) اب ہمکو اس بات کا سخت افسوس ہے کہ اس آپکے برے خاتمہ سے آپکی خیریت نظر نہین آتی موت بیشک

قریب ہی مگر سمجھنا دنیا ہی مین چاہیئے بعد موت کے پہر منکر نکیر ہون یا بشیر و
بشیر ہون کیسا سمجہانا کچہہ کام نہ آئیگا اگر اسی حالت مین دنیا سے گئے تو دوزخ آتش
سوزان اور لہب نیران سے جسکا ہر ذرہ پہاڑ اور ہر شعلہ پہاڑ ہی کوئی نہ بچا ویگا
پس مسلمانو نکا ساتہہ دیجیئے اور وہ کام کیجیئے کہ آپ بہی ہم سب سچے مسلمانون کے ساتہہ
ساتہہ مین بہشت برین مین داخل اور رحمت رب العالمین سے واصل ہون الٰہی
جیسا ہماری اس رسالہ کا اچہا خاتمہ ہوا ویسا تو اپنی رحمت اور اپنے حبیب اور اونکی آل
پاک کے طفیل اور شفاعت سے ہمارا خاتمہ بہی بخیر کرنا آمین یا رب العالمین

الحمد للہ والمنہ کہ باوجود شدائد و دورہائے متواترہ مرض جسکو خدا ہی خوب جانتا ہی
اس عجالہ مسمیٰ بنصر المومنین جواب رسالہ ہدایت المومنین کو
پانچوین شہر رجب روز سہ شنبہ ۱۳۱۵ ہجری سے مین نے
شروع کیا اور باوصف ضیق مجال و شدت و قوت مرض
وضعف و اضمحلال تنہا بنفس حزین بلا ناصر و معین
۲۷ شہر شعبان ۱۳۱۵ روز جمعہ تخمیناً ایک
مہینا تیئس ۲۳ روز مین ختم کر دیا اللہ تعالےٰ
اس سے سب برادران ایمانی کو
نفع پہونچاوے بمحمد و آلہ عبدہ
المذنب ریاض الحسن غفر اللہ
لہ ولوالدیہ و
احسن الیہما
والیہ
ہ

تمام شد

کتاب نصر المومنین جواب رسالهٔ هدایت المومنین

حسب فرمائش عالیجناب فیض مآب سید محمد اصغر صاحب رئیس ونام دام اقباله مقام لکھنؤ محله فراشخانه وزیر گنج مطبوعه مطبع اثنا عشری باهتمام سید عابد علی رضوی

تقریظ و قطعهٔ تاریخ

از نتائج فکر شاعر شیرین کلام مداح امام علیه السلام عالیجناب فیض مآب عباس علی صاحب متخلص بعالی بر کتاب نصر المومنین مصنفهٔ جناب مستطاب مولوی سید ریاض الحسن صاحب دام فیضهم

ملک قدر سید ریاض الحسن — که باد ابر رحمت ذو المنن
محقق بعلم حدیث و کلام — کسی در کمالش ندارد کلام
مناظر چو او بر بساط زمین — ندیده است چشم سپهر برین
برد نواصب چو گیرد قلم — قلم بر سوالش کشد یکقلم
رقم زد برد نواصب کتاب — بنور و ضیا غیرت آفتاب
ازو هست روشن چو مهر مبین — شکست عدو نصرت مومنین
نمود از صحاح مخالف رقم — دلیل جوازش صریح و اهم
جز این هم نوشته رساله بسی — که داند ورا حرز جان هر کسی
وزان یک دو یا و آمد این زمان — کنم درج نامش پی مومنان
نظر کرد چون در عزیزی کتاب — ز تحفه بتحفه بدادش جواب
چو از تحفه دادش جوابش تمام — نهاده بمنتظله تحفه نام

کتابے نوشتہ بطیش و غضب | پے ناصبان نار ذات لہب
بود سخت گر دشمن روسیاہ | ز تیغ زبانش نیابد پناہ
بنظم سخن ہم ندارد نظیر | کلامش منور چو مہر منیر
غرض از ہمہ علم و فن ماہر است | چو خورشید یک باطن و ظاہر است
بکن عرض عالی بہ پیش خدا | کہ دارد ورا تا بروز جزا
بخصمان دین ترک تازی کند | بہ تیغ زبان تیغ بازی کند

قطعۂ تاریخ طبع نصر المومنین

بحروف معجمہ

کیا جب طبع نصر المومنین کو | کہ برہان ثبوت رنج و غم ہے
لکھی منقوط بین عالی نے "تاریخ" | چراغ مجلس شاہ امم ہے

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعۂ تاریخ

از تصنیف عالی مرتبت والا منزلت شاعر شیریں مقال

مداح احمد و آل — فردوسی زمان خاقانی دوران اکمل الکملا

جناب شیخ فدا علی صاحب المتخلص بعیش شاگرد رشید جناب عرش مرحوم مغفور

ہین ریاض الحسن جو عالم دین
مثل اونکا نہین زمانے مین
کیون نہ روح القدس کی ہوتائید
اہلسنت کے اک رسالہ کا
خوب ثابت کیا کتابون سے
نصر سے مومنین اگر ضم ہو
ورد وین سے اسے جو چھپوایا
ہین وہ اونام کے رئیسون مین
طبع کے بعد یہ رسالہ پاک
فکر تاریخ طبع مجھکو ہوئی

اونکے علم و ہنر کا کیا کہنا
ہین وہ علم کلام مین یکتا
سے ہے مشام زمان بفضل خدا
کیا ہی دندان شکن جواب لکھا
تعزیہ کا بنانا اور رکہنا
ہو عیان نام اس رسالہ کا
کام تھا یہ محمد اصغر کا
ذی ہمم ذی حشم سحاب عطا
عیش میری نظر سے بھی گذرا
اب شریک ثواب مین بھی ہوا

طبع کا سال از سر یحیث
پانچ خوب لاجواب لکھا

قطعۂ تاریخ

نیر تابان سپہر بلاغت ماہ درخشان آسمان فصاحت
مالک اقلیم سخنوری حاکم دیہیم مضامین گستری شاعر شیرین
مقال عالی فہم نازک خیال حبیب لبیب حبیبی نصیب جناب
منشی سید تفضل حسین صاحب ادیب شاگرد رشید

جناب تدبیر الدوله مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب

المتخلص بہ آسیر مرحوم و مغفور

بحمد اللہ شد مطبوع اینک — کہ نصر المومنین نادر کتاب است
فیوضش مثل لطف حق بہر سو — ضیا بارش مثل آفتاب است
باثبات عزاے شاہ مظلوم — دلیلے کو بیان شد انتخاب است
نظر کردن بران اجر لیست بیحد — بیانش باعث کسب ثواب است
کسے گو مانع امر عزا شد — نہ شرم از دین نہ از ایمان حجاب است
دلیلے کو کہ تا مقصد رساند — بمطلب خویش ناکامیاب است
جواب ساکت و دندان شکن یافت — چہ گوید کس کہ نادم خود سحاب است
مصنف عالم معقول و منقول — کہ مقدار علومش بے حجاب است
رفیع الشان وذی جاہ وذوی القدر — چسان نامش بگیرم ترک داب است
معین طبع را از من چہ پرسی — محمد اصغر عالی جناب است
ندیدم دیگرے مثلش باو نام — کز و ہر اہل حاجت کامیاب است

ادیب این مصرع تاریخ بنویس
جواباتش بگو کان لاجواب است

سنہ ۱۳۱۲ھ